

# HINDUSTANI ACADEMY

इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

१०६१

بیک گردش چرخ نیلوفری

نہ نادربجا ماندے نے نادری

# وقائع نادری

یعنی

نادر شاہ ایرانی کی مفضل سرگزشت

جسکو

مولوی محمد معصوم علی صاحب محشر

نے تالیف کیا

باہتمام بابو منوہر لال بھسارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نوکشو لکھنؤ پرنٹری

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسل وار فروخت کے لیے موجود ہو چکی  
 فہرست سکول ہر ایک شائق کو چاہیہ خانہ سے مل سکتی ہے جو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی  
 حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ٹیبل پریس کے تین صفحوں  
 سائے میں انہیں بعض کتب ناول مرغوب دل مارو کی طرح کوڑے ہیں ناگزیر فن کی یہ کتاب ہر اس فن  
 کی اور بھی کتب موجودہ کا نقصانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۶	عقل کے کرشمے۔	۸	کتب ناول مرغوب دل مارو
۱۰	رخسار حسد۔	۱۰	تفہیم خیر کا عیار۔
۶	شاہراہ کامیابی۔	۱۰	عارفون کا عیار۔
۸	وہبیب حصہ اول۔	۱۰	بارگشت
۸	ایضاً۔ حصہ دوم۔	۱۲	خواب گلگتہ۔ حصہ۔ او ۲ فی حصہ
۱۲	بہشت برین۔	۱۰	خوش نصیب۔
۱۰	دربار اودھ۔ کامل۔	۱۲	لال کیتان
۱۰	اسرار حسن۔	۱۰	ناشاد۔
۸	احمدی الدین۔	۱۲	ہم خرم و ہم ثواب۔
۸	نئی دھن۔	۶	نئی فوٹی۔
۱۲	دلہ روز۔	۶	حرمان خانہ۔
۱۲	ناول زن مرید۔	۶	طلوئیکہ کی بلا بندر کے سر
۱۲	فسانہ دو جہان۔	۱۰	فریب نیرنگ
۱۲	بنگالی دھن۔ ناول دیوی چودھری	۱۲	طلسم ناریج
۱۲	بابو شکیم چندر چٹرجی کا ترجمہ ترجمہ	۱۲	روح دلہا۔
۱۲	نفسی جوالا پرشاد صاحب برقی	۱۲	کارزار صلیبہ۔
۱۲	بی۔ اے۔ سیمپل۔	۱۲	ملک لغز زور جفا۔
۱۲	معشوقہ فرنگ۔ مؤلفہ بابو	۱۲	غاطہ فنی۔
۸	جوالا پرشاد صاحب۔	۱۲	شام جوانی

# وفا نادر

واقعات پر نظر رکھنے والی دور میں لگاؤ اپنی بصارت کی تیزی سے دیکھ رہی ہیں۔  
 اور رفتار زمانہ کی چالوں سے خیر رکھنے والی دور میں اندیش عقلمیں اپنی عمیق رسائی سے  
 بتا رہی ہیں کہ زمانہ ایک حال پر کبھی نہیں رہتا۔

بیک خط بیک ساعت بیک دم دگرگون می شود احوال عالم  
 حشر دن سے شام۔ شام سے رات رات سے صبح ہوتی ہے اسی طرح  
 ہر ایک انسان بلکہ کل مخلوقات عالم میں کچھ عجیب و غریب کا یا پلٹ ہوتی ہے جسکو  
 دیکھ کر عقل بشری سحر زدہ ہوتی ہے۔ ہم خود اور سحر رچاتی ہے۔ کیا انہی نہیں  
 اور بے بس مان کی گود میں کسی دودھ سے پیچے گود دیکھ کر کوئی بتا سکتا ہے کہ آگے  
 چل کر یہ کیسے ہاتھ پاؤں لگا لگا گیا کسی سر سبز و شاداب چین میں اٹھاتے پھوٹے  
 پودے پر نظر ڈال کر کوئی یہ خبر دے سکتا ہے۔ کہ آفتاب کی شعلہ بارگزنوں سے پہل  
 جھن کر خاک ہو جاوے گا۔؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر ہاں زمانہ اپنی تجربہ کار چالوں  
 سے تمام عالم کو مشاہدہ کرا دیتا ہے کہ دیکھو یہ اُسی دکھیااری گود کا پالا ہوا بچہ ہے  
 جسے گند مادر میں کس مہری کی حالت میں لبر کی تھی۔ مگر اب وہ زمین پر قدم  
 رکھتے ہی اسے غور شدیداقبال کو رفت و مدارج میں اوج عرش تک  
 پہنچا دیا۔ اور وہی شاداب چین کا اٹھاتا ہوا پودہ ہے۔ جسکو دیکھتے ہی  
 دیکھتے آفتاب حوادث نے اپنی حدت و تمازت سے جل کر خاک سیاہ کر دیا۔  
 مسئلہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا بچی آدم دنیا میں



گذرے ہیں جبکی ابتدائی زندگی نہایت افلاس۔ مصائب اور فلاکت میں گزری ہے مگر آگے  
 بڑھ کر وہی مدارج علیہ پر فائز ہوئے ہیں۔ اور چار دانگ عالم میں اپنی شہرت اور کواکب و نجوم  
 کے لئے بجائے ہیں۔ اور بہت سے ایسے بھی برگشتہ قسمت پائے جاتے ہیں جو ہمیشہ  
 تحت شائبہ نشاہی پر بڑے جاہ و جلال اور تجل و اقبال کے ساتھ جلوہ فرما رہے ہیں لیکن  
 آخر کو ازرونی بخت سے خاک مذلت میں مل گئے ہیں۔ اور افسانہ لایعنی

اسی کا نام ہے۔

بہادر دہندہ کی افتادہ سخت پس افتادہ ریاوری کردخت

چنانچہ اس وقت ہمارا مونس تشرافی ہمارا بچا انیس و ہندم۔ ہمارا حقیقی یار غمگسار ہمارا  
 شگ خیالات کو وسیع کرنے والا۔ ہماری کجی ہوئی سہتوں کو بڑھانے والا ہمارا عبرت دلا کر  
 غفلت سے جوگانہ تاریخ کا ایک ضخیم ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے اور باحروت ناد  
 شاہ افشار کے عجیب و غریب واقعہ کو نہایت دلچسپی کے ساتھ پیش کر رہا ہے جس کے مطالعہ  
 سے جرأت فحمندی۔ عبرت۔ اور قبائلی مندی کے نمونہ نظر آ رہے ہیں اور دل و دوا  
 کو اثر ڈالنے والے طرز سے تازگی بخش رہے ہیں جل جلالہ

بت کریں کہ روزِ خدا کی شان ہے تیری کی یالی کی

یہ وہ بلند عرصہ ہمارا مضبوط۔ جفاکش سپاہی ہے جسکی ابتدائی عمر نہایت مفلسی  
 محتاجی میں بسر ہوئی آخر کار موافقت زمانہ سے اسکے اقبال ہند نصیب نے رفتہ رفتہ  
 اس قدر ترقی کی ہے کہ ارض روم سے لیکر اس کمار کی تک اپنے رعب و داب  
 اور سطوت و جبروت کا ڈنکا بجایا۔ اور ایک عالم کو اپنے جاہ و جلال اور شان و وقار  
 کا کلمہ پڑھوایا جدھر قدم بڑھانے والے نصرت مہر کا بھولی حیرت انگیز اقبال  
 و شوکت دست بستہ سامنے موجود ہو گئی مگر ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی افسوس  
 خانی نہیں کہ اس خود رو پودے کے شرمین ہر دھڑکی کا ذائقہ نہ تھا اسکا ثمر یہ ہوا  
 اراکین سلطنت سے لیکر عام مخلوق تک ترش رو اور تلخ کام رہے آخر کار اس بلند  
 نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ سب نے ملکر ایسے تیکھے کوڑے بے مزہ درخت  
 جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا۔ بلکہ ان پودھوں کو جو اس کی تخم سے سرسبز ہو کر پھیلے  
 اور بہت جلد بارور ہوئے تھے۔ گلشن زمین سے یکدم تراش کر صحرائی عدم کو پہنچا دیا

## نادر کی پیدائش اور اسکی ابتدائی حالت

نادر کا پاپا نام قلی بیگ شہزادہ کا باشندہ ایک معمولی آدمی تھا۔ ذاتی اور خاندانی سببوں کی وجہ سے اس کا شمار درجہ اول میں نہ تھا۔ نہایت عسرت اور فلاکت سے بسر ہوتی تھی مصیبت ورنہ ان کی شہینہ کی فکر میں ناسکی جان پر مصیبت رہتی تھی۔ اسی کے صلب سے یہ قبائل تاجدار کوہ ارض کو اپنی ہدایت سے ہلا دینے والا ظالم فلک تک اپنے نگارہ پاکمرانی کی آواز بلند کرنے والا طفل جبار بقول ایک مؤرخ کے شمار ہوا۔ اسکی جائیداد قزوین میں سنہ ۱۰۸۰ھ کو رحم مادر سے عالم شہود میں آیا۔ نادر قلی بیگ نام رکھا۔ با مصیبت میں بلا۔ دو گھنٹی روٹیاں کھا کر طفلی کے ایام کاٹے۔

شیخ علی حزمین اس کے خاندان کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ نادر کا باپ پوسیتن دوز تھا چنانچہ شیخ کی رباعی اس قول کی تصدیق کرتی ہے۔ رباعی

تاجند زمانہ قلنبہ اندوز شود  
زید کہ جہانیاں بہ لہجہ نہ خرد

سرگوشہ کمان کین سبہ تو ز شود  
ملکہ کہ نصیب پوسیتن دوز شود

میر شیخ علی حزمین یوں بھی لکھتے ہیں کہ نادر قلی شاہ طہماسپ کا غلام تھا اور حقہ برداری و خدمت سپرد تھی۔ اگر ایسا بھی ہو تا تو کچھ عجیب نہ تھا۔ مگر علی حزمین کو نادر سے دلی صداقت تھی کیونکہ نادر ہی کی بدولت شیخ کے خاندان سے وزارت نکل گئی اور اسی کے جف سے شیخ نے بھاگ کر ہندوستان میں پناہ لی۔ اس زمانہ میں ہندوستان اچھے گون کا قدر دان تھا۔ یہاں لاطیع درویش اور ناگیناں شاعر بھکر شیخ کی جڑی آؤ بھگت بلی کہ مشہور ہے کہ جب نادر ہندوستان میں آیا ہے تو شیخ اُس کے خوف سے بنارس میں چھپے پھرتے اور نادر کے سپاہی انکی تلاش میں سرگرم تھے۔ کہتے ہیں کہ شیخ کو ملیات کا درد تھا۔ جبکہ نادر کے سپاہی شیخ کے گھر میں گھس پڑے۔ شیخ نے اپنی لہجہ سے جھٹش نہ کی اور عمل کی برکت سے کسی کو نظر نہ پڑے۔ یہاں تک سپاہیوں نے شکشکیش ہوئی اور اسے دھکے کھائے کہ شیخ کا یہاں پارہ پارہ ہو گیا۔ غرض کہ باب شیخ کو نادر سے یہاں تک صدمہ پہونچا تو اود کا طعنہ آمیز اور خصوصیت خیز بیان پایہ اعتبار سے گر گیا۔

## مدارج ترقیات کا پہلا زینہ

جب دہلی بچھلے۔ اقبال نے ترقی کے دروازے کھول دیے تادریکے باب امام قلی بیگ نے انتقال کیا۔ شہر اموازمین افشاریوں کا ایک ممتاز فرقہ تھا اس قوم کا رئیس با قلی بیگ (جو اپنی قوم کا انشراور قلعہ قلات کا حکم تھا) نادر کی بیوہ مان کو عقد کر کے اب گھر لایا۔ نادر قلی بیگ بھی بطور مادر جلو کے اپنی مان کے ساتھ آیا۔ چونکہ نادر بیوہ نہاثر ہی سے زیور شہور سے آراستہ تھا۔ بابا قلی بیگ کی نظروں میں کھپا۔ اس نے اپنی دھماہ پیکر کے ساتھ جو مسکی پہلی بیوی سے تھی اور شاہ سلطان حسین صفوی کی بیوی تھی نادر کا عقد کر دیا۔ اس سے ایک لڑکا رضا قلی بیگ پیدا ہوا۔ اب یہیں سے منقسم کا باب مسعود ہوا اور فلاحیت و فراغت کا دروازہ کھلا۔ اچھے دن اسے مصیبت کی راتیں ایام راحت سے بدل گئیں۔ عیش و عشرت سے نصبر مہو نے لگی تھوڑے زمانہ کے بعد بابا قلی بیگ نے وفات پائی۔ اور نادر کی بیوی یعنی رضا قلی بیگ کی مان نے بھی انتقال کیا۔ نادر قلی بیگ نے قیام ریاست اور اخذ وراثت کے خیال سے بابا قلی بیگ ستونی کی دوسری بیٹی سے بھی عقد کر لیا۔ اسی کے بطن سے نصر اللہ مرزا و خوش نصیب لڑکا پیدا ہوا جو ہندوستان میں پہونچکر امیر تیمور گورگانی کے خاندان میں داخل ہوا۔ قاتمہ وایا اولی الانصار۔ و اہری زمانہ کی رفتار۔ کنیا کاٹھے کا بیوند خیر میں لگایا۔ اور کہاں کا جوڑ کہاں بچھڑکایا۔

ادھر وطن ہوا جب نادر کے سوتیلے باپ بابا قلی بیگ افشار نے انتقال کیا تو اس وقت کم سن تھا۔ یہ کم سنی کا ذریعہ اس کے چچا نادر بابا قلی بیگ کے حق میں مفید ثابت ہوا چچا سنی حیلہ سے اس کا چچا قلعہ برقا بن ہو گیا۔ اور نادر کو یون سمجھا دیا کھانا جب تم سن شعور کو پہونچے گے اس وقت یہ قلعہ تمہارے حوالہ کر دیا جاوے گا۔ اور ادھر افشار سے یہ بیان کیا کہ نادر سا سخت مزاج۔ تند خو۔ ظالم۔ جابر برگزینا بیت یہ نہیں رکھتا ہے کہ تم ایسے معزز اور سادہ لوگوں پر سرداری کرے۔ اور نہ تم ان جو روطنہ سخت مزاجیوں کی پرداخت کر سکو۔ اس طرح سے نادر نے اپنا اصلی حق اپنے چچا سے افشار ترکا میوں کی قوم ہے۔ جس کے چند فرقے ہیں

کی بدبختی سے کھو گیا۔ اب اسکی غیور طبیعت نے ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی کہ چنان پر اسے حکمران ہونا چاہیے تھا۔ تخت بنگر رہے۔ مجبوراً مالوس ہو کر مشہور ہو گیا۔ وہاں بنگر بگ کی سرکار میں ملازمت اختیار کی۔ ابتداً گوس سوار دن پر حیدر مقرر ہوا مگر چند روز میں بنگر بگ نے اسکی جرأت۔ چالاک۔ مستعدی سے خوش ہو کر ایک رسالہ کا افسر کر دیا۔ شروع میں تاریلوں سے چھوٹی چھوٹی مستغرق لڑائیاں لڑیں انہیں نادر نے اپنی ہمت اور مردانگی کے ایسے ثبوت دیے کہ قہوڑے ہی عرصہ میں وہ ہمیشہ جانی یعنی ہزار سوار دن پر افسر ہو گیا۔ اور اسی عہدے پر ۳۲ برس کی عمر تک اپنے کار منصبی کو انجام دیتا رہا۔

۱۷۳۸ء میں تاریل اوزبک بارہ ہزار سوار لیکر خراسان پر چڑھ دوڑے یہاں مائس وقت تک بنگر بگ کی مجموعی فوج چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادے سے زیادہ مقابلہ کے لئے طیار نہ تھی بنگر بگ سخت تردد میں پڑا اور افسران دربار کو طلب کر کے مشورہ کیا۔ ہر ایک افسر نے اپنی لپٹ ہمتی سے یہی رائے دی کہ ہماری فوج کم ہے اور غنیمت اپنی تعداد اور قوت میں بہت زیادہ۔ پس ایسی حالت میں مقابلہ کرنا چاہیے نہیں آپ کا حکم ہر مذہب ہے لہذا ایسی خوفناک حالت میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خندق اور سورچہ بندی سے شہر کی حفاظت کی جائے اور خود ہم کو مستحکم ہو کر قلعہ میں بیٹھنا چاہیے۔

چونکہ نادر ابھی اس پایہ کا آدمی نہ ہوا تھا کہ ان افسران شاہی کے درمیان میں اپنی رائے پیش کر کے دخل در معقولات دیتا۔ مگر جب جملہ اراکین اپنی اپنی رائے پیش کر چکے تو نادر بھی جرأت کر کے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت نہ کوئی مقام خوف ہے اور نہ کوئی محل ہراس۔ اگر حکم دالا ہو تو میں تمہارا ہم میں کامیابی حاصل کر سکتا ہوں بنگر بگ چونکہ پہلے سے نادر کی جرأت۔ ہمت۔ دلاوری کو جانتا تھا اس رائے سے قوی دل ہو کر اسکو سپہ سالار فوج کر دیا۔ اور سو کہ خدا میں جانے کی اجازت دی۔ مگر دیگر افسران فوج کو ایک ادنیٰ افسر کی ماتحتی کسی طرح گوارا نہ ہوئی

بنگر بگ۔ فتح اذل و موم و کسر خیم کہ با سے موجد ہے اور کاف فارسی یہ ایک معجز خطاب شاہی ہے۔ ترکی میں خان خانان اور امیر الامر اکو کہتے ہیں۔

عذر کیا حکم ہوا کہ تم لوگوں کو اختیار ہے۔ اگر مانتی کرنا نہیں چاہتے ہو تو نہ جاؤ۔  
غرض کہ نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج مقرر ہو کر بڑی دلیری اور اولوالعزمی جانبازی کا  
مستقل ارادہ کر کے شہر سے باہر نکلا۔ اور تاتاری فوج کے مقابلہ میں جو مشرک  
چار منزل کے فاصلہ پر بڑی ہوئی تھی پہونچ کر صف آرا ہوا۔ تاتاریوں کی جرأت و  
مستعدی اور استقلال کو دیکھ کر نادر اپنی فوج کو ایک بلند مقام پر چڑھا لیکھا۔ صفین دریا  
کین۔ اور قلب لشکر میں کھڑے ہو کر آہنگ اور حوصلہ پیدا کرنے کی عرض سے یوں  
ایک برجوش تقریر کی۔

”اے میری فوج کے بہادر سپاہیو اور اے میرے جانباز جوانو اور افسرو  
تم جانتے ہو کہ آج کس کے مقابلہ کے واسطے تیار ہو اور آمادہ کھڑے ہو۔ کچھ یہ بھی  
کچھ ہو کہ وہ کون ہیں۔ کیسے ہیں۔ اور کتنے ہیں وہ بوسے۔ بزدل حقوڑے۔ تاتاری  
ہیں جو تم کو ایک وسیع میدان میں پھیلے ہوئے اور کثرت سے معلوم ہوتے ہیں چھ  
سات ہزار سے ہرگز زیادہ نہیں ہیں تاتاریوں نے محض دکھانے اور رعب جمانے  
کی غرض سے فوج تتر بتر کر کے کچھ اس ترکیب سے پھیلا دیا ہے کہ جو دور سے مشاہدہ  
کرنے والوں کو بہت سے معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا تاتاریوں کا مقابلہ کیا ہے  
ہمیشہ انکو بودا اور بھاگنے والا پایا ہے۔ کبھی میرے ایک ہلکی تاب لانا انکو نصیب  
نہوا۔ اور میں ہمیشہ اپنے فتیاب ہوتا رہا۔ پس آج بھی یہ وہی بہت بہت چھڑک  
والے تاتاری ہیں۔ اے جوانان جنگ آزمائش ہو کہ فتح تمھارے ہاتھ پر آوے گی۔  
بہت دلاوری اور جوش کے ساتھ حملہ کرو اور ہر ٹھونکوں۔ اور یہ کہنا ہوا سب سے  
پہلے اپنا گھوڑا غنیمت کے لشکر میں ڈال دیا۔ اور صرے تاتاریوں نے بھی نہایت  
ہی مردانگی سے حملہ کیا مگر کہ جدال قائم ہو گیا۔ نادر برصیر برصیر دشمن پر  
دھماکے کرتا اور بہتوں کو مار کر پلٹ آتا۔ اور اپنی فوج کو بہت اور جوش دلاتا جاتا  
اور پھر برصیر جاتا تھا بہت بڑے عرصہ تک کشت و خون کا بازار گرم رہا  
مگر جاہلین بن تینیب کی حالت رہی۔ دونوں طرف سے کچھ ایسے مضبوطی  
سے قدم جمے ہوئے تھے کہ کوئی ہلنے کا نام نہ لیتا تھا۔ آخر کو خوش نصیب  
بلند حوصلہ نادر نے تقدیر آزمائی کے خیال سے نہایت ہی

جوش کے ساتھ حملہ کیا۔ اور اڑے ہوئے لشکر کو حیرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچ گیا  
 اور سردار فوج پر ایک ایسا وار کیا کہ کاٹ کر خاک و خون میں ڈال دیا۔ جب سردار  
 مارا گیا۔ تاتاری بھاگ کھڑے ہوئے۔ قاتح فوج کو مل گیا۔ برائے مفرور  
 کا بیچھا کیے چلی گئی۔ ہزار سے زیادہ تاتاری کام آئے۔ کیونکہ کچھ کو مقابلہ میں اور  
 بہت سے بھاگتے ہیں مارے گئے۔ فتح مند اور نقارہ نصرت و فیروز بیجا تاتاروں  
 شاد و بامراد مشہد میں داخل ہوا مگر شاہ سلطان حسین صفوی والی ایران نے کچھ بھی  
 اس بہادر سردار کی قدر و منزلت نہ کی اور اس کی بڑھی ہوئی امید و نگو خاک میں ملا دیا  
 باوجود اسکے کہ بگربگ نے عہدہ سپہ سالاری کے لیے نادر کی سفارش بھی کی مگر  
 بادشاہ نے حق تلفی کر کے بالکل ایک نا تجربہ کار نئے شخص کو جس نے کبھی سوکھا  
 قاتل کی صورت بھی نہ دیکھی تھی مامور کر دیا۔ اتنی بڑی حق ناشناسی سے آتش مزاج  
 نادر انگاروں پر ٹوٹنے لگا۔ اور اسی بیچ و تاب میں بگربگ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت  
 ہی نادرست اور ناظم الفاظ میں شکایت کی جو ملازمت کی حیثیت سے بالکل شایان نہ تھی بگربگ  
 کے لیے نامناسب اور ناگوار زبان کو برداشت نہ کر سکا۔ اور مار کر نکال دینے کا حکم دیا پھر نادر  
 نے بگربگ کو کین کھائیں کہ تمام ناخن گر گئے۔ اور انتہائے ذلت و رسوائی کیساتھ نکالا گیا۔  
 قراق بنا حبیب بگربگ کی سواک سے علیحدہ کیا گیا تو مجبوراً پھر اپنے نامہ بان چچا  
 کے پاس واپس آیا۔ اسکے چچا نے اولاً بہت کچھ خاطر و مدارات کی مگر جب قلعہ غلات  
 کا دعویٰ کیا تو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ اور پھر باہمی رنجش  
 ہو گئی یہاں تک کہ نا ضروری مصارف کی دقت اٹھانے لگا۔ پر چند کہ سفاس تھا  
 تاہم حقارت آمیز نظروں کی برداشت نہ کر سکا۔ جب منت و سماجت سے کام  
 نہ چلا تو اس فکر میں پڑا کہ زور بازو سے قلعہ لینا چاہیے۔ دو مضبوط۔ قوی و جنگل  
 قومی بازو سپاہیوں کی مدد سے ایک قافلہ پر چانگ جاڑا تین یا چار چرخہ مال تجارت  
 لے لیا ہوا تھا لوٹے مال بیجا۔ بیچارہ مول لئے اور ۲۵۰ جان باز دلاور جو اس کی تلاش  
 سے مل سکے بھرتی کر لئے۔ دوسری مرتبہ اس جماعت کو بیکار کیا  
 بڑے قافلہ پر چڑھ دوڑا۔ ۲۰۱ چرخہ اور متعدد اونٹ جسیر تجارتی اسباب  
 تھا۔ لوٹ کر ہارون میں جا چھپا۔ یہاں شہری لوگ چھٹ کر اسکے پاس

آئے تین اور بھیا کر دیکر مال بدل لیا کرتے۔ غرض کہ رفتہ رفتہ اس قدر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا کہ اس ذریعہ سے پانچ سو مضمبوطا اور ہزار سپاہی اپنے خرچہ میں شامل کر لیے اب تو سب طرف جا باوہا کر دیا۔ اور جسے چاہا لوٹ مار کر فارت کیا شہر والوں میں اتنی جرأت نہ تھی کہ مار گرائے گئے پرستے ہوئے حوصلوں کو پست کر دیتے نادر نے جب کو والد را پایا ایک ذرا سی دھمکی دی اور رقم کثیر وصول کر لی۔ شاہ ظہا سب والی ایران نے تک کی یہ لوٹ مار نہ کر دی ہوئی۔ اور اس کے لجاوہا کو مدت مہولی ہوئی تباہ و غارت کر دیا ہو تاگر چونکہ وہ خود تیس دانٹوں میں زبان ہو رہا تھا ایک طرف افغانوں نے میر دا عطا کے بیٹے محمود خان کی ماتحتی میں دار السلطنت اصفہان کو فتح کر لیا تھا۔ اور تمام جنوبی اور مشرقی حصہ تسخیر کر کے وہاں ہر لونگ بچار کھا تھا۔ دوسری طرف ترکوں نے ترک تارکوں کے مغربی حصہ دیا لیا تھا۔ اور شمال کی طرف روسیہ نے بحر کاسپین اور نزدیک مقامات قبضہ کر لیا تھا۔ شاہ ظہا سب کے پاس صرف تین صوبہ باقی رہ گئے تھے اس پر بھی ہر چار طرف سے مخالفوں کی یورش تھی۔ پس جیکسا سکا دامن دولت بیرونی غنیمتوں کے خارج مقابلہ میں الجھا ہوا تھا۔ تو ایسی اتر حالت میں اندرونی خلش کو وہ کیونکر دوڑ سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ نادر اپنی من مانی کارروائیوں میں پوٹا فوٹا کامیاب ہو گیا۔ اس پر کوڑھ میں کجا۔ بادشاہ پر یہ دوسری مصیبت پڑی کہ اتنی کشمکش کے زمانہ میں قوم بیات کے ایک شخص سیف الدین بیگ نے (جو بادشاہ ظہا سب کی فوج میں جنرل تھا) مخالفت اختیار کر کے بادشاہ نے اسے قتل کر دیا۔ جنرل سیف الدین خان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی خوف جان سے کادمیوں کی جماعت ساتھ لیکر ساتوں رات بھاگ کھڑا ہوا اور کوئی آجگہ پناہ کی نہ دیکھ کر نادر سے آگیا۔ اس فوجی سردار کے ملی جانے سے نادر نہایت پر مصیبت ڈاکو بن گیا۔ اب اس کے اطراف و جوار اب کے باشندے اس کثیر جماعت کا بار خراج اٹھانے کے تحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ لہذا

سے جن زمانہ میں افغانوں نے محمود خان بن دا عطا کی سرکردگی میں فارس پر حملہ کر کے دار السلطنت اصفہان پر قبضہ کیا تھا۔ تو شاہ سلطان حسین کو مہد اسکے ۲۲ بیٹوں کے گرفتار کر لیا تھا۔ وہاں مذکورہ ایک بیٹا ظہا سب مرزا بھاگ کر چکا۔ اور اپنی قوت بازو سے بادشاہ ہو اور شاہ ظہا سب کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بیات ترکوں کی ایک قوم ہے۔

نادر نے دور دورہ عداوت کرنا اور شہنشاہ مارنا شروع کر دیا اور کچھ اس قدر ہنس بھولا  
 کہ بڑے بہادر اس کا نام سے تھرانے لگے یہاں تک کہ خود اس کا چچا بادشاہ کے  
 کہ ایک قلعہ دار تھا خافت زدہ ہوا۔ کیونکہ نادر نے جس مقام کو اپنا محلہ دار قرار  
 دیا تھا وہاں سے اس کے چچا کا قلعہ صرف سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ممکن تھا کہ جب  
 نادر چلتا اس کے قلعہ پر چڑھ دوڑتا۔ چنانچہ اس کے چچا نے خوف اور ہمت نہ ہو کر  
 اس کو خط لکھا کہ اگر تم بادشاہی ملازمت چاہتے ہو تو وہ تمہارے قصور میں کو حاف  
 کر کے تم کو کوئی معقول عہدہ دے سکتا ہو۔ نادر نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور جواب  
 خط میں لکھا کہ میں ملازمت بادشاہ کرنے کو تیار ہوں آپ ہی بادشاہ سے عرض  
 کر ایم کرادائیے اس کے چچا نے بادشاہ کے حضور میں عرض کی۔ شاہ ظہار نے جواب دیا  
 کہ میں اپنے سرکش اور دغا گوئی خطا میں کو برگزینہ معاف کر سکتا۔ مگر جب ادھر سے  
 بہت کچھ غرض مروض کیا گیا اور اگلے واقعات یاد دلانے گئے کہ عدیشہ نام ملازمت  
 شہد میں اس نے بہت بڑے بڑے کارخانیاں دکھائے ہیں۔ اور نازک دھن میں  
 اپنا سرچسپا پر رکھ کر جانا ہی کی ہو۔ تاہم نادر نے کو مار کر ہیشیہ کے واسطے آن کے حوٹوں  
 اور بہتوں کو پست کر دیا ہو۔ جس کا صلہ یہ ملاکہ بارگور بار سے نکال دیا گیا۔ یہ قدر  
 اس کی ہوئی۔ جب اس درجہ کو اس کی تلقینی ہو چکی ہو مجبوراً ڈاکہ زنی کے ذریعہ سے  
 سہرا وقت کرنے لگا مگر حضور والا اب بھی اس کی قدر دانی فرادائیے۔ تو ایام و جزار  
 ہو کہ کارزار سے نہ ہٹنے والا سپاہی ایسی نازک حالت میں مفید ثابت ہو سکتا ہو۔ اور بہت  
 کچھ مدد مل سکتی ہو۔ ہر چند بادشاہ کا دل قبول نہ کرتا تھا کہ ایسے متمرد شخص کا قصور  
 معاف کیا جائے۔ مگر آخر کار مجبوراً بارگاہ تمام معافی نامہ دستخط اس کے چچا کے پاس  
 بھیج دیا۔ جو نادر کے پاس بحسبہ روانہ کیا گیا۔ نادر نے معافی نامہ پا کر تلقین جزل  
 سیف الدین کو ہمراہ لیا اور باطنیان تمام اپنے چچا کی طرف چلا۔ یہاں ہو چکی کہ  
 اس کی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ دوسرے روز تمام ہر امیون ہمت سالان دعوت  
 ترتیب دیا گیا۔ دعوتین مکھین۔ طے دیئے۔ ملاقات کے لطف اٹھائے مگر اس  
 موقع پر اس کے چچا نے بالکل احتیاط سے کام نہ لیا۔ آنے والی بلما اور نادر کی اطمینت  
 سے بالکل غافل ہو کر بعد ختم جلسہ اپنے کمرہ میں جا کر سو رہا۔ اپنے موقع اور وقت کا



دوسرے روز یہاں سے کوچ کر کے قلعہ قلات کے اطراف و جوانب میں ایشا کے منتظر رہنا۔ پس یہی وقت تھا کہ نادر اپنے چچا کو خواب غفلت میں مست پا کر مین گھس پڑا۔ اور ایک دار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ قلعہ کی کھجیان لیکر بھیا کو کی طرف بڑھا۔ اور وہ پان سو سپاہی کہیں گاہ کے اٹھ دوڑے اور ستر لوگوں کو لڑا اور دھڑے پھاٹک کھلا رہ دراتے ہوئے وند داخل ہوئے۔ قلعہ میں صر ایک سو ساٹھ سپاہی علاوہ ستر یون کے تھے۔ مقابلہ کو اٹھے۔ مگر کیا کر سکتے زیادہ کشت و خون کی نوبت نہ آئی۔ صرف پندرہ بیس آدمی مارے گئے۔ باقی آدمیوں کو ہتھیار لیکر نکال دیا۔ دوسرے روز نادر نے اپنی کل بقیہ فوج کو طلب اپنے آغا سے بہت تپاک سے پیش آیا۔ اور اکثر یون کو معزز عمدے بھی دیا۔ یہ واقعہ ۱۰۶۲ھ کو وقوع میں آیا۔ اس وقت تک اس کو مشہد سے قطع نہ کئے ہوئے چھ سال سے زیادہ زمانہ گذر چکا تھا۔ اب خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ ۵۰ میل تک قبضہ کر کے چالیس خانوادوں کو جبراً اپنا مطیع کر لیا جس سے چاہتا زچندہ وصول کر لیتا تھا۔

## نادر سپہ سالار ہو گیا

نادر نے شاہ طہاسب کی خدمت میں معافی کی غرض سے پھر عرضی بھیجی۔ حاکم خراسان کی زامہ پایون کا اعادہ کیا۔ شاہ طہاسب نے عاقلاً نہ کار و فرما سے کام لیا۔ کیونکہ ایسے وقت میں اس کی سرکوبی کرنے میں خواہ مخواہ اپنی فوج کرنا تھی۔ لہذا اس کے جہلیم کو معاف کر کے سیم باشی کا امیدوار کیا۔ نادر قلعہ قلات پانچ سو آدمی چھوڑ کر داخل دربار ہوا۔ شاہ طہاسب نے اس کے جہلیم کو یاد دلایا کہ تم ہرگز معافی کے مستحق نہ تھے۔ خیر گذشتہ راصلوۃ۔ اگر اب بھی تم گذشت کے معاوضہ میں نیک ناجی اور وفاداری کے جوہر دکھاؤ گے تو پھر بھی بہ جاری سرکار میں اعزاز و افتخار حاصل کر سکتے ہو۔ نادر نے عاجزی کے مندرت کی اور آئندہ کے لیے وفاداری کا مستحکم اقرار کیا۔ بہر حال سیم

کے عہدہ پر متنازع ہو گیا۔

نادر قلی کے پہونچنے سے پیشتر ترک ہمیشہ فارس و ایلون پر فحیاب ہونے لگے۔  
تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ افغانوں سے صلح و سازش کر کے بہت جلد اپنے طور پر  
سلطنت کو باجم تقسیم کر لیں گے اور خاندان فارس یا لکل نسبت و نابود ہو جائیگا  
بریا اب وہی ترک ہیں کہ ان کی تعداد فوج فارس و ایلون سے کہیں زیادہ ہوتی ہو  
ر نادر قلی بیگ کی فوج کم تا جم وہ بڑھ بڑھ کر برابر شکست پر شکست دیتا چلا گیا  
در ترکوں کے کچھ بٹے نہیں بنتی ہو۔ ان کی جماعت ٹوٹتی جاتی ہو اور ابھر ابھر  
بھاگتے اور بغلیں جھاگتے پھرتے ہیں۔ کہ کہ نادر کسی بڑے متنازعہ پر ہر ذرا نہیں ہو  
تا جم روز بروز اس قدر عزت و مبارکین اور نیز عام طور پر بڑھتی جاتی ہو۔ چنانچہ اس وقت کا  
نتیجہ ہوا کہ بہت تھوڑے ہی زمانے میں وہ فوج کا لفٹنٹ جنرل زاناب سے ملا  
ہو گیا۔ اس عہدہ پر متنازع ہو کر اسکو بادشاہ کی حضور کی کا بہت طرہ سے لگایا  
سن نے چند ہی روز میں اپنی چالاکیوں اور کارگزاریوں سے بادشاہ کے دل میں  
ھر کر لیا۔ اب اگر کوئی کاٹا باقی رہ گیا تھا۔ تو وہ صرف فتح اللہ خان کا چار خیل تھا  
جس سے وہ بظاہر دوستی اور جان نثاری کا دم بھرتا۔ مگر باطن میں ہمیشہ اس کے  
ھاٹنے کا دے رہا تھا۔ آخر کار اس غلطی سے بھی بہت جلد نجات پا گیا۔ نادر  
نے اپنے سازش کرنے و ایلون عہدہ پر دازگروں کو لگا دیا جنھوں نے وقتاً فوقتاً  
دشاہ کے کان پھرے اور بہت کچھ فتح اللہ خان کی طرف سے بظن کر دیا چنانچہ  
جنرل مذکور سے انتظام فوج کی بابت سخت باز پرس کی گئی۔ نادر نے بھی موقع پا کر  
دشاہ کو یقین دلادیا کہ میں عرصہ سے یہ خرابیاں دیکھتا چلا آتا ہوں جب تک  
تقسیم نتواہ اور آداب فوج میں تفریق نہ کیا جائے گا ہرگز یہ شکایت رفع نہ ہوگی  
و تمام سپاہی ملازمت سب کا سب سے متعفی ہو کر چلے جائیگے۔ سپاہی اپنی طرف نالائقی  
ہم جان اور سرکار پر فدا کرتے ہیں مگر نتواہ وقت سے نہیں ملتی۔ سخت تکلیف  
نصیبت سے زندگی گزرتی ہو اور ماورائے اسکے اس بات کی ہم لوگوں کو سخت  
شکایت ہو کہ وردی کے معاوضہ میں بہت زیادہ حصہ ہماری حقو اہوں کا وضع  
ر لیا جاتا ہو شاہ طہاسپ نے نہایت غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر تم جواب شافی

تدیس کو گئے تو تھرا را ستر تمام کیا جا بیگا جنرل مذکور نے رسم قدیم کا قاعدہ بنا کر اپنا بچاؤ  
 ڈھونڈھا۔ چونکہ آتش غضب پہلے ہی روض غمازی سے مشتعل ہو چکی تھی۔ اس سے  
 اور بھی بھڑک اٹھی۔ اب ان بھڑکنے والے شعلوں کو لون بھاسا کتا تھا۔ خصوصاً  
 اس مقام پر جہان خدا کے پتلی تین ڈالنے اور بھڑکانے پر موجود جنوں کا کار  
 وہ قمر ناک شعلے اس قدر بلند ہوئے کہ چارے جنرل کی جان لیکر کچے مظلوم جنرل  
 مسخریوں کی آغز پر دازیوں کے باعث حکم بادشاہی سے قتل ہوا۔ اور اس کی طبع  
 نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج کیا گیا۔ نادر نے فیروز خان کسار اور معذرت کے یہ تذکرے  
 فوراً منظور کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۰۸۱ھ کا ہے۔

## سپہ سالاری کے زمانہ میں نادر کی فتوحات

ترکوں کو ترک دی ا نادر کی عمر تفصیلات اور بادشاہی ملازمت کو ابھی ایک  
 سال بھی نہ گذرا تھا کہ وہ ایسے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ گیا۔ ایسی غایان ترقی حاصل  
 کر کے اب اور بھی اپنے جوہر لیاقت دکھانا شروع کر دئے۔ بادشاہ کو اس  
 ادوار الزم سردار پر اس قدر بھروسہ اور اطمینان ہو گیا کہ فوجی معاملات میں شافذ  
 بلکہ بالکل ہی دخل نہ دیتا۔ نادر نے اپنے ہر دلعزیز بے کی غرض سے سپاہیوں  
 کی تالیف قلوب کا طریقہ اختیار کیا۔ تنخواہ اپنے ہاتھ سے بانٹتا تھا۔ وردی  
 کی ایسی مناسب قیمت مقرر کی کہ سب راضی ہو گئے جب فوج کی طرف  
 سے بھجوانی اطمینان کر لیا تب اوطانی کا منصوبہ کاٹھا۔ مگر اس وقت اسکی  
 مانگھی میں بندہ وہیں ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی چونکہ ترکوں کے مقابلہ میں  
 بالکل ناکافی تھی۔ تاہم اپنی بلند ہوشی سے ادھر ادھر بٹھرا کر کیا ترکوں۔  
 شاہ طہاسب کے پاس پہنچا۔ مگر یہاں پر کچھ نہ ہوا۔ مقامات ہمارے قبضہ میں آچے ہیں  
 اگر آپ اس سے دست بردار ہوں تو ہم صلح کرنے پر آمادہ ہیں۔

شاہ طہاسب نے جواب دیا کہ ہم نے سلطان روم سے چند امور  
 یا یہ البحت دریاقت کہئے ہیں۔ وہاں سے جواب آئے تک ہمارے آپ کے  
 وہاں صلح نہ ہے۔ مگر ترکوں کے حدود ایک طرف ہمدان اور

دوسری طرف تبریز اور آرویل مقرر ہوئے۔

ادھر شاہ طہاسب نے سلطان روم کے پاس سفیر روانہ کیا اور اس کو درپروہ غمخیز کر دی کہ راستہ میں اٹکتے ہوئے جانا۔ بلکہ بیمار بننا کہ سلطان کو مختار سے بد پرہو گچھ میں کسی قسم کی ہنگامی نہو۔ اور اس حکمت غلی میں بادشاہ کا خاص منشا یہ تھا کہ ملک محمود حاکم مشہد قزوئی سے خود مختار بن بیٹھا ہو۔ اسکی سرکوبی کر دینا چاہتے تھے۔ نادر کی جو انگریزوں سے وہ قریب کیا گیا۔ اور اسکا جملہ مال و متاع ضبط ہو کر شاہی خزانہ میں داخل ہوا۔

نادر نے ادھر سے اطمینان حاصل کر کے شاہ طہاسب کی پھر اسی میں ۱۲ انہار سوار جہاز لیکر ابدالیوں پر چڑھائی کر دی۔ جنہوں نے شاہ سلطان حسین کو قوی کے ایام حکومت میں ہر ات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور ہر ایک بھاری جماعت سے خراسان کا ارادہ رکھنے اور مشہد کا محاصرہ کیا جاتے تھے۔

ابدالی ہرات سے تین منزل آگے بڑھ کر تیس ہزار سوار ان جنگی سے برسر مقابلہ ہوئے۔ قندھاری افغانوں کی بہ نسبت (جنہوں نے دارالسلطنت اصفہان پر قبضہ کر لیا تھا) یہ ابدالی زیادہ تر بہادر اور جوانمرد سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے مقابلہ میں بادشاہ نتیجہ جنگ میں پس و پیش کرتا اور خوف کھاتا تھا۔ مگر نادر نے جس کی ہمت اور دلادری کسی بہادر سے بہادر فوج سے دینے والی تھی) اپنے بادشاہ کو ظفر و نصرت کا یقین دلایا اور عرض کیا کہ فتح و فیروزی کثرت افواج میں نہیں ہوتی۔ بلکہ جرأت و استقلال اور فنون جنگ پر موقوف ہے غرض کہ نادر نے بادشاہ سے اجازت جنگ حاصل کی اور اپنی فوج کو پر جوش تقریر سے حوصلہ دلا کر نعرہ مارا ابدالیوں نے رجو بہت ہی محوڑے فاصلہ پر پڑے ہوئے تھے) جواب نذر دے کر بہت جری جو انگریزوں سے ابدالیوں پر حملہ کیا۔ نادر نے اپنی فوج کو ایک اونچے مقام پر لے جا کر پر اجمار اور تفنگ سے محوڑے فاصلہ پر فیر فیر شروع کر دئے جنہوں نے بڑے کاٹ کئے اس موقع پر نادر نے ترکیب جنگ میں لے ابدالی افغان کی ایک قوم ہو۔

بڑے حیرت انگیز جوہر دکھائے خود تو بہادری کے جوش میں خنیم کو دوز تک مارتا اور کاٹتا ہوا آگے بڑھ جاتا تھا مگر ساتھ ہی اس کے ہر طرف نظر رکھتا جس جگہ مدو کی ضرورت سمجھتا فوراً نہایت سرگرمی مستعدی۔ اور چالاک سے مدد پہنچاتا آخر کار ابدالیوں نے بہت بڑی داری کے بعد شکست فاش کھائی پانچ ہزار مردان جنگی قید ہوئے اور پندرہ ہزار مارے گئے۔ اس ناپاک فتح کے بعد نادر نے ہرات پر چڑھائی کی۔ اور کئی جیسے تک برابر محاصرہ رکھا مجبوراً خنیم نے غاشیہ اطاعت اپنے کنسے پر ڈالا۔ اور کچھ روپیہ بطور پیش دینے کا وعدہ کیا۔ سالانہ خراج بھی اس شرط پر دینا منظور کیا کہ ہماری ہی قوم میں سے کوئی حاکم ہم پر مسلط کیا جائے۔ ابدالیوں سے اطاعت مزمانہ داری و قادری کی قسم لیکر ان کی یہ شرط بالائے منظور کی گئی۔ بعد ان فراغ اس مہم کے بادشاہ نے نادر کو حکم دیا کہ تم بہت جلد مشہد پہنچ جاؤ۔ اور وہ حسب الحکم ۱۲۹ھ میں مشہد جا پہنچا۔

اشرف خان کو پیا کیا | اتنے میں بادشاہ کو خبر پہنچی کہ اشرف خان افغان بلوچ محمود خان کا جانشین اور اصفہان پر قابض ہے بہت بڑی جماعت سے حملہ کرنے والا ہے اشرف خلع نے نادر کی اولوالعزمیوں اور خاندانوں کو یکجا یہ مصمم قصد کر لیا کہ اب اس کا تباہ موقع نہ دینا چاہیے کہ زیادہ قوت بہم پہنچا کر پھر ہاتھ پیر نکالے لہذا تیس ہزار فوج جرار لیکر اصفہان سے ستمبر ۱۲۹ھ میں خراسان کو روانہ ہوا۔

اب تو شاہ طہاسب کے حواس جاتے رہے اور خود نادر کو بھی سخت تشویش پیدا ہوئی کیونکہ ایسی در دست ہم کو سنکر کوئی نیا آدمی فوج میں بھرتی ہونے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ مگر اس دلاور فوج کے (جو ابدالیوں کو نہایت تانہ پہنچا چکی تھی) البتہ بہت کچھ حوصلے بڑھے ہوئے تھے۔ نادر نے اسی فوج سے ۱۶ ہزار مردان دلاور انتخاب کر کے ساتھ لئے اور باقی کل فوج کو مشہد میں چھوڑا آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا مقام وامغان میں پہنچ کر ایسے عمدہ اور مناسب موقع پر پراڈہ الا جو جنگجو فوج کے واسطے نہایت موزون تھا۔ اشرف خان

مقابل کو ایسے عمدہ مقام پر دیکھ کر کچھ کچا ہوا کیونکہ ایسے مقام پر حملہ بے سود اور کامیابی محال تھی۔ مگر یہ امر اُسکے افسران فوج کے خلاف اٹھرا اور کہا کہ اگر یہاں تک پہنچ کر لڑائی ملتوی رکھی گئی تو مخالف کو مفت میں بغیر لڑے بھڑے فتح نصیب ہو جائیگی تب اشرف خان نے رائے دی کہ اس مقام کو چھوڑ کر شہر پر حملہ کرنا چاہیے۔ اس بات پر بھی اُس کے ناخوابت اندیش افسران بہادری کی امتک میں راضی نہ ہوئے۔ مگر آگے چل کر ان افغانوں کو نتیجہ جنگ سے معلوم ہو گیا کہ انھوں نے فاش غلطی کی۔ کیونکہ لڑائی میں افغانوں کے ۱۰ ہزار اور نادور کے صرف ۴ ہزار آدمی ضایع ہوئے اشرف خان شکست کھا کر اصفہان لوٹ گیا اس موقع پر شاہ طہاسب خود بھی موجود تھا اور نادور کی شجاعت اور بے لوث کوشش خود مشاہدہ کر کے بہت خوش ہو کر کہا کہ اس وقت میرے پاس اتنا موجود نہیں ہے جس سے مختاری بہادری کا موازنہ کیا جاسکے صرف اس وقت تم کو طہاسب قلی کا ایک معزز خطاب دیا جاتا ہو۔

نادور نے طہاسب قلی خان کے خطاب سے ممتاز ہو کر دامن ان میں نئے آونی بھرتی کر کے اپنی فوج کی تعداد بڑھائی اور خوشی خوشی اصفہان کو کوچ کیا انھیں قلعے تک اصفہان کو بھاگ گئے فوج نے ان خزاہوں کو جہان تک مل سکے کاٹ کر ڈال دیا۔ اور جعفر مال غنیمت پیٹھے لگا سب طہاسب قلی خان کی حضور میں لا کر حاضر کیا۔ طہاسب قلی خان جب کا نشان میں رجوا اصفہان سے چار منزل پر واقع ہو پہنچا تو اس وقت اس کے پاس چالیس ہزار سوار اور سیدل موجود تھے۔ افغانوں کے پاس اس قدر سرمایہ جنگ موجود تھا جسکے بل پر وہ اپنے دل میں ٹھانے ہوئے تھے کہ دم واپس تک قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر لیتے مگر اشرف خان نے کہا کہ ایک بار اور مردانگی کے جوہر دکھا کر تقدیر آزمائی کر لینی چاہئے۔ لہذا تیس ہزار فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور مقام خور میں رجوا اصفہان

۴ طہاسب قلی خان ایک معزز خطاب شامی ہے۔ جس کا یہ مفہوم ہے کہ "بادشاہ کا غلام" اور اس کے اعزاز کی خاص وجہ یہ تھی کہ بادشاہوں کو ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ ان کا معزز نام کسی شخص کے نام کے ساتھ لیا جائے۔

لوگوں کو اپنی طرف سے وہاں تعین کر کے تبریز کی طرف روانہ ہوا تبریز قبضہ کر کے ایک جماعت آرمیل کی طرف بھیجی جس کو دشمنوں نے بغیر مقابلہ کے خود ہی خالی کر کے راہ فرار اختیار کی۔

جب ترکوں کو ہر مقام پر اس طرح ناکامی ہوئی تو انھوں نے صلح کی درخواست بھیجی جس کو طہاسب قلی خان نے مصلحت وقت سمجھ کر منظور کر لیا۔ وجہ یہ تھی کہ اس طرف اہالیوں نے پھر سر اٹھایا تھا۔

اہالیوں کے قلعہ کو قتل کیا۔ طہاسب قلی خان نے ترکوں سے صلح کر کے اپنے کچھ آدمی مفتوحہ مقامات پر مقرر کر دیے۔ اور خود شیر کی طرح گونجا ہوا اہالیوں پر جھٹ بڑا۔ اور پوچھتے ہی ان کو شکست دی۔ شہر کا محاصرہ کیا۔ جب ان لوگوں پر دانہ پانی بند ہوا۔ قانون مرنے لگے۔ تب مجبور ہو کر اطاعت قبول کی۔ طہاسب خان نے قلعہ دار اور خاص خاص نامی اشخاص کو قتل کیا۔ اور اپنی طرف سے آدمی تعینات کئے جب سب انتظاموں سے فراغت کر چکا تو شہر کو چلا گیا۔

اور طہاسب شاہ نے دیکھا کہ دارالسلطنت قسطنطنیہ سے بارہویں مئی چلی آئی ہیں۔ اور آکر سردون پر جمع ہو رہی ہیں۔ فوراً بیس ہزار فوج لیکر دارالخلافت سے کوچ کیا۔ اور راستہ میں طہاسب قلی خان سے ملتا اور وہاں کی فوج بھی ہمراہ لیتا ہوا مقام ابردان میں پہنچا۔ ترکوں کی فوج کو شکست دے کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مگر رسد کی کمی سے محاصرہ اٹھالیا اور تبریز کو پلٹ آیا۔ یہاں سے کرمان کی طرف جہاز راستہ میں احمدیہ شازک نے ایک جماعت لیکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو شکست دی۔ بعد اُس کے اس شرط پر صلح قرار پائی کہ جو مقام جس کے قبضہ میں ہو اُسی کے تصرف میں رہے طہاسب قلی خان نے اس صلح نامہ پر سخت مخالفت ظاہر کی اور بادشاہ کو لکھا کہ بہت جلد ایسی صلح کے توڑنے کی ضرورت پڑیگی۔

**طہاسب قلی نے بادشاہ کو قید کر لیا**

اگست ۱۲۲۲ء کو طہاسب قلی خان مشہد سے بہت تیزی کے ساتھ

چلا اور اپنی کل فوج کے ساتھ جو تعداد میں ساتھ ہزار تھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ایسی خراب اور لچر شرایطیر جن لوگوں نے صلح کر لینے کی صلاح دی جو ان کو موثر عبرت بنانا چاہتے مگر بادشاہ شکست صلح پر راضی نہ ہوا طہاسپ قلی خان نے خطوط کا ایک پلندہ پیش کیا جو بادشاہ کے خلاف سازش میں نادر کو لکھے گئے تھے۔ بادشاہ کو ان خطوط کے مطالعہ سے سخت تردد اور تعجب نے گھیر لیا۔ اور ان سازشی لوگوں میں سے بہترین کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر اسکو آئندہ موقع اور وقت پر اٹھا رکھا۔ جب طہاسپ قلی خان نے دیکھ لیا کہ بادشاہ نے نہ تو ان خطوط کا کچھ انتظام کیا اور نہ مخالفت کرنے والوں ہی کی خبر لی۔ تب اس نے افسران فوج سے مشورہ کیا۔ تمام افسروں کی یہی رائے ہوئی کہ گو بادشاہ نے بظاہر سکوت سے کام لیا ہو مگر درپردہ اس فکر میں ہو کہ نادر کو اس کے تمام دوستوں سمیت قتل کرادے اور ترکوں سے جو صلحنامہ کے معاہدوں کو ہین توڑتا اس میں سبھی مصلحت رکھی ہو کہ باطنیان تمام اس اہم معاملہ سے فراغت حاصل کر لے اس وقت نادر نے بیان کیا کہ اب ہماری اور نیز تم لوگوں کی اسی میں خیریت اور جاہلری ہو کہ بادشاہ کو سخت سے اتار کر اس کے بیٹے کو جالشین کر دیں۔ اور اس صورت میں ترکوں سے مقابلہ کرنے کا ایک کافی موقع بھی ہاتھ آئے گا۔ اس تجویز کے قرار پانے کے بعد بادشاہ کو معائنہ فوج کی غرض سے شکر میں بلوایا۔ بادشاہ گیا۔ فوج کا معائنہ کیا۔ اور غرض ہو کہ جنرل فوج طہاسپ قلی خان کی بہت بڑی تعریف کی۔ بعض نیک حلال ماتحت افسران فوج نے بار بار بلند بادشاہ سے دست بستہ عرض کیا کہ جو خدمت ہم جان نثاروں کے لائق ہو ہم ان احکام کی تعمیل کے واسطے جان سے حاضر ہیں طہاسپ قلی خان پہلے تو اس بے موقع عرضداشت سے گھبرا اٹھا۔ مگر ساتھ ہی جو اسوں کو درست کر کے بادشاہ سے کہہ دیا کہ آپ فرما دیں کہ ہم نے تم سب کو جنرل طہاسپ قلی خان کی ماتحتی میں ویدیا ہو۔ یہ تم کو جس امر کا حکم کریں اس کی تعمیل واجب سمجھو۔ افسوس کہ اس وقت سادہ دل بادشاہ مغرضانہ کو نہ پہونچا اور انہیں کلمات کا اتنا ہ کر دیا۔



بعد معائنہ فوج بادشاہ کو طہاسب قلی خان نے اپنے خیمہ میں بلوایا۔ دور شرعاً  
اس کی سخت شراب خانہ خواب میں داروے سیوشی شریک تھی کہ بادشاہ  
پیشہ ہی گرا۔ اور گرا تو بیہوش تھا۔ مگر ام جنرل بہادر نے حکم دیا کہ بندگان  
حضور کو آرام تمام باغ نیراجریب کی جلسہ میں پہنچا دو۔ ملازمین و ہمراہین  
شاہی مانع ہوئے کہ ہم اپنے بادشاہ سلامت کی آپ حفاظت کر لیں گے  
کمرے سود تھا۔ جنرل بہادر نے ان تمام وفات شعار ہمراہیوں کو زبردستی  
دھکے دے کر خیمہ سے باہر نکلوا دیا۔ اور جب ان ہمراہیوں نے بھاگنا  
چاہا تو پیرہ کے شیر یوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔ اس طرح بادشاہ کو قید کر کے  
اُس پر پیرہ بٹھایا۔ اور تین دن کے بعد بہ نیرا سپاہیوں کی حراست میں  
رجن میں زیادہ ترافغان اور سنی مذہب کے لوگ تھے، باز نذران بھیج دیا۔  
وہاں بھیج کر سخت جاگرتندی کی۔

جب ادھر سے اطمینان حاصل ہوا تو کچھ فوج شاہی محلات پر بھیج کر  
طہاسب قلی نے اپنا قبضہ کر لیا۔ اور جا بجا سکون اور شہیناہ کے دروازن  
پر اپنا پرہ چوکی قائم کر دیا۔ اور دوسرے روز تمام شہر میں منادی کرادی کہ  
جو شخص اپنے گھر سے قدم نکالے گا جان سے مارا جائیگا۔ مگر وہ پرہ کو جب  
دیکھا کہ اب طرح امن و امان ہر کسی قسم کا شور و غلب بلوہ و فساد نہیں ہے  
تو پھر وہ سرا اعلان جاری کیا کہ اب سب لوگ اپنے گھروں سے نکلیں اور  
حسب معمول اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوں دوسرے روز طہاسب قلی خان  
پڑی شان و شوکت سے سول اور بیٹری افسروں کو ہمراہ لیکر محل شاہی میں  
داخل ہوا اور شاہزادے کو طلب کرایا جو ہنوز شیرخوارہ اور کمزور تھا۔ بچوں ہاتھ  
اس کو لا کر تخت شاہی پر بٹھا کر اس کے سر پر تاج شاہی رکھا اور ڈھال تلواریں  
پہلو میں۔ نذر و خلعت وغیرہ معمولی مراسم ادا کرنے کے بعد شاہ عباس سوم  
کے نام سے مشہور کیا۔ سب سے پہلے طہاسب قلی خان نے عہدہ وفاداری  
دے دیے قرآن پڑھا۔ کھانا جس کے بعد تمام اراکین سلطنت نے اس بزرگ  
و رفیع منہم پر جنرل مذکور کی پیروی اور تعلق دینی۔ جب قول و قسم

کے مہ اسم (دا) ہو چکے تو فوراً با اعتماد لڑا کین سلطنت مقرر کئے اور جنگ کو ناقابل  
 اطمینان سمجھا آن کو عہدوں سے معزول کر دیا۔ دیگر صوبجات کے حکام میں بھی  
 یہی عزل و نصب برتا گیا۔ نادر دس اکھڑ پھیلنے کے بعد ترکوں پر حملہ کرنے  
 کی غرض سے بڑھا۔ بغداد سے چند روز راہ کے فاصلہ پر احمدیاشاہ سے مقابلہ ہوا  
 اس کو شکست دیکر شہر کا محاصرہ کر لیا قریب تھا کہ محصورین قلعہ تھکا اور  
 تنگی رسد سے عاجز آکر اطاعت قبول کر لیں کہ اسی اثنا میں توپال پاشا  
 و سیر اس خبر پاشا اور میر بہت سے سرداران ترک و لاکھ سے زادہ ملکی  
 فوجیں لیکر قریب بغداد کے پہنچ گئے۔ اور طہاسب قلی خان کو سخت محجوب کیا  
 کہ محاصرہ اٹھا کر ان سے جنگ آزمائی کرے۔ آخر کار طائی چھڑ گئی۔ ایرانی  
 فوج جس کی تعداد ایک لاکھ میں برابر تھی بڑی بہادری اور استقلال سے  
 لڑی۔ اور دھر توپال پاشا نے بھی نہایت مضبوطی اور جوانمردی سے کام لیا۔  
 ہشتار جنگ میں اتفاقاً جنرل طہاسب قلی خان کے گھوڑے کے گولی لگی زخمی  
 ہو کر گرا۔ اور گرتے ہی مر گیا تاہم جنرل مذکور پیادہ پاسان کارزار میں  
 ثابت قدم رہا۔ مگر نشان بردار گودھو کا ہوا جنرل مارا گیا۔ اسی معاملہ  
 میں پیر کو وہ بھاگا۔ اسی کے ساتھ تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی طہاسب قلی خان  
 نے ہزار ہزار کوششیں کیں کہ فوج فراہم ہو جائے مگر اس وقت کی تمام  
 کارروائیاں بیکار تھیں۔ اگھڑے پیر کہیں جتے ہیں۔ مجبوراً خود کو بھی بھاگتے ہی  
 بنی۔ ترکوں نے تعاقب کیا۔ اور اس بے مکان بھاگنے میں بہت بڑا حصہ  
 فوج کاوشیخ بیدریغ ہوا۔ اس عظیم محکمہ میں جا نہیں کے ساتھ ہزار آدمی کام آئے  
 طہاسب قلی خان کا تمام مال و اسباب اور خزانہ و توپ خانہ چھوٹ گیا جو دشمنوں  
 کے ہاتھ لگا۔ اس شکست عظیم کے بعد طہاسب قلی خان نے عہد قلی خان کو عہد  
 سفارت پر مامور کر کے مسئلہ ملکوں عہد شاہی کو نامہ و تحفہ دیکر محمد شاہ بادشاہ  
 ہندوستان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور لکھا کہ گردش آسمان سے توپال پاشا  
 صوبہ دار بغداد کی فوج ہماری فوج پر غالب آئی۔  
 والی ہندوستان کو سفارت تمام اسباب لشکر اور غلامہ دیوین نے لوٹ لیا

ہمارے قریباً دس ہزار آدمی کے ضائع ہوئے " لہذا امید ہے کہ ایک کروڑ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سواڑ بطور ملک کے روانہ فرمائیے۔

کیونکہ قدیم الامام سے ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں میں دوستی اور کچھتی چلی آتی ہے آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ جب شیر شاہ افغان سے شکست کھا کر ہمایوں شاہ اصفہان میں تشریف لائے تو شاہ طہماسپ والی ایران نے دو کروڑ روپیہ نقد توپ خانہ اور بیس ہزار سواڑ بطور ملک کے ہمدان کا صلہ کر دیئے اور شاہ موصوف الدجل شانہ کی مدد اور اس ملک کی برکت سے پھر سلطنت ہندوستان پر قابض اور متصرف ہو گئے۔ خود ہمایوں شاہ نے اپنے ایام حکمرانی میں پچاس لاکھ روپیہ اداے قرض کی بابت شاہ طہماسپ کو بھیجے۔ اور بعد وصال ہمایوں شاہ کے ان کے خلیفہ الصدیق اکبر بادشاہ نے پچاس لاکھ روپیہ اچھے زمانہ میں ادا کئے سچلے اسکے آج تک ایک کروڑ روپیہ سلطنت ہندوستان پر باقی چلا آتا ہے لہذا امید کہ وہ بقیہ روپیہ اور بچے فوج بطور ملک ارسال فرمائیے۔ یا خود یہ سبیل قرض آپ مرحمت فرمائیے کہ یہ ختم نہ ہو تا دوا کی جائیگا مگر یہاں سے سفارت جے میں مرام دوس گئی جب طہماسپ علی خان اس طرف سے یاد دہاؤ اس حکم میں پڑا کہ کہیں سے اس پر یہ سہم ہو چکا تھا یا ہے کہ اس نے میں اسے دریافت ہوا کہ شہد مقدس کی درگاہ نام نہاں رہنا علیہ السلام میں خزانہ و جواہرات بیکار موجود ہے۔ عنان توجہ بہ طرف دہلوی ہوئی اور درگاہ امام سے ایک کروڑ روپیہ قرض لیا۔ اتنی بڑی شکست کھانے کے بعد کی دوسرا ہڈنا تو ایسے جزار چنگو۔ دلاور تر کون کے مقابل میں بھی صبر نہ اٹھا تا وہ تو کہنے ناوری ایسا قوی دل تھا کہ ہمدان میں پہنچ کر پھر صاف جنگ ترتیب دیا۔ اور اودھادھر سے تمام بھاگی ہوئی فوج آگے آئے تھے ہوئی۔ اس زمانہ میں ترکوں کو اطمینان مکی ہو گیا تھا۔ وہ ٹھوڑی ٹھوڑی جماعت سے ہر ایک حصہ زمین پر قبضہ کرتے پھرتے تھے۔

نریان یا شاخااصل اطماسپ علی خان نے ان کو غافل پا کر تمام اضران فوج سے مشورہ کیا کہ ہر میت اٹھا کر دار الخلافہ میں واپس جانا بڑی شرمناک بات ہو۔

اور خصوصاً ایسے وقت میں ملیٹ جانا جبکہ ترک ہماری طرف سے بالکل غافل اور  
مطمئن ہو گئے ہیں بہتر تو یہ ہو کہ اُن کو اس غفلت میں مار لینا چاہئے۔ غرضیکہ یہی  
راے قرار پائی اور طہاسب قلی پھر مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا۔ تو پال بادشاہ نے  
فوج لیکر مقابلہ کو بڑھا دو دنوں فوجیں باہم بھڑکیں۔ اور شہر کی محاصرہ کی  
ہوئیں تو پال بادشاہ کوئی کھا کر جان بحق تسلیم ہوا اور اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی  
اس نڈائی کے بعد ترکوں نے پھر کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ دو برس کے عرصہ میں  
طہاسب قلی خان نے اُن تمام مقامات پر جو اُس کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔  
پھر قبضہ کیا۔ اور ایک منتخب فوج سے پھر بنجاؤ کو گھیر لیا۔

محمود خان کا خاتمہ | اسی عرصہ میں خبر ہو گئی کہ محمود خان بلوچی نے بغاوت کر دی ہو  
اور شاہی کرانی ہو کہ شاہ طہاسب بادشاہ بھی۔ اُسکے مقابلہ میں دوسرے کا حکم  
مرکز تسلیم نہ کیا جائے۔ اور قس ہزار فوج سے دھاوا کر کے شیراز پر قبضہ کر لیا اور  
اُسکی قوت اور عملہ بڑھتا ہی جاتا ہو۔ یہ خبر سننے ہی طہاسب قلی خان نے دھاوا  
نے محاصرہ اٹھا لیا اور محمود خان کی طرف رخ پھیرا۔

جب پہلے پہل محمود خان کو آمد فوج کی خبر پہنچی تو اپنے خیال میں یہ سمجھا کہ  
شاید تھوڑی فوج کسی افسر کی ماتحتی میں آئی ہوگی اسی وجہ سے میں وہ آئے جیسا  
مگر جب میں سیل بڑھا آیا تو سزا دل فوج سے سنا سنا ہوا جس کی فوج تعداد میں ہفت  
میں ہزار تھی محمود خان اس قلیل جماعت کو دیکھ کر ہیبت ہی غرضی ہوا کہ قسمت نے  
کہتا اچھا موقع دیا ہے ایک دار میں حریف پر کامیابی حاصل ہو جائیگی۔ مگر جب دیکھا  
کہ خود طہاسب قلی خان بڑے رعب و اہاس سے اپنے جبروتی اسکات جانی کر رہے  
اور فنون جنگ سے فوج کو قاعدے پر لگا رہا ہے۔ تو اُس کی فوج کے حواس  
جاتے رہے قلب میں پچھلے لگ گئے اور ایک ہی دار میں بھاگ کھڑی ہوئی مگر  
دلاور شجاع اور شیر دل محمود خان نے طہاسب قلی کو تاک کر خاص اسی کی جانب  
پر دھاوا ڈال دیا۔ لیکن سپاہیوں کو راہ قرار نہ پائی اور چار سو تھوڑے ایک عربی  
جہاز پر سوار ہو کر خلیج فارس کو عبور کر جائے۔ مگر ان طالع جہازیوں نے گرفتار کر کے  
اس کو طہاسب قلی کے حوالہ کر دیا جس نے اس کو محض اس لالچ پر قید کیا کہ یہ حالت

مجبوری میں اپنے مال و متاع کا شراغ تباہ کیا لیکن اس بہادر سردار نے زردچوہر کا کچھ بھی نشان نہ دیا بلکہ تنہائی میں موقع پا کر اپنے گھے میں پھانسی لگائی اور اسی میں تلک کر اپنی جان دی۔

اس موقع پر دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ محمود خان حوالی غزنین سے گرفتار کر کے لایا گیا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اور ایک پیچہ قلم کیا گیا۔ اسی شدت تکلیف میں دو تین روز کے بعد محمود خان جان بحق تسلیم ہوا۔ غرض کہ اس طریقہ سے ایک بہادر آدمی کا خاتمہ ہوا جو تمام ملک فارس میں ملک سے زیادہ مشہور و مشہور سردار طہاسب قلی کا حریف تھا۔ گو اس پایہ کا خوش قسمت نہ تھا۔

طہاسب قلی خان اصفہان کو بلٹ آیا۔ یہاں کے معاملات کی دیکھ بھال کر کے سارے انتظامات درست کئے۔ بعد اُس کے گر جتان کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں دارالسلطنت طغس کو توپوں سے اڑا کر ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ وہاں سے ملک اریمانی دارالسلطنت اریوان پر قبضہ کرتے ہوئے شاسانی اور گجان کے بعد دیگرے قابض ہوا۔

روسیوں سے مجاہدہ کر کے صلح کر لی | پھر روسیوں کے پاس ایچی بھیجا کہ گیلان کو خالی کر دو ورنہ ہمارے خود آنا پڑیگا۔ چونکہ اُن کو کوئی نامعلوم نہ تھا لہذا انھوں نے سوائے در بند اور باشو کے جس کو خود طہاسب قلی خان نے ان کے حوالہ کر دیا تھا بجز خضر کے اس جانب کے کل مقامات سے اپنا قبضہ اٹھالیا۔

## طہاسب قلی خود بادشاہ بن بیٹھا

جب طہاسب قلی خان نے روس اور ترکوں سے صلح کر کے اطمینان حاصل کر لیا۔ تب ایک غشی فرمان تمام قلم و ایران کے صوبہ داروں کے حکم کن سرداروں اور روساء دیہات و قصبات اور محصور قرقہ کے سرداروں کے نام جاری کیا کہ یوم مقررہ پر مقام سولی مقام میں حاضر ہوں چنانچہ ہزاروں ہزاروں اور روساء اور حکام وغیرہ مقام مقررہ پر اکٹھے ہوئے جہاں کہ خود طہاسب قلی خان ڈیڑھ لاکھ فوج سے پہلے ہی خیمہ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ طہاسب قلی خان نے حاضرین دربار

کے سامنے یوں تقریر شروع کی۔ "اے حضار دربار میں نے اکثر افتخاروں و تکراروں  
روسیوں اور دیگر مختلف ترکوں اور تمام دشمنان فارس کو مطیع و فرمانبردار بنایا  
اب اگر کوئی باقی بچہ خدا افتخاروں کا قدح ہمارا اٹھا کر دے گا تو اسے ہم پر بھی بہت  
جلد چاہا ہی چاہتا ہوں۔" ان کے مطیع کرنے کے بعد سیرادلی ارادہ ہی کہ اپنی  
بقیہ عمر کو آرام و راحت، الطمانین اور فراغت سے بسر کروں۔ جب تک  
میرے ملک و قوم کو میری ضرورت نہ پڑے۔ ترکوں اور روسیوں سے صلح  
کرتی ہو۔ تاتاریوں اور قزاقوں کو میری زمینوں کی ایسی پوری کو شمالی اور  
سورکوبی کروئی ہو کہ نہ تو وہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہے اسے میری  
قوم کے حاضرین دربار خاص کر جس غرض کے واسطے تم کو تکلیف دی گئی ہو وہ  
یہ ہو کہ اب تم لوگ اپنے واسطے ایک بادشاہ منتخب کرو۔ خواہ اپنے پرانے  
معزول شاہ طہاسب کو۔ یا کسی اور لائق سردار کو جس کو تم خود اپنے بہبود و فلاح  
اور آسائش کے لائق سمجھو تین روز کی مدت دیجاتی ہو۔ آپس میں مشورہ کر کے  
فیصلہ کرو۔ اس تقریر کو ختم کر کے طہاسب قلی خان اٹھ کر اپنے غیہ میں چلا گیا۔  
دربار برخواست ہوا۔ نادری نے حکم دیا کہ جب تک یہ لوگ ہمارے کیمپ میں رہیں  
سرکاری خزانہ سے ان سب کی دعوت کی جائے۔ اور غنیہ طور پر اپنے بندہ عین  
کو سکھایا جھکا کر بھیجا کہ تم اپنے طرف سے ان تمام سرداروں سے جا جائے ملو ان کے  
داہن میں ہماری خوبیاں نقش کرو کہ دیکھو نادریسا بسا و سردار تم لوگوں کو سرگز  
میر زمین آگستا چاہے آسمان کے بدلے زمین ظلا بازیاں کھائے اور ہزاروں  
پیشین مگر جیسا کہ تم لوگوں کا بھی خواہ۔ تمھاری اراحتوں پر نظر رکھنے والا ہم کو  
دشمنوں سے بچانے والا۔ اس وقت خوبی قسمت سے نادری کی زبان سے یہ دور  
تم لوگوں کی کسی ابر حالت تھی۔ آئے دن دشمنوں کی چڑھائی تھی۔ ایران کا  
کوئی شخص بے خوف گھر سے باہر قدم نہ رکھ سکتا تھا آپس ہی جیتا کس قدر  
خانہ جلیان تھیں۔ جو چاہتا تھا و بالیتا تھا۔ ہمیشہ لوٹ مار کا پتہ اگر مہربان تھا  
یا آج وہی تم لوگ ہو کہ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھ بیٹھ کر سوئے ہو یہ نادری  
کا ہیست و جلال ہو کہ کوئی دم نہیں مارتا۔ پس جب اس نے تمھارے واسطے

استقد آسایش آرام اور فراغت کے دروازے کھول دیے تو کیا کوئی اس  
 بہتر سردار تم کو مل سکتا ہے کہ اس کو بادشاہت کے لیے منتخب کر لو۔ ہمارے  
 خیال میں تو اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی رعب و داب اور سطوت و جبروت  
 کا سردار ہی نہیں۔ اور ہم یہ نہیں کہتے کہ نادر بادشاہت ہی قبول کرے گا  
 اگر اس کو ایسا ہی منظور ہوتا۔ تو شاہ طہاسب کے بعد شاہ عباس ثالث کے  
 سر پر تاج کیون رکھتا۔ خود ہی بادشاہ کیون نہ بن جاتا۔ اس کو ڈر ہی کس کا  
 تھا کیونکہ یہ سارا جاہ و تجل سلطنت میں جو کچھ دکھائی دیتا جو سب اسی کی ذات  
 سے ہی اس کو سلطنت کرنے کی ہوس معلوم ہی نہیں ہوتی۔ مگر ہاں جب تم  
 لوگوں کا اصرار حد سے بڑھ جائے گا۔ تو ہمارے خیال میں وہ غالباً منظور کر لے گا۔  
 اور اگر اس نے تمہاری اس التجا کو منظور کر لیا تو کیا تم لوگوں پر احسان کیا۔ پھر ہمیشہ  
 کے لئے تم لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا۔ غرض کہ یہ خلیفہ سازش جو ان پھندہ بنوں  
 کو تعلیم کی گئی۔ اور یہ لوگ تین روز تک برابر ہر ایک سردار کے خیمے میں گھستے  
 پھر اور سب کو سمجھا دیا اور سکھا دیا کہ ٹھیک کر لیا۔ تیسرا روز آیا۔ دربار منعقد ہوا  
 نادر نے انتخاب بادشاہ کی بابت سوال کیا سب نے اس کے احسانات اور حقوق  
 اپنے اوپر ثابت کر کے اسی کو بادشاہ بنانا چاہا۔ اور کہا کہ اس وقت جب آپ  
 ہمارے محسن ہیں تو اب آپ ہی اس بادشاہت کو اپنے دونوں پارک پر رکھنا گوارا فرما  
 نادر نے اولاً عذر کیا کہ میرا یہ خیال اور ارادہ ہرگز نہ تھا کہ میں خود بادشاہ  
 بنوں مگر تم لوگوں کے اصرار سے میں مجبور ہو گیا۔ تم سب کی دلی خواہشوں کو  
 میں رد نہیں کر سکتا جس قدر میں اپنے اوپر تکلیفیں گوارا کرتا ہوں اور سہولتیں  
 پر لئے سرکش و متمنون میں گھستا پھر تاہوں یہ سب تمہاری ہی راحت کے واسطے  
 ہو ورنہ مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کہ خواہ مخواہ جان جو کھوں میں پھنسا۔ لہذا آج بھی  
 تمہاری ہی متاؤن سے میں بادشاہ بنتا ہوں۔ مگر اب تم کو مابعدولت کی تین  
 شرطیں ماننا ضرور ہوگی۔

اول۔ نسلًا بعد نسلًا اور بطنًا بعد بطنًا میرے ہی خاندان میں سلطنت رہے  
 دوم۔ اگر کوئی شخص گذشتہ خاندان شاہی یا اس کی نس میں سے کسی کی

بھی جنبہ داری میں ہتھیار اٹھائے گھایا اس کی پاسداری میں کوئی کلمہ بغاوت کہنے کا تو وہ قتل اور اس کا مال و اسباب ضبط ہوگا۔

سوم۔ چونکہ اہالیان ترک اشخاص مہرور اور تاتاریوں میں ہمیشہ اختلاف کی وجہ سے جھگڑے رہتے ہیں لہذا مالدولت کی یہ خواہش ہو کہ فریقین کے پیشوایان دین جمع ہوں اور مباحثہ کر کے ان چند اختلافات کو جو اہل تشیع اور اہل سنت میں مابہ النزاع ہیں ان کو اٹھا دیں اور آپس میں مل جل کر ایک ہی مسلک اختیار کر لیں تاکہ پھر کوئی مذہبی جھگڑا طرفین میں باقی نہ رہے امرائے عرض کیا کہ اول کی دو شرطیں ہمیں بدل منظور ہیں۔ ہم میں سے کسی کو اختلاف نہیں رہا۔ تیسری مذہبی شرط یہ علمائے دین کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ ہم کو مذہبی معاملات میں کوئی دخل نہیں۔ اس وقت مجتہد العصر نے عرض کیا کہ مذہبی معاملات میں من جانب اللہ ہمارے پاس قانون محمدی و ہمارے ہدایت کے واسطے کلام الہی اور حضرت سرور عالم محمد رسول خدا صلعم کی احادیث مقدسہ کافی ہیں لہذا ہم کو اس بات کی کوئی حاجت باقی نہیں ہو کہ کوئی بادشاہ وقت اپنی دخل اندازی سے نیا قانون پاس کرے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ اپنی یہ عاجزانہ التجا پیش کرتا ہوں کہ حضور اپنے زمانہ سلطنت میں ایسے حکم خدائی قانون میں تغیر و تبدل کا ارادہ نہ فرمائیں ورنہ اس قسم کی دست اندازی کا نتیجہ نہایت ہی خراب اور خفاک اثر پیدا کرے گا۔

اس پر طما سب قلی خان نے طیش میں آکر حکم دیا کہ فوراً اسکا کلا گھونٹ دو تاکہ کسی دوسرے شخص کو ایسی تاج کی جرات نہ ہو۔ گلا گھٹنے پر مجتہد صاحب راہی ملک عدم ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد طاعنین کی طرف مخاطب ہو کر آپ لوگوں کو جو کچھ این جانب نے حکم دیا ہے وہ منظور ہو یا نہیں۔ اگر منظور ہو تو حلف اٹھائیے ورنہ اپنا عذر پیش کیجئے۔ اب اس میں اتنی جرات باقی تھی کہ رو و قدح کر کے اپنا کلا گھٹو تا خود سے سب نے منظور کر کے حلف اٹھا لیا۔

نادر شاہ نے تین روز تک اپنے تمام معزز مہمانوں کی دعوت کی۔ اور تحفہ صحائف علی قدر مراتب دیکر ریسہ اخلاقی خطابانہ سے سب کو رخصت کیا اور سب



خوش خوش رخصت ہوئے۔ اگر کوئی ناراض رہا تو وہ خاندان اجتماع تھا دو  
دھون سے۔ ایک تو مجتہد العصر کے قتل سے۔ اور دوسرے اس نبیلی سے  
جو مذہب میں ہونے والی تھی۔

دوسرے روز وہ شہر فارس میں گیا اور تاج شاہی سر پر رکھ کر نادر شاہ  
نام رکھا اپنے نام کا سکہ جاری کیا اس پر ایک طرف یہ شعر مضروب ہوا ہے  
سکہ پر زر کرد نام سلطنت داد جهان نادر ایران زمین کیخبر و گیتی نشان  
اور دوسری طرف لہ الخیر فی ما وقع ثبت کرایا جس کے تاریخی عدد ۱۱۰۰ ہجری میں  
اسی طرف ضرب شد اللہ ہجری فی کران منقوش تھا۔ کسی ظریف شاعر نے اس  
عربی فقرے کو یوں موزون کیا ہے

یہ دیکھ اذ مال و از جان طبع بتاریخ وہ الخیر فی ما وقع  
اور دوسرا سکہ فتح ہندوستان کے بعد جاری کیا اس پر یہ شعر کندہ تھا  
ہست سلطان بر سلاطین جهان شاہ شاہان نادر صاحبقران  
دوسری جانب خلد اللہ ملکہ ضرب فی احمد آباد ۱۱۰۰ ہجری تھا۔  
تیسرا سکہ قندھار میں مضروب ہوا۔ اس کے ایک طرف دو السلطان نادر ہے۔  
اور دوسری سمت خلد اللہ ملکہ مضروب فی قندھار۔ اور دوسرا شاہی پر  
یہ شعر کندہ کرایا ہے

نگین دولت و دین رفتہ بود چون از جا بیٹام نادر ایران قرار داد خدا  
دور اندیش نادر نے اپنے بچاؤ کی غرض سے ایک پہلو سوئے کر لکالا آن کے  
سرداروں کو طلب کر کے دریافت کیا کہ اس قدر کثیر مال وقف ہو گیا ہے یا  
وہ کن کن ضرورتوں میں صرف ہو رہا ہے تو سرداروں نے جواب دیا کہ یہی خراجات  
میں صرف کیا جاتا ہے۔ مثلاً ملاؤن کی تنخواہ اثباتات مدارس مصارف  
وغیرہ جن میں روزمرہ غازیں بھی جاتی ہیں اور اسچند باوشاہ وقت کے فروعیات  
اور سلطنت فارس کے برقرار رہنے کے لئے مجتہد العصر مع دیگر ملاؤن اور مسلمانوں  
کے دست بد عارتے ہیں۔ نادر نے کہا صاف ظاہر ہے کہ ان کی دعاور اجابت  
تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ تم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ نادر شاہ

پچاس برس سے قوم اور اہالیان فارس پر ننگریل چلا آتا ہے۔ سلطنت آئے دن کے حملوں اور بلوون سے روز بروز تباہ ہوتی جاتی ہے۔ اگر خدا کی فتح کہہ اختیار یعنی میری فوج جو اپنی جان کو جان نہیں بھتی اور اپنا سر تھیلی پر لپیٹھتی ہو مدونہ کرتی اور قحاری صیبتون میں آٹے نہ آتی تہذیب تہلک مدت کی قحاری قوم اور یہ سلطنت بیرونی حملوں سے خاک میں مل گئی ہوئی۔ پس اسے ہماری قوم کے مذہبی سرور و دینی پیشواؤ اور اپنے سپاہیوں کی طرف احادہ کر کے یہ بچا کرے لٹا بڑی مصیبت میں ہیں کسی نہ کسی طرح سے جتنہ ممکن ہو ان مصیبت زدوں کی مدد کرنا چاہیے۔ جو قحارے واسطے اپنی بیش قیمت جانوں کو عزیز نہیں رکھتے۔ لہذا این جانب کو منظر ہو کہ بہت زیادہ حصہ وقف اور خراج کا فوج کی نذر کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کی تعداد دس لاکھ تومان جس کے تیس لاکھ پونڈ سالانہ ہوتے ہیں۔ اخراجات فوج میں شامل کر لئے گئے۔ اس رقم کثیر کے نکل جانے سے ملا لوگ نہایت برا لختہ خاطر ہوئے۔ اور فوج کو بہت کچھ ور غلامتا۔ آہجارا اور بھڑکایا۔ مگر چونکہ فوج میں آدھے سے زیادہ شنی المذہب تھے اس واسطے کچھ بھی اُن کی پیش رفت نہ گئی۔

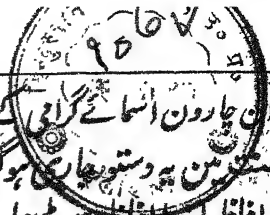
نادر شاہ نے رعایا کو طلب کر کے صاف کر دیا کہ اگر تم لوگ اپنے مجتہدوں کے طرفدار ہو اور منتار رکھتے ہو کہ اُن کو کچھ دیا جائے تو انکی خدمت کرنا تمہارا فعل ہو انچہ پاس سے دو۔ اور تم لوگوں کو مذہب سنت و الجماعت اختیار کرنا ہو گا۔ ورنہ سخت مہر و متاب پاؤ شاہی ہو گے۔

مذہبی سابقہ جس زمانہ میں نادر تومان کا حکم کر رہا تھا اسی زمانہ میں آیہ وافی ہدایہ محمد رسول اللہ و آلہ علیہ السلام شہزادہ علی و کفایت علیہ السلام راہم رکھا سجدائے فی الامخیل پر تہذکرہ جھڑا۔ نادر نے ملا با شعی سے اس آیت کا شان نزول دریافت کیا کہ شہزادہ علی کی کہ غلامی امامیہ دعویٰ کرنے میں کہ یہ تمام صفات جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئے ہیں۔ اور تہذکرہ اہل بیت علیہم السلام سے متعلق ہے۔ چنانچہ یہ کہ اس مقام سے

آیت کی ایک ایک صفت صحابہ کبار کی شان میں آتری ہو۔ نادری  
سوال کیا کہ "توریت اور انجیل دنیا میں موجود ہو" عرض کیا گیا کہ "وہاں ہو  
پس نادری نے مرزا احمدی اصفہانی متخلص بہ کوکب کو اس کام پر مامور کیا  
توریت و انجیل کے معنی میں جا کر ان دونوں پاک کتابوں کا فارسی میں  
ترجمہ کر کے حضور میں پیش کرے۔ مرزا سے مذکور نے نہایت مستعدی کے ساتھ  
تعمیل حکم کی اور نیز توریت و انجیل کے ساتھ علماء کو بھی اپنے ہمراہ لایا نتیجہ  
داغستان تاکہ یہ معاملہ اٹھارکھا گیا۔ اب جبکہ مذہبی رد و بدل شروع ہوا  
نخف اشرف میں علماء فریقین کو جمع کر کے ایک جلسہ ترتیب دیا۔ اور علماء  
توریت و انجیل کو اثبات حقیقت کے واسطے شریک جلسہ کیا۔ قیل و قال کیا  
اور رد و بدل بیشمار کے بعد فضلاء اہل سنت و الجماعت فتیاب ہو کر  
برحق اور مسلم الثبوت ٹھہرے۔ ایک محضر تیار کر کے اس پر سب کے دستخط  
کرائے بعد جلسہ برخواست ہوا اور وہ محضر اور ایک فرمان اطراف  
جوانب میں روانہ کیا۔

## فرمان واجب الاذعان

جملہ امراء عظام و ناظران بلند مقام و حکام ذوی الاحترام و رؤساء  
ذوالکرام علمائے دین و ایمان و مفتیان شرع متین اصفہان پر واضح ہو کہ  
جب مابہ دولت و اقبال کے لشکر نصرت رکاب و رایات ظفر نصیب نے  
مقام سر اسے مقام میں نزول اجلال فرمایا تھا اس وقت متواتر جلسوں  
میں یہ امر قرار و فیصل پایکا ہو کہ آئندہ سے جب معمول تحریم جو طریقہ اسلام  
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے سے  
جاری اور ساری چلا آتا ہو ہم جملہ مسلمانان اہل سنت و الجماعت تمام خلفائے  
راشدین رضی اللہ عنہم کو آنحضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا صدر آراء خلافت قبول کرتے ہیں اور جب کسی مقام کسی جلسہ میں ان  
خلفائے ممدوح الشان کا ذکر آجاتا ہو تو فوراً تعظیم اور خاص اعتقاد و التکریم



سے ان چاروں اسمائے گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہم پڑھتے ہیں بعض اکتاف  
 سلطنت میں یہ دستور جاری ہو گیا ہو کہ اذان نماز میں ”علی ولی اللہ“  
 کے الفاظ بلند الفاظ سے پڑھائے جاتے ہیں جیسا کہ اہل تشیع کا دستور ہے  
 اور یہ الفاظ اہل شرع اور نیز معاہدہ تکمیل شدہ کے خلاف پڑتے ہیں قطع نظر  
 اس کے تمام دنیا پر روشن ہو کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب  
 کرم اللہ وجہہ فی الواقع برگزیدہ انام اور مقبول بارگاہ صمدیت میں آپکا کوئی  
 پس ان الفاظ مذکورہ بالا کے پڑھا دینے سے بارگاہ صمدیت میں آپکا کوئی  
 مرتبہ یا کمال بڑھ نہ جائیگا اور نہ ترک کر دینے سے آپ کے بد راقبال میں  
 کچھ زوال واقع ہوگا۔ برخلاف اس کے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے  
 یک بہت بڑے نتیجہ بد کے پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے کہ یہ دونوں فرقہ  
 ضیعہ و سنی جو آنحضرت سرور عالم رسول مکرم پر اپنی جان فدا کرتے ہیں  
 اور آپ کے طریقہ شریعت کو اپنا ایمان جانتے ہیں ایسے مذہبی اختلاف  
 سے کمر بن باندھ کر ایک دوسرے کے عناد پیدا کرنے میں مستعد ہو جائیں گے  
 جس سے بہت بڑی خرابیاں پیدا ہو جانے کا خوف ہے بلکہ یہ امر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بالکل  
 لاگو رہا۔ لہذا جسوقت یہ فرمان قضا جریاں پڑھا جاوے جمیع مسلمانان  
 یران عام اس سے کہ وہ مراتب علیہا پر فائز یا عوام الناس میں سے  
 ہوں اور جملہ موذن شہر و دیہات و قصبات و علاقہ جات مالک محروسہ  
 متصلہ پر یہ لازم ہو کہ آج سے یہ الفاظ جو شریعت نبوی کے خلاف  
 مانے گئے جاویں۔

اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اکثر ناظمین صوبجات فتح و تلبیر کے وقت اپنے  
 و شاہ کی تعریف ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔

”اللهم اید المومنین بالسلطان سراج الملتہ الباہرہ عضد الدولۃ القاہرہ  
 حبیب الرحمن وارث ملک سلیمان خاقان ابن الخاقان فلان ابن فلان  
 غلہ الذی تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ و برہ و احسانہ“

اذا نجا کہ انسان غانی بنیان کے حق میں ایسی تکیہ سخت اور عجب پیدا  
 کرتے ہیں زہری کہتی ہے اور بالکل لا حاصل ہے پس عام حکم دیا جاتا ہے  
 کہ ہر خان صاحب طبل و نشان اس جگہ کے عوض یہ جگہ پر ہا کرے۔  
 واللہ العزیز العالیٰ یزید و لا یرذل حیاتیو کا عالم دیر اسید و بصیر  
 ولہ الذک و اللہ الحمد اکبر و تالیہ کج کی تاریخ سے تمام لوگوں کو چاہیے کہ  
 قاعدہ اور حکم نفاذ شدہ کی پیروی اور پابندی لازمی سمجھیں۔ جو شخص اس  
 زمانہ میں ملک کی خلاف ورزی کرے گا شہنشاہ عالم کے نزدیک مستوجب مرگ ہوگا۔  
 صفر ۱۲۷۲ ہجری مطابق جون ۱۸۵۶ء عیسوی  
 اس فرمان کے اجراء سے عوام میں جو شہسرت پیدا ہوا۔ علی الخصوص  
 وہ سپاہی جو سنی المذہب تھے۔ نادر کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے۔  
 اس کے تھوڑے زمانہ کے بعد وہ بادشاہ منتخب کیا گیا اور مقام قزوین  
 میں جہاں کہ شاہان ایران کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے وہیں تاج شاہی پہرایا  
 اور خیر ترین کمر میں رکھا گیا۔ نادر نے حلف اٹھا کر قسم کھائی کہ میں بائبل  
 شریعت محمدی سلطنت کرے گا۔ اور تمام رعایا کو دشمنوں سے بچاؤ لگا سلاطین و  
 والیان مطلق اور دیگر اطراف و چاروں طرف کے بادشاہوں نے جرم تنہیت الیہی  
 بھیجے۔ اس رسم تاج پوشی کے بعد صفہاں میں اگر مہم قندھار کی تیاری کر دی۔  
 مہم قندھار | دسمبر ۱۲۷۲ء میں نادر شاہ نے رضا قلی مرزا کو غار میں  
 اپنے تمام مقام چھوڑا اور اسی خزانہ فوج لیکر کرمان کی طرف ہوتا ہوا قندھار  
 روانہ ہوا پہنچے ہی قلعہ کو گھیر لیا۔ اور عقب سے طہاسب خان وکیل بھی بہرہ  
 کی حاجت سے بادشاہ کی خدمت میں جا پہنچا۔ حسین خان حاکم قندھار  
 بہت جلد و خیرہ اور مگرین رکھنا تھا۔ ۱۸ مئی تک محصور رہا۔ آخر کو تنگ آ  
 قلعہ سے باہر نکلا۔ راکر شکست کھائی اور اپنے بیٹے سمیت قید ہو گیا۔ نادر  
 نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

دوسرا مورخ فقط نام کے تغیر سے اس واقعہ کو یونہی بالتحصیل تحریر  
 کرتا ہے کہ نادر شاہ تاج شاہی سر پر رکھ کر ایک سال تک پایہ تخت صفہاں

سریر آراء سلطنت رہا۔ مگر ایسے منجھے۔ بہادر۔ جبار۔ بادشاہ سے ممکن نہ تھا کہ سلطنت کی مزیداریوں میں ہنگامہ فاموش بیٹھ جاتا۔ ہم قندھار بادشاہی فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ آدھ قندھاریوں کو غافل پایا۔ چند ہی روز میں جنگ کی تیاری کر کے روانہ قندھار ہوا۔ نزدیک پہنچتے ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ ۱۸ مئی تک آتش خیال مشتعل رہی۔ یوسف جان قندھاری اپنے بیٹے کو سپہ سالار فوج مقرر کر کے خود دار السلطنت دہلی میں پہنچا اور محمد شاہ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے چہان پناہ نادشاہ قلعہ قندھار لینا چاہتا ہوں۔ اور یہ خانہ زاد پیشہ تاپشت سے اس در دولت فلک رفت کا نمک پروردہ اور طفیل تھا رہا ہو لہذا امیدوار ہوں کہ کچھ مدد خرچ اور کمک فوج مرحمت ہو کہ افواج مجتہدہ کابل و قندھار کو تنخواہ تقسیم کی جائے تاکہ فوج مطمئن اور قوی دل ہو کر نادر کے مقابلہ میں جان نثاری کرے۔ خان و دربان میر بخش نے بادشاہ کو خوانہ اور کمک دینے سے منع کیا۔ یوسف خان تین مہینے تک دہلی میں ٹرا رہا۔ جب کامیابی کی صورت نہ دیکھی لاچار ہو کر دہلی سے واپس آیا اور قندھار پہنچ کر خود توہمات جنگ میں سرگرم ہوا۔ اور دوبارہ اپنے بیٹے کو عرضی دیکر محمد شاہ کی خدمت میں بھیجا کہ جہان مطلع ابھی تک مردان قندھار بغیر مدد اور کمک کے جنگ

محمد معصوم اللہ خان و دربان میر بخش۔ اسکا اصلی نام میر محمد عاصم بن شریف النبی نواب زادہ نقشبندی خاندان سے تھا۔ فرخ میر کے زائے سلطنت میں عہدہ امارت پر سر فراز ہوا۔ محمد شاہی میں اپنے مارج میں ترقی کی۔ امیر الامرا اور میر بخش کے عہدہ طویلہ فرما رہا ہوا۔ محمد شاہ کے نزدیک امور کا جو دم راز تھا تمام دن مالی اور ملکی کاموں کو انجام دیتا اور شب کو درس تدریس اور صحبت علماء و فضلاء میں مشغول رہتا تھا۔ دم راہیں سلطنت کا شیر خواہ ہوا۔ نادر شاہ کے معاملہ میں صحیح واقعات کے نہ ملنے سے دھوکا اٹھایا۔ چنانچہ جب نادر سے مقابلہ ہوا تو شجاعت مردانگی اور جان نثاری کے جوہر دکھائے۔ زخم بندوق سے زخمی ہوا اور دوسرے روز اپنے آقائے نعمت کا خنک ادا کر کے نہایت وفاداری کے ساتھ جان دی۔

کبھی کبھی شرم بھی کتنا تھا۔ چنانچہ اسکا ایک یہ شعر ہے۔

سحر خورشید لڑان دوسر کوے تو می آید دل آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

میں مستعد رہے لیکن اس جنگ بالکل تاب مقابلہ نہیں رکھتے۔ اور نہایت  
 پہلے ہلاک ہوئے۔ اب بھی اگر خزانہ اور ملک سے امداد ہوتی تو بہتر دور نہ  
 یہ جاننا کہ جسکی اللہ سے ہو کر مجبور اقدار ہمارے کے حوالہ کئے دیتا ہو۔  
 پھر خان دور ان نے دست بستہ گزارش کی کہ منصب عالی یہ تمام  
 مکر و خباہت مغالین تورانی کی طرف سے آصف جاہ اور سعادت خان  
 نے میں علی خان بہادر اہل نام محمد بن خان بہادر ولد غازی الدین بہادر فرزند جنگ  
 سے بہت جلد اس عالمگیری میں بادشاہی ملازم ہوا اور پہلے ہی دن چار صدی منصب پر  
 مقرر فرمایا پانی اور شہ کو خطاب خانی عطا ہوا اس کے نیکو کامیاب ہم کے جلد میں دو ہزار  
 یا صدی منصب پر ترقی حاصل کی شہ میں میں علی خان بہادر کا خطاب ملا ساسی  
 سال اپنے پیر پر گوار سے ناراض ہو کر چلا آیا ایک مہینے کے بعد حضور ہی دربار میرانی  
 شہ میں کو یہ دکن کے خیمہ پر چڑھائی کی بعد تین مہینے دو ہزار یا صدی منصب میں ایک ہزار  
 اور دو ہزار سوا شہ میں کرنا ایک کو فوجدار مقرر کر کے بھیجا گیا شہ میں بیجا پور کی  
 فوجدار اور ملک دکن کی فوجدار کی کتاب اور شہ میں سکے کی فوجدار ہی کو انجام دیا  
 اسی سال میں شہ واکن گڑھ کے طلایہ کے معاوضہ میں بیجا پور کی منصب یعنی بیجا پور  
 پر نامور رہا بہادر شاہ اور فرخ حیر کے زمانہ حکومت میں جانشینی اختیار کی محمد شاہ  
 کے دوران سلطنت میں پھر ناظم دکن مقرر ہوا اور نوپوری منصب اور آصف جاہ  
 دالام تربت کا خطاب پایا سندھ کم احمد شاہی میں انتقال کیا یہ سرور جس درجہ کا بہادر  
 اور ولاد تھا۔ اس درجہ پر محمد شاہ کے زمانہ میں نیکامی اور ملک طالی کے پانچ کو  
 نہ بیجا پور کا چنانچہ خود دار نے اس کو یہ فرقت کہنہ قریب مساق کا خطاب عطا کیا۔  
 شہ سعادت خان برہان الملک امین مخلص۔ بیجا پور کی قوم سادات سے ہے۔ تجارت  
 کے ذریعہ سے ہندوستان میں آیا۔ محمد شاہ کے دربار میں باریاب ہوا شجاع بہادر داد  
 دربار میں کی طریقوں سے بخوبی ماہر تھا۔ محمد شاہ نے عزت افزائی فرما کر اور دھکا  
 صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مرنے تک اسی عہدہ پر مامور رہا۔ جب محمد شاہ نے  
 ہندوستان پر چڑھائی کی یہ حسب الطلب محمد شاہ جہان آیا میں بیجا پور کو محمد شاہی کے پورے

کے مثل برپا کئے گئے ہیں۔

تمام افغانان قندھار اس جنگ کے حیلہ سے خزانہ لیتا چلتے ہیں۔ جب یوسف خان کا بیٹا امداد سے مایوس ہو کر مجبوراً قندھار واپس گیا۔

جملہ حالات مایوسی باپ سے بیان کر کے رائے دی کہ محمد شاہ کی طرف سے مدد اور کمک کی مطلق امید نہیں ہو۔ اب مصلحت وقت یہی ہو کہ لڑائی اور جنگ آزمائشی محض بے سود ہو بلکہ نادر سے صلح و دوستی کر کے قندھار خالی کر دیکجئے۔ ورنہ بربادی کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتی یوسف خان نے سخت مجبوری کے عالم میں اٹھارہ مہینے کے بعد صلح کی غرض سے نادر شاہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ شاہ مذکور نے اپنے دو ملازمان کا رکنہ لے کر عرضی لانے والوں کے ہمراہ کیا۔ اور یوسف خان کو پیغام بھیجا کہ جو مشاہرہ محمد شاہ باو شاہ ہندوستان کی طرف سے تم پاتے تھے ہماری طرف سے دو چند رعایت کی جائے گی۔ سوال و جواب اور قول و قسم کے بعد یوسف خان سیدھا لشکر نادر می میں چلا آیا۔ شاہ موصوف نے شمشیر و خلعت عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ این جانب کی طرف سے قلعہ قندھار پر تھانہ قائم کئے جائیں اس طرح سے قندھار پر قبضہ ہو گیا اور خان مذکور نے حسب الحکم اپنے تمام قبائل کو نادر آباد میں بھیجا اور دوبارہ ہزاری منصب سے نادر شاہ کے حرم کا رہا۔ اس وقت خونخوار نادر نے بیرونی حملوں اور دشمنوں کے طعنوں پر ہرگز ہندوستان پر حملہ کرنے کا عزم نہ کیا۔

رقبہ حاشیہ صفحہ ۳۴، ثبوت دے کر راہی ملک عدم ہوا جس قدر شجاعت اور ہمت میں رستم زمان حاتم دوران تھا۔ اسی قدر تک حرامی اور حق فراہوشی میں نادر ایران سے کسی طرح کم بھی نہ تھا۔ انھیں دونوں سمجھاموں کی تحریک سے نادر ہندوستان میں آیا اور کامیاب ہوا۔



# محمد شاہ بادشاہ ہندوستان

اور

## ان کے طرز حکومت کے ساز و سامان

اونگ زیب کے پر پوتے محمد شاہ بن جہاں شاہ بن بہادر شاہ بن عالمگیر ثانی نے سرزمین افغانستان کے شہر غزنین میں ۲۶ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ ہجری کو رحم مادر سے گوارہ زمین پر قوم ناز رکھا اور عالم شہزادگی میں روشن اختر کے نام سے نامزد رہا۔ جب اس کے باپ رفیع الدولہ المعروف بہ جہاں شاہ نے اس والد خانی سے عالم جاوانی کی راہ لی تو نواب سید حسین علی خان اور نواب سید عبداللہ خان قطب الملک نے روشن اختر کو مجلس سے نکال کر ۱۱۱۷ھ ذیقعد ۱۱۱۱ھ ہجری کو ۹ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور محمد شاہ کے نام سے مشہور کیا محمد شاہ نہایت حسین و جمیل اور بخبر و عقل تھا لہذا ایک سوزون طبع شاعر نے یوں گہر فانی کی ہے

روشن اختر بود روشن ماہ شر یوسف از دمان بر آفتاب شد  
محمد شاہ تخت خلافت پر جلوہ گر ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ دربار شاہی میں سادات بارہہ کا دور دورہ ہو نواب حسین علی خان اور عبداللہ خان کا طوطی بول رہا ہو۔ فرمانروایان سلطنت ان سبزون کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ جس کو چاہتے پر لا بٹھایا۔ اور جس کو چاہتے تخت سے اتار کر خاک و خون میں ملا دیا۔  
محمد شاہ کے تخت پر بیٹھتے ہی نواب حسین علی خان بادشاہ کو ساتھ لیکر

نواب سید حسین علی خان سادات بارہہ اور دیگر بھائی کے نام سے مشہور تھا انھوں نے عالمگیر بن منسوب اور خطاب خانی سے ہر فراز ہوا۔ خرخ سیر کے حملہ سلطنت میں میر بخشی کے عہدہ پر پہنچا اور امیر الامار کے لقب سے لقب ہوا آخر کار محمد شاہ دوران حکمرانی میں اپنی نکمرامی کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

انعام الملک پر جس نے نواب مذکور کی فوج کو اطراف ملوہ میں قتل و غارت  
اور تباہ ویرا کر دیا تھا چڑھ دوڑا بادشاہ نے پہلے نوکوس جری ہیکر مقام  
لیا اور اثنائے راہ میں ایک دریا متعقد کر کے تھوڑی دیر تک صدر آ رہے  
انجن رہا بعد وہاں سے اٹھ کر اپنے قصبہ علی میں داخل ہوا۔ محمد شاہ اس بات  
کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ جب تک ان بھڑور سیدوں کا وجود عالم اسکان سے  
مفقود نہ ہوگا۔ تب تک ہماری سلطنت اور اقتدار کا قیام امکان سے باہر ہے  
لہذا اسی روز ماہ ذی الحجہ سنہ یکم جلوس محمد شاہی کو خفیہ سازش بادشاہی  
سے میر حیدر خان نے حیلہ محمد امین خان بہادر کی شکایت ظلم میں ایک  
عرضی لکھی اور نواب حسین علی خان کی خدمت میں پیش کی۔ اور نواب  
فاضل جو کہ عرضی پڑھنے میں مشغول ہوا۔ ادھر میر حیدر خان نے کار و خون  
آشام سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور خود بھی اپنی جان بچانہ سکا بلکہ اسی موقع  
پر نواب متوفی کے ملاؤمون نے اس کو قتل کر ڈالا۔

حیثیت عبداللہ خان قطب الملک نے اپنے بھائی کا ایسا واقعہ سنا کہ انکھونہ  
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا۔ وینا قوت بازو نہ رہنے سے اپنے بھائی کے خون کے انتقام پر  
بازو کھول کر مارنے اور مرنے پر طیار ہو گیا اور سہارے کی غرض سے رفیع اثنان کے  
تیسرے بیٹے سلطان محمد ابراہیم کو جس سے لاکر تخت شاہی پر بٹھا دیا تیسرے بچاں نزار  
نہی کی محبت ہم پر ہو چکا تھا امین خان اور خان دوران وغیرہ سرداران پر دھاوا کیا۔ اور محرم  
جلوس محمد شاہی کو تیر گڑھ کے قریب بٹھرا۔ اسے ۱۶ اکوس کے فاصلہ پر واقع ہوا۔ اسے محمد شاہی سے  
مقابلہ مجاہدین ہوا۔ تقدیر کی بات یوں ہونے والی تھی کہ نواب عبداللہ خان اسیر اور محمد امین خان

سلطان محمد امین خان حسین بہادر ولد میرزا الدین بہادر عاملہ خان عالمگیری نے جلوس عالمگیری اور اڈالہ  
سے ہندوستان میں آیا چند روز کے بعد منصب دوہراری اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ اس کے بعد  
عالمگیری میں عہدہ صدارت کل پر سرفرازی پائی اور اکثر کمات لکی میں کامیاب ہوا۔ اثنان میں سرفراز  
دیا ہند اور اڈالہ میں چارہراری منصب پر پہنچا اور اڈالہ کو عالمگیری سے فرط قدوائی سے جین بہادر  
کا خطاب عنایت کیا اور عہدہ و وقت محمد شاہی میں جین علی خان کے مار ڈالنے پر وزیر اعظم ہو گیا  
اور ہفت ہزاری منصب پایا۔ چھ مہینے تک عہدہ وزارت کو سرانجام دیکر استقال کیا۔

زیر نوا بادشاہ نے سلطان ابراہیم کو بے قصور سمجھ کر چار ہزار گھاروں کی بھرائی  
 میں انکی ماں کے پاس سلیم گدھ کے قلعہ میں بھجوا دیا۔ عبداللہ خان جس وقت  
 زخما کر کے بادشاہ کے حضور میں لایا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ او دغا باز دغا شدار  
 دیکھ یہ تو نے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ کیا کہ تم کو قید خانہ سے  
 نکال کر تختِ زرین پر بٹھا دیا اور تاجِ مرصع تمھارے سر پر رکھ کر بادشاہ بنایا  
 نہ بنے اس کا یہ بدلا دیا کہ میرے بھائی کو مروا ڈالا چونکہ میرے پاس فوج و ہتھیار  
 بھی ہیں نے اس سے اپنے بچاؤ کی کوشش کی مگر اس سے مجبور ہوں کہ فتح  
 جاری قسمت میں تھی۔ اب تمکو اختیار ہو تمھارا غصہ یا فائدہ جس بات کی تمکو  
 بات کرے۔ دیا میرے ساتھ سلوک کرو۔ بادشاہ نے پھر پوچھا کہ فرخ میر  
 نے قتل کیا بگاڑا تھا جس کو تو نے بیکشاہ قتل کیا۔ اس کا اس نے یوں جواب دیا  
 فرخ میر میرے اور نیز میرے بھائی کے اختیارات دیکھ دیکھ کر رشک و  
 سے جلتا تھا لہذا ہم نے اس کے قتل میں اپنا فائدہ دیکھ کر اسکا کام تمام  
 یا اگر اب بھی میں غلطی سے کام لیتا تو میری یہ حالت کبھی نہ ہوتی۔ سچ ہو جب  
 سمت کسی کو بگاڑنا چاہتی ہو تو پہلے اسکی عقل کی انکھیں اندھی ہو جاتی ہیں  
 فرخ میر مرحوم کی والدہ نے خواہش ظاہر کی کہ عبداللہ خان میرے بیٹے کا  
 قتل ہو لہذا مجھ کو دیدیا جائے۔ بادشاہ نے جواب میں کہا بھیا کہ ایک خون  
 کے معاملہ میں دو خون نہوتا چاہئے کیونکہ اسکا بھائی حسین علی خان اسی  
 ان کے قصاص میں مارا جا چکا ہو۔ آخر کار عبداللہ خان آصف الدولہ واپس  
 لی میں زیر جراثیم رکھا گیا۔ ہزار دروید یا مانہ اسکا خرچ مقرر کیا گیا  
 میں خود حکمران عطا ہوئے اور سترادنی درجہ کے ملازم ان سب کا کھانا  
 دھاری سطح سے ملتا رہا۔ اور پانچ عورتیں بھی عنایت ہوئیں۔ دکن سب  
 کی پرہیزگیاں کیا گیا۔

مگر عبداللہ خان بہت عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ نظر بند ہی کے صدمہ  
 بہت جلد اسکی ملک عدم ہوا۔ مرنے والی رات کو ۵۴ عورتیں جن میں  
 نکوہ حرمین اور کچھ اسکی رشتہ دار تھیں ایک کوٹھڑی میں خود ہی جلد کر گئیں۔

پس یہیں سے سیدون کا زور ٹوٹ گیا اور ان کا پھر کوئی اقتدار باقی نہ رہا۔

طریقہ العینی جس میں ہم زندگانی کرتے ہیں اس کے لئے راجہ راجہ کے ورانہ کنڈ محمد امین خان میں ہوا اور نے ڈیڑھ مہینے وزارت کو کے ملک عدم کی راہ لی مدہ وزارت پر پھر چھوڑا۔ بادشاہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ محمد علی اللہ مان دوران بہادر کو عطا کیا جائے مگر مغلیہ تورانی اس راے سے متفق نہ ہوئے اور شورش و بغاوت شروع کر دی مجبوراً نائب وزیر حاجی علی اللہ خان کو مقرر کیا اور وزارت کی غرض سے نظام الملک کو حیدر آباد سے طلب فرمایا اس نے وہاں سے جواب میں لکھا کہ دو مہینے ایک فقیر آدمی میں بھجوا دیتے ہوں جس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں مالوہ کی صوبہ واری میں حاضر اور بہت ہی خوش تھا۔ مگر بھجوا دینا خواہ سیدون نے تسلیم نہ کیا۔ مجبور ہو کر بھجوا بھی بھیجا۔ اٹھا اور ان کی کچھ پیش رفت تھی اور میں ان کی حاجی حیات اللہ خان کشمیری منصب دار اور جہری بازار کا مشرف تھا۔ شلٹنہ جلوس عالمگیری میں چار صدی منصب پر فائز ہوا اور شلٹنہ میں شمس الدین منصب اور خطاب فانی ملا اور رشید علی خان کے ایام رخصت میں دیوان خالصہ کا نائب ہوا۔ شلٹنہ میں صدی منصب اور دیوانی تن اساتذہ دیوانی صرف خاص کی خدمت پر کالیلا۔ شلٹنہ میں اسد خان کی نیابت میں کہ وہ دستخط کرنے میں سستی کرتا تھا خدمت خط کو انجام دیتا رہا شلٹنہ میں منصب ہزاری حاصل کیا شلٹنہ میں شاہزادہ بیادخت ہزاری میں دیوان رہا شلٹنہ میں باوجود دیوانی تن کے دیوانی خالصہ کو بھی انجام دیا۔ اور ہزار و پانچ سو روپے چاہ کا منصب پایا شلٹنہ میں مزاج دیوانی کی طرف سے گھر کے اندر کھڑے ہونے کی اجازت ملی اور دیوانی و دیوانی خالصہ دونوں عہدوں کو ایک ساتھ خیر و خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ شہرہ آفاق ہو گیا۔ اور بہادر شاہ فرخیر اور محمد شاہ کے ایام سلطنت میں ناظم کشمیر اور سامان اور نائب وزیر مقرر ہو کر شورش و غوغا منصب تک پہنچ گیا شلٹنہ پنجم جلوس محمد شاہی میں فوت ہوا۔

حاجی حیات اللہ خان کشمیری منصب دار اور جہری بازار کا مشرف تھا۔ شلٹنہ جلوس عالمگیری میں چار صدی منصب پر فائز ہوا اور شلٹنہ میں شمس الدین منصب اور خطاب فانی ملا اور رشید علی خان کے ایام رخصت میں دیوان خالصہ کا نائب ہوا۔ شلٹنہ میں صدی منصب اور دیوانی تن اساتذہ دیوانی صرف خاص کی خدمت پر کالیلا۔ شلٹنہ میں اسد خان کی نیابت میں کہ وہ دستخط کرنے میں سستی کرتا تھا خدمت خط کو انجام دیتا رہا شلٹنہ میں منصب ہزاری حاصل کیا شلٹنہ میں شاہزادہ بیادخت ہزاری میں دیوان رہا شلٹنہ میں باوجود دیوانی تن کے دیوانی خالصہ کو بھی انجام دیا۔ اور ہزار و پانچ سو روپے چاہ کا منصب پایا شلٹنہ میں مزاج دیوانی کی طرف سے گھر کے اندر کھڑے ہونے کی اجازت ملی اور دیوانی و دیوانی خالصہ دونوں عہدوں کو ایک ساتھ خیر و خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ شہرہ آفاق ہو گیا۔ اور بہادر شاہ فرخیر اور محمد شاہ کے ایام سلطنت میں ناظم کشمیر اور سامان اور نائب وزیر مقرر ہو کر شورش و غوغا منصب تک پہنچ گیا شلٹنہ پنجم جلوس محمد شاہی میں فوت ہوا۔

داروگیر سے بالکل مصون و محفوظ رہا آخر میں انھوں نے آپ کو اغوا کر کے  
اُجمارا خالم کی عمر کوتاہ۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کنواں میرے واسطے کھودا  
اس میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔ لہذا اب بھی میں امید رکھتا ہوں کہ اس مہتر  
عمدہ پر کسی لائق شخص کو مقرر فرما دیجئے اور مجھے معاف رکھئے۔

یہ کھوکھلا مال دیا اور نہ آیا۔ اور مرہٹوں کو چوندہ دیتا رہا۔ مگر جب مرہٹوں  
کا زور بڑھ گیا اور نادر نے قندھار کا محاصرہ کیا۔ اور مرہٹوں کو مالک کی بی بی  
اور عیش و عشرت کی وجہ سے سلطنت کی طاعت روز بروز ریت ریت چھوڑتی چلی  
اور بچنے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے تب بادشاہ نے اپنے خیال کو نظام الملک  
کی طرف رجوع کیا کہ وہ ایک سن زدہ۔ تجربہ کار اور عالمگیر کے وقت  
کار زدہ شخص ہو غالباً اس کے آجانے سے انتظام سلطنت میں شایستگی  
پیدا ہو جائے گی۔ یہ سوچ سمجھ کر اس کے پاس پھر اپنی روانہ کیا چنانچہ وہ  
اپنے بڑے بیٹے غازی الدین کو دکن میں چھوڑ کر پایہ تخت دہلی میں چلا آیا۔  
بادشاہ نے اُس کی بڑی عزت و توقیر کی اور قلمدانِ دولت اس کے حوالہ  
کر کے اصف جاہ والا مرتبت کا خطاب بخشا۔ مگر چونکہ خانِ دوراں اسی ملک  
بادشاہ کے رواج میں بہت ذلیل تھا جو وہ کہہ دیتا بادشاہ سنتا اور اس کی ہر بات  
درخواست کو منظور کر لیتا بلکہ یوں بھنسا جاتا ہے کہ بادشاہ اسی کی ہدایت  
کے موافق چلتا تھا۔ اور نظام الملک کی یہ خواہش تھی کہ انتظام سلطنت  
اور طریقہ شریعت کو اور نگ زیب کے موافق رواج دینا چاہتا تھا۔ تمام  
خرابیاں دفع ہو کر آئینِ جہانماری میں استقلال و استحکام پیدا ہو جائے  
لیکن خانِ دوراں کی وجہ سے اس کی اس قسم کی درخواست منظور نہ ہوئی  
بلکہ ٹھکھکھ کر ڈرایا جاتا۔

جب اُس نے بادشاہ سلامت کو ناقابلِ اور لہر لہے دولت کو پیش  
اور نشاط میں شاعلی پایا۔ اپنے سینے ایسے مقام پر عضوِ مہمل سمجھ کر بادشاہ  
سے عذر و معذرت کی اور اپنی قدیم جگہ ملک دکن کو چلا گیا۔  
چونکہ جلا ہوا تھا یہاں پہونچ کر ساہو راجہ سے ساز کر کے باجی راو مرہٹہ کو

ایک فوج جبار سے دہلی کی طرف روانہ کیا۔ باجی راؤ نے اپنا یہ مسلک اختیار کیا کہ جو شہر اور گائون اور قصبہ سامنے پڑ گیا وہاں کے لوگوں کو لوٹا مارا تباہ کر دیا مالوہ کو لوٹا اُس کے گورنر کو قید کر لیا۔ اور تمام گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے پھر دکن کی طرف پلٹ گیا۔ یہاں امرائے دولت کے کانوں پر جون تک نہ رہی دوسرے سال باجی راؤ مرہٹوں کی ایک بھاری جماعت کو ساتھ لے کر چل کھڑا ہوا اور گجرات پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ گجراتیوں نے چوتھ دینے کا وعدہ بھی کر لیا تاہم بڑی سختی سے لوٹ مار شروع کر دی اور سخت تکلیفیں پہونچائیں۔ وہاں سے گھوم کر گوالیار کے اطراف و جوانب کو بوٹ مار کر تباہ و برباد کر دیا۔ چونکہ یہ مقام پایہ تخت سے بہت قریب تھا لہذا قمر الدین خان وزیر الممالک جنھوں نے نظام الملک کی مسادوت کے بعد یہ عہدہ پایا تھا اور خان دوران بخشی الملک ان مرہٹوں کی سرکوبی کی غرض سے بھیجے گئے۔ یہاں پہونچ کر ان نالایقوں نے اپنی پست ہمتی اور کم حوصلگی سے بجائے گوشمالی کے اُسے چوتھ دینا قبول کر لی اور صلح کر کے اپنے اپنے ٹھروں میں آ کے بیٹھ رہے اب تو مرہٹوں کا اور بھی زور بڑھ گیا اگر وہ نہ قتل و غارتگری شروع کر دی اور دہلی کی طرف باگ موڑی کہ چلکر اپنی چوتھ وصول کرنا چاہتے۔ یہاں سے پھر سی و دونوں امیر خان دوران اور قمر الدین خان بھیجے گئے مگر ان کے پہونچنے سے قبل مرہٹے دریائے جمنا سے پار اتر کر صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہو چکے تھے سعادت خان صوبہ دار اودھ یہ وحشت اثر خیر پاتے ہی اٹھ دوڑا اور مار کر بھگا دیا ان کے دو امیر بھی گرفتار کر لیے اور پانچزار ہا اصلی نام خواجہ محمد فاضل ولد محمد امین خان سابق وزیر اعظم شہنشاہی کے منصب اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ اور محمد شاہ کے زمانہ میں وزارت کل اور منصب ہزاری پر ترقی پائی آخر زمانہ میں جب احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور اودھ سے فوج روانہ ہو کر مقام سرہند میں پہونچی تو قمر الدین خان ناز صبح پڑھ کر اپنے غیمہ میں مشغول و لطفہ دار اور اوتھا کہ اچانک احمد شاہ کی طرف گولہ چلا اور وزیر الممالک موصوف کی ران پر آ پڑا اسی صدمہ میں جان بحق تسلیم ہوا۔

آئی جان سے مارے مرے اپنی باقی ماندہ فوج سے فرید آباد میں جو دہلی سے  
 دس کوس پر واقع ہو جاہوئے۔ خان و دربان قمر الدین خیابان اور سادات خارا  
 نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر وہ لوگ انکے پہونچنے سے سا کھنٹہ قبل مقام کالیاہ  
 جو دہلی سے قریب ہی جا چکے تھے۔ یہ مقام اہل بتود کا مسجد پر ہیساں  
 پوجے پاٹ کی غرض سے بہت دوگون کا ہجوم تھا لہذا بزرگ کے خیال سے  
 لوگوں کو خان سے تو نہیں بارز۔ مگر لوٹنے سے محفوظ بھی نہ چھوڑا۔ یہاں چھوٹی  
 سی بادشاہی فوج بھی موجود تھی مرہٹوں نے مارا دہ کیا کہ ان کو بھی مار کر لوٹا۔  
 مگر یہاں بادشاہ کو خبر مل چکی تھی فوراً امیر خان اور حسین خان کو فوج دے کر  
 وہاں روانہ کیا۔ کئی گھنٹے لڑائی رہی حسین خان مارا گیا۔ اور امیر خان شکست  
 کھا کر بھاگا۔ جو صلہ مذمبے داخل شہر دہلی ہو اسی چاہتے تھے کہ قمر الدین خان  
 وزیر جوان دونوں سرداروں سے لکے بڑھایا تھا ان مفردوں کی مدد کو پہونچ  
 اور مرہٹوں کو مار کر شکست دی۔ وزیر مذکور نے الدور دی خان کی سر اے ہار  
 جو دہلی سے سات کوس کا فاصلہ تھی جوان کا تعاقب کیا مگر چونکہ زمانہ استلور نہ تھ  
 لہذا انھیں فوراً پر کچھ معاف کر کے دہلی کو بٹ آیا اور مرہٹے دکن کو چلتے ہوئے  
 سادات خان جس کو اپنی خدمت۔ لیاقت کار گذاری اور بہادری پر بڑا غر  
 اور ناز ہو گیا تھا اس شرمناک صلح سے ناراض ہو کر بادشاہ کی خدمت میں بھی  
 حاضر ہوا بلکہ اپنے صوبہ پر سیدھا واپس گیا۔ باقی دیگر امرا داخل شہر ہو کر  
 خدمت شاہ میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ نے پھر غور کیا کہ جب تک نظام الملک  
 دکن سے ہماری خدمت میں حاضر نہ ہو گا تب تک یہ سرکش مرہٹے ہمارے ساتھ  
 نہ تھے فساد برپا کرتے رہینگے چنانکہ اب کی مرتبہ بادشاہ نے سے مرہٹوں کو بادشاہ کی دادی  
 نے جو نظام کو بہت چاہتی تھیں اسکو خط لکھا اور اطمینان دلایا کہ اگر دیکھتے ہی  
 اس خط کے وہ فوراً چلا آئے گا تو سلطنت کے پورے پورے اختیار اُسکے  
 سپرد کر دے جا دیں گے۔

اس خط کے پہونچتے ہی وہ فوراً چل کھڑا ہوا۔ مگر یہاں اس وضع پہلے  
 سے بھی زیادہ اُسکے ساتھ خراب برتاؤ کئے گئے امر اسے دولت صرف بے وقعتی

ی سے اس کے ساتھ پیش نہ آئے بلکہ ہر موقع ہر بات پر اس کو تیار اور بنا یا کرتے تھے۔ علی الخصوص خاندوران اور اس کے اشاروں پر چلنے والے خوشامدی صاحبین جب وہ دربار میں سلام کی غرض سے حاضر ہوتا تو یکے چلچلیا کرتے تھے کہ "دیکھو دیکھو کابندر کیسے لاپتہ ہو گیا" اس شک کے خیر نہ تاؤ سے اس کو سخت غصہ آیا اور اس نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ سلطنت کو بہت دنا بد لہر کے خان دوران اور اس کے ساتھیوں کو آگئی شرارتوں کا مزہ چکھانا چاہیے۔ منصوبہ دل میں سوچ کر وزیر قمر الدین خان سے دستار دارہ کا اظہار کر کے خود وزیر کو بھی اس منصب پر تشریف میں شریک کرنا چاہا۔ بہر حال کہ دونوں باہم قربت رکھتے تھے۔ کیونکہ وزیر کی دستور نظام الملک کے وزیر کو اور نظام الملک لی بیٹی وزیر کے بیٹے کو منصب بھی ملتا تھا۔ خیر اندیش قمر الدین خان باوجود اس قربت قریب کے اسی بہودہ اور پھر سازش میں شریک نہ ہوا۔ بلکہ اپنے پور پر اس کو بہت کچھ سمجھایا کہ آپس کی رنجش سے حکومت اور سلطنت کو تباہ رانہیں چاہیے۔ جبکہ بدولت تم نظام الملک اور ہم وزیر الملک کے ساتھ ہیں اور اسی سلطنت کے طفیل میں جاہ و حشم سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ نظام الملک جب ادھر سے بائکل مایوس ہو اکتب سعادت خان کو جس کے اس خود اپنی فوج کثیر موجود تھی اور وہ خود بھی بہت تجربہ کار افسر تھا لکھا ہونکہ مرہٹوں کے رک دینے سے اس کے بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔ چلے گئے تھے اور سی ناموری کے زخم میں خان دوران وزیر الملک اور نیز بادشاہ سے اراض ہو کر اپنے عہدہ کو چلا گیا تھا۔ اس باخیا نہ مشورہ میں خیر اندیش ہو گیا۔ جب سازشی کارروائی میں باہم معاہدہ ہو گیا تب یہ صلح ٹھہری کہ درشاہ دلی ایران کو جو اس زمانہ میں قندھار کا عاصمہ تھے پھر اس وقت اپنا وزیر ملکہ بلکہ خاندوران اور بادشاہ کو اس قدر دانی اور تامل نہ دی کہ یہ خبر کو دیا جائے۔

### محمد شاہ کی عیش پرستی

ادھر تو نظام الملک اور برہان الملک دونوں گھر کے بھیدی



نا عاقبت اندیشی سے سلطنت کو تہ دیا لا کرنے پر بیڑا اٹھائے اپنی گھات میں  
 بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُدھر دربار کی بہار ہی بڑی ہوتی ہے جو موٹاں حوٹاں وغیرہ خان  
 پری تمثال کے جگھٹے میں جکی سج و سج۔ ادا و بانگین۔ زقار گھنٹار۔ بھولی بھولی  
 صورتوں پیارے پیارے کھڑکوں کو دیکھ کر انسان ہر راجاں سے قربان ہو۔  
 ان میں رنگین جمیع عیش پرست محمد شاہ بعد ازاں زریا کی جلوہ فرما ہیں اور مزاد  
 میں کچھ ایسی رنگینیت پیدا کی کہ عالم میں محمد شاہ رنگیلے کے خطاب سے  
 مشہور ہوئے ہیں اس دربار کو اگر اندر کا اکھاڑہ اور محمد شاہ کو راجہ اندر کہیں  
 تو زیبا ہے۔ دنیا و اینہا سے بے خبر تمام رات عیش و طرب میں جاگ کر صبح  
 فرماتے ہیں۔ طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہے سر ملی بخود کرنے والی تانوں سے لولہ  
 شاہی گونج رہا ہے۔ نور بانی چندہ بانی وغیرہ بری جلال دلربا یا نہ انداز سے تھر  
 تھر کر بھاؤ بتاتا کر جھار ہی ہیں سارے دربار میں محویت کا عالم ہے جسے دیکھ  
 بادہ سرد میں سرد اور نشہ عشرت میں چور ہے۔ صبح ہوئی آرمگاہ میں تشریف  
 لے لے۔ اگر رات جاگتے کٹی تو دن سوتے۔ اب اگر بیدار بھی سوتے تو بڑا دل  
 نے مینا بازار کا نقشہ جایا۔ متلع گرانا یہ سے دکانوں کو سج سکا کر آدہ استہ کیا  
 جنگی خریداری کے لئے خود بادشاہ سلامت اور امرے دولت اگر موجود ہو گئے۔  
 گرمی کا موسم آیا جس خافون کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ برف کی دیواریں  
 بننے لگیں۔ دوسرے روز کھل جانے پر پھر از سر نو طیار ہو گئیں۔ گلاب کیوڑہ وغیرہ  
 خوشبو یا ست کے قزاق پر قزاق لہ لہا دیے۔ یہ جس خانہ ہو اور اس کے مکین  
 عیش پرست محمد شاہ۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھوکے باد بھر کومات کر رہے ہیں  
 آنکھوں پر پھیپان پڑے جاتے ہیں۔ بن نیند کی غیند آئی جاتی ہے چنانچہ مشہور ہے  
 کہ نادر شاہ جب اس بادشاہی جس خانہ میں آیا ہو بے اختیار غلٹے غلٹے سے  
 اوجھٹے لگا جگر کرچک پڑا اور کہنے لگا کہ وہی اور دم حنظلہ شمار از ایران بندہ و ستان  
 آرد اس سے مطلب کہ اگر آپ اس قدر آدم طلب نہوتے تو میں بندہ و ستان  
 میں قدم نہ رکھ سکتا۔  
 گرمی کی رات بدلی۔ برسات آئی ہوا دار پر تکلف کو ٹھیکان آراستہ ہو گئیں۔

گرداگرد چین ہندی ہو رہی ہے۔ خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہیں جنکی بھینی بھینی  
ست کرتے والی ٹمک سے تمام کوٹھیاں سجائی ہوئی ہیں۔ ادوی بنلی گالی۔ بھوری  
گھنگھوڑ گشتاؤں چھائی ہوئی ہیں۔ رزمیہ میں رہا ہو زمان بادہ خوار ہیں۔ دور شراب  
چل رہا ہے۔ ارباب طب بھی ساز ملے ہوئے موجود ہیں۔ سادوں اور ملائگی تائیں چین  
دلوں میں بے اختیار سامنی جاتی ہیں۔

جاڑے آئے۔ سردی نے دلوں میں گر جوشیاں پیدا کر دیں۔ آتش خانے روشن ہو گئے  
پلے کے جاڑے ہیں اور یہاں جامدانی اور ٹل کے انگڑھوں سے پسینہ اوپر پھوٹ پھوٹ کر  
نکل رہا ہے۔ موسم بہار کا آغاز ہے۔ ہولی کا تہوار منایا جا رہا ہے۔ وہ وہ سامان ہو رہے  
ہیں۔ کہ شاید وہ باید۔ رنگوں سے حوض بھرے گئے۔ آئینہ عیس کی جگہ نقیش کی سہری  
روپلی افشان کاٹ کر ڈالی گئی جسے چاہا اسی حوض میں ڈھکیل دیا۔ اب جو نکلا  
افشانی رنگ سے شرابور ہے۔ ٹھکون کا منہ الگ برس رہا ہے۔ پچکار یوں کے فارے  
دوسری طرف چھوٹ رہے ہیں اس پر مینے نے جدارنگ آئینہ بان پیدا کر رکھی ہیں۔  
ہولی کی دلکش تائیں کلیجہ کے پار ہوئی جاتی ہیں۔ اور ریلی شاہ جو عیش زندگی کے  
منے اڑاتے اور زبان حال سے فرماتے ہیں۔

اب تو آرام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے  
مشہور ہے کہ اس مزیدار حالت کی خبر نظام الملک کو پہنچی۔ وہ ایک پرانا  
جہانیدہ خربہ کا سرد گرم آزمودہ عالمگیر ایسے تہذیب۔ شاید۔ متین بادشاہ کا دربار  
اور اس کا قرینہ دیکھے ہوئے اسکو سخت ناگوار ہوا۔ تاب نہ آئی سوار ہو کر داخل بازار  
کہ بادشاہ کو ایسی خلاف تہذیب باتوں سے موقع پا کر گچھے فمائش کرے۔ یہاں  
بادشاہ سلامت کی یہ کیفیت کہ نظام الملک آداب شاہی بجالاتا ہے وہ اسکو  
مغل صحبت سمجھ کر دوسری طرف متوجہ پھیر لیتے ہیں جب وہ ادھر مجرا عرض کرتا ہے آپ  
ادھر منحصر کرتے ہیں۔ اسی ایرا پھیری میں کسی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر کیا دیر تھی  
بیچارے ہر تہذیب بدھے محققوں اور پچکار یوں کی بوجھار کر دی گئی۔ اتنی آنتیں  
لگے پڑیں۔ کہان تو فمائش کو گئے تھے اور کہان خود ہی رنگ میں شرابور حالت زدہ  
دربار سے نکلے کسی درباری سے درباری پوشاک لی اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے ٹھہر چکا

اسکے بعد اس نے سنا کہ خود بادشاہ دربار میں فرماتے تھے کہ ”دیکھا آج میں نے کیسا  
 دیکھن کا بندہ بن گیا ہے“ اس نے بھی درپردہ لوگوں سے کہا ”کہ میں نظام الملک نہیں  
 ہوں ان شاہی کے ہر ایک کنگورے پر بند رہ چکا ہے جو ان چٹا پکڑنے ویسا ہی کو کھایا  
 اسی موقع پر ایک دوسری روایت بھی زبان زد خلعتی ہو چوڑھویں کی عرض  
 سے مدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب عہد الملک امیر خان نے دربار آباد کا سوہوار بھی تھا  
 بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایک دن جلسہ دعوت ترتیب دے کر تمام افسران  
 توجہ کو بلوایا بعد فراغت دعوت حاضرین جلسہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی اور  
 نیز تمام اپنے آباد اجداد کی شجاعت اور دلیری کی تعریف کی اور تمام اہل جلسہ  
 سے تصدیق چاہی۔ سب نے ایک زبان ہو کر اسکی خاندانی جلالت و لیاقت تہور  
 و شجاعت کا اعتراف کیا بعد صداقت اپنے خادم سے پوشاک کی کشتی طلب کی  
 جو ہمیشہ سے خاص اسی موقع کے واسطے نگار کھی تھی اور تمام مردانہ لباس اتار کر  
 زنانہ پوشاک بدلی۔ ہاتھوں میں چڑیاں پہنیں۔ آگے ساتھ ہی ساتھ اسکی کل  
 ماتحت فوج نے زنانہ لباس زیب تن کر لیا۔ ہر خیمہ سجون نے اس خیر لباس کا سبب  
 پوچھا مگر اس نے بالکل سکوت سے کام لیا اور کوئی وہی ظاہر نہ کی اس روز سے  
 وہ امیر خان زنانہ مشہور ہو گیا۔ محمد شاہ نے سنا بہت غصے اور حضور میں  
 طلب فرمایا امیر خان ایک نفس میں ہوا اور اس پر ایک چٹا پکڑا ہوا۔ اس ہیئت  
 سے دربار میں حاضر ہوا اور دو ٹونڈی صدمہ مجروح کر گئی جو ”کمر آداب شاہی  
 بجالایا۔ بادشاہ نے بیٹھ ہو کر فرمایا ”امیر خان ایک کونسی بزرخ اختیار کی ہو عرض کیا  
 ”وہ صدمہ گئی۔ حضور پر کے خادما ب تو لو ٹونڈی کو یہی ادا بھائی“ اس پر بادشاہ  
 نے قہقہہ لگایا اور رخصت کیا۔ جب ناد کے مقابلہ میں محمد شاہ کشش میں پڑا  
 تمام سرداران فوج بخلیں جھانکنے لگے اس وقت امیر خان نے بیٹھت گدائی  
 سے حاضر ہو کر عرض کیا ”ایہ عالم پناہ یہ لو ٹونڈی اسی“ اس کے واسطے بروگن  
 بنی تھی۔ اجازت ہو کہ مگر کارزار میں حضور پر خدائے عاون۔ بادشاہ نے ایک نگاہ  
 یاس سے امیر خان اور اسکی اس فوج کو جو زنانہ لباس میں تھی دیکھا اور پھر حسرتناک ہو

میں فرمایا کہ امیر خان تم اس شکل و صورت میں کیا کر سکتے ہو۔ مگر اسے بہت بہادری  
 و بہادری اجازت حاصل کر کے سرکہ کارزار کی راہ لی۔ آگے آگے امیر خان کی  
 نفس اور سچے سچے اسکی تمام فوج ڈوڈیوں پر سوار نادر کچھا کہ بادشاہ نے نادر کو  
 بادشاہ سکیم کو صلح کی فرس سے بھینسا ہوا تھا۔ آگے والوں کا مزاج نہوا جس وقت یہ  
 زمانی فوج قلعہ شکر میں پہنچی تو امیر خان غصے سے ایک جھکڑے کے ساتھ  
 دو الہی جان کی خیر ہا کہ نکل پڑا۔ ساتھ ہی اسکی تمام فوج نکلوا ریکڑا کر ڈوڈیوں سے  
 نکل نکل کے مدد می ہو گئی۔ اور دھار مو قون کو۔ مار مڑیوں کو۔ مار مڑیوں کو  
 کہ کہ کہ اب جو واریروار کرنا شروع کر دیتے غنیمت کو دم لینے کی فرصت نہ دی  
 آوے سے زیادہ کو مار کر گرا دیا۔ اور لطف یہ کہ آخر تک اپنی وضع کا پاس رکھا۔  
 ہر واریروادنی الد۔ فوج۔ دور بار کی بیم صدا بلند تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ زمانے  
 خود بھی کام آئے مگر ایسے جی توڑ کر لڑے کہ سبھوں پر اپنی جرات اور مردانگی  
 کا سک بٹھایا۔ نادر نے گھر کر نظام الملک کو لکھا کہ تم نے مجھ کو بہت بڑا دھوکا دیا۔  
 جب تمہارے بہانے کے زمانوں نے ایسے کار نمایاں دکھائے تو مردان دلاو کیا  
 کچھ نہ کر دکھا بیٹھے۔ نظام الملک نے جواب دیا کہ آپ کیا جانتے ہیں کہ آپ کی  
 فوج کی کبیر بھی نہ پھوٹے اور سلطنت چلو بنکر حلق سے اتر جائے۔ آپ اطمینان  
 رکھیے اب کوئی خرخشہ باقی نہیں رہا یہ صرف امیر خان ہی ایسا جاں ناس تھا جو  
 اسی دن کے واسطے زمانہ بنا تھا اب کسی میں اتنی تاب و توان نہیں ہے جو  
 حرف مقابلہ زبان تک لائے۔

گو یہ واقعہ تاریخ میں درج نہیں ہو مگر غافل بادشاہوں کے واسطے سخت  
 عبرت دلانے والا ہے کہ بہادران جنگی کو اپنے فرمانروا کی غفلتوں پر کھد کھد ہٹائی  
 پڑتی ہو جب بہادری کے جوہر دکھائے کا موقع نہیں ملتا تو سوائے اسکے کہ زمانہ  
 بن جائیں اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس ایسی غفلتوں پر نہ راز فوس ہے۔ مختصر یہ کہ  
 سترہ جلوس محمد شاہی سے ہم ابرس تک بادشاہ نے اسی عیش و عشرت میں بسر کیا  
 اکثر صوبے بگڑ کر خود مختار ہو گئے۔ ملک میں بد نظمیان پھیل گئیں۔ مرہٹوں نے  
 چھ بڑھو کہ ہاتھ مارنا شروع کئے اور اس قدر زور پکڑا کہ بجائے جزیہ دینے کے سلطنت

سے چوتھ لینا شروع کر دی۔ تمام کاروبار ملکی خان دوران میر بخشی اور دیگر اہم اے  
 باختیار کے ہاتھ میں رہا۔ جب انتظام سلطنت میں اس درجہ خرابیاں پیدا ہو گئیں  
 تو منتظم حقیقی کو ضرورت پڑی کہ نظام ہندوستان میں تھوڑا سا انقلاب پیدا کر کے  
 خود بادشاہ اور نیزد البنگان دولت کو اس دائمی نشہ عیش کے بدلے کچھ خارج  
 کے مزے چکھا دے۔ سچ ہو خدا کسی کو نہیں بگاڑتا۔ جب تک خود اسکی عادتیں نہیں  
 بگڑتیں۔ اب وہ وقت آ ہی گیا کہ مصرع مردے از خیب برون آید و کارے بکنند۔  
 چنانچہ عذاب الہی اور قہر عالم پناہی نادری صورت بکر نازل ہوا۔ ایسے خواب و غم  
 کی حالت میں ایک تھوڑی سی تجارت۔ رسالت۔ استقلال کا آدمی بھی آسانی سے کامیاب  
 ہو سکتا تھا۔ نہ نادر سا جزار۔ جفاکش مستعد بادشاہ۔ اور مشیت ایزدی بھی ہو نہیں سکتی  
 کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ان بادقاران سلطنت کا سر نچا کر ناپا ہے کہ جسے جواب نامہ  
 میں مہینوں ہی گفتگو زیر بحث رہی تھی کہ نادر کو انقلاب کیا لکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ  
 خاندانی بادشاہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہاں دتوں نادر کا اچھی مارا مارا پھرتا۔ اور کچھ  
 سماعت نہوتی تھی۔ افسوس اُس نفاذ اور عیشی پرستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج اسی کے ہاتھوں  
 خاندان تیموریہ کی خانہ خرابی ہونے والی اور اس کے جاہ و جلال میں نفرت پڑنے والا ہے۔

## نادر شاہ کی ہندوستان پر چڑھائی

جبقت نادر شاہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کے ہوئے پڑا تھا اُس زمانہ میں سادخان  
 برہان الملک اور قمر الدین خان نظام الملک دونوں نے دربار سے مخالفت ہو کر خفیہ  
 طور پر اسکو خطوط روانہ کئے۔ کہ اسوقت محمد شاہ کاروبار سلطنت سے بالکل غافل ہی  
 اگر ایسے وقت میں آپ ہندوستان کا قصد کریں گے تو بہت آسانی سے یہ ملک  
 فتح ہو جائیگا۔ نادر نے جواب بھیجا کہ ہمارا آنا دشواری نہیں بلکہ سخت محال ہے  
 کیونکہ دربار ہمارے سد راہ ہونگے۔ علاوہ اسکے انخافون اور نیز ہندوستان کے  
 دوسرے جنگ آزمائوں کا مقابلہ کوئی آسان امر نہیں ہے۔ نام خان صوبہ دار  
 کابل اور زکریا خان حاکم لاہور بھی ضرور ہی مقابلہ کریں گے۔ اگر خوش قسمتی سے  
 یہ سب اہم مراحل بھی طے ہو گئے تب بھی افواج شاہی کے مقابلہ پر کامیابی بھری

ت ہی سخت اور دشوار کام ہے۔  
 جہان دونوں سازش کے تیلوں نے لکھ کر اطمینان دلایا کہ آپ کسی امر کا  
 یہ نیکی سے جوقت آپ دریا سے انگن سے عبور کر گئے اس وقت ایک ہمارے کارنداریوں  
 اندازہ ہو جائے گا تمام راستے ان کانٹوں سے صاف ہو چکے وہ جگت عملی  
 پھیلایا جائیگا کہ تھے سر اٹھانے والے ہیں سب اسی حال میں چھٹے ہوئے اور  
 سانی کے ساتھ آپ کی تمام مشکلیں حل ہو جائیگی۔  
 درشاہ کو جب سب طرح سے طمانیت اور دمجمعی حاصل ہو گئی تو ایک لاکھ  
 ہزار سو اتر قزلباش - گرجانی - ترک - خراسانی اور بلخی وغیرہ کو لوٹ اور  
 ولایت کی طبع اور امیدیں دلا کر ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔  
 دھرم نظام الملک اور برجھان الملک نے شیراز خان قلعہ دار کا بل اور  
 ان سے دار کا بل اور زکریا خان حاکم لاسور کو بدین منضمہ خط لکھ لکھ کر  
 لئے بد چونکہ نادر شاہ بادشاہ ایران کو ہندوستان کی ابتہر حالت کی  
 پوری اطلاع ہو چکی ہے اور غم لوگوں کو ہریان سے مدد اور کمک کی  
 امید نہیں ہو۔ لہذا ایسی حالت میں نادر سے جنگ کرنا گویا اپنے اوپر  
 نصیبیت کا لانا ہے پس تم لوگ مصلحت وقت سے کام لینا۔ اور اس  
 تہہ رخاں کے بدلے اطاعت اور فرمانبرداری سے پیش آنا کہیں کہ جس  
 سطرے تم اپنی جان خطرہ میں پھنساؤ گے اس کو دیکھو تمہارے بادشاہ کو  
 ماری کار گزار یوں جان فشاہیوں اور عرق ریزیوں کی پھر پروا ہے  
 ہی قسم کی مدد اور نہ جان کھپانے کا کچھ صلہ مل سکتا ہے سہے سود کام سے  
 اور مناسب یہی ہے کہ نادر کی اطاعت قبول کر کے قلعہ حوالہ کر دینا۔  
 بلکہ اگر تمہیں جس وقت نادر قزلباش سے کوچ کر کے درہ غور میں نہایت  
 ان صوبہ دار کا بل نے نہایت مستعدی کے ساتھ سرانجام جب ترتیب  
 و قریب پندرہ ہزار کے فوج جمع کر لی۔ اور مقابلہ کے واسطے  
 ہو بیٹھا۔ اور محمد شاہ کے حضور میں عرض بھی کر دو نادر کا بل لینے کی  
 سے سر پہونچ گیا ہے اور مردمان تحینہ کا بل سات برس کا زمانہ

گزرتا ہے کہ تنخواہ نہیں پاتے۔ خان بہادر زکریا خان صوبہ دار لاہور کا  
 محال کی بابت ایک جہہ نہیں دیتا۔ اس وجہ سے غلام کو خرچ کی تنخواہ  
 افواج متعینہ کابل کی پریشانی کمال درجہ کو پہنچ گئی ہو۔ لہذا غلام  
 کہ بالفضل دو برس کی تنخواہ افواج مذکورہ بالا کے واسطے بندگان  
 مرحمت فرمائیں یا خان بہادر صوبہ دار لاہور کے نام حکم جہاں مطلع  
 کہ جاگیر غلام کا روپیہ دیدے تاکہ تنگی اخراجات سے مطمئن ہو کر غنیمت  
 کیا جائے یہاں سے وہی معمولی سکوت کے سوا کچھ جواب نہ ملا اس پر بھی  
 کر کے ناصر خان چھ ہفتہ تک نادر کے مقابلہ پر صرف آ رہا آخر کار  
 سے عاجز آ کر پسا ہوا شیراز خان قلعہ دار کابل مع اپنے بیٹے کے  
 خزانہ و عورت پیش بہا اور ہتھیار نادر کے ہتھے لگے۔ اور کابل پر قبضہ  
 ناصر خان نے بھاگ کر پشاور میں دم لیا۔ اور پھر فوج فراہم کر کے  
 مورچہ بندی کی۔ نادر نے کابل پر قابض ہو کر محمد شاہ کو نامہ بھیجا  
 مضمون نامہ | ضمیر میر حضور پر واضح ہو کہ میرا کابل میں آنا اور  
 قبضہ کر لینا صرف اسلامی جوش اور آپ کی محبت کا باعث ہے۔  
 میرے گمان اور وہم میں بھی نہ گزرا تھا کہ دکن کے کبوتر کا فرسلطنت  
 سے خراج لینے چوتھے کے خواستگار ہونگے زمین دریا سے آگ کے  
 صرف اس منشا سے ٹھہرا ہوں کہ یہ کافر اگر ہندوستان کی طرف بڑ  
 قزلباشان جنگی کی ایک فوج ظفر موج یہاں سے بھیج دیجائے کہ  
 قتل کر کے قعر جنم کو پہنچا دیں۔ تمام تواریخیں ایسے واقعات سے پُر  
 ہمارے یہاں کے بادشاہوں اور آپ کے آباؤ اجداد میں ان کا وجود ہی  
 ایک جہتی کا صاف اظہار ہوتا ہے۔ علی مرتضیٰ لڑکی قسم کہ سوائے آپ  
 محبت اور مذہبی جوش کے میرا کبھی کوئی اور خیال نہ تھا اور نہ  
 اگر آپ کو کسی قسم کا شبہ ہو تو جو میں نہیں کہہ سکتا۔ میں ہمیشہ  
 ۱۵ پشاور دہلی سے ۲۰۶ کوس لاہور سے ۷۷ کوس۔ آگ سے ۳۵ کوس  
 تھ مرہون سے مراد ہے۔

ندان تمیور یہ کہ دوست تھا اور ہون اور رہو ننگ۔  
 مہراجہ جے سنگھ اور خان دوران بن بہت کچھ موافقت اور دوستی تھی۔  
 ان دوران کو ان تمام واقعات کی اطلاع دیکر سازشوں کا پوسٹ کنندہ مال  
 امرایان تعینہ سے بہت ہوشیار رہنا پس آپس میں ہوئے ہیں اور  
 ان سے کسی نہ کسی فساد کا منصوبہ کانٹھ رہے ہیں ناصر خان اور شیر خان  
 سے مدد ملتی رہی ہو۔ اس لئے حق وفاداری بین شیر خان نے اپنی  
 نگر دی اور دوسرا ناصر خان لڑائیوں سے تنگ اور خوف جان سے  
 اور گولہ آ رہا ہو اگر نگر یا خان حاکم لاہور نے نادر کا مقابلہ کیا تو اس صورت  
 ہ مقابلہ میں الجھار بگیا اور شاہی فوج کو آگے بڑھانے کا بہت کچھ  
 بگاڑ اور ہم تمام راجپوت بادشاہ کی مدد کے واسطے ہر وقت تیار ہیں  
 نے بادشاہ کو ان معاملات کی اطلاع دی بعد تجویز جنگ دہلی گئے  
 میں پیش خیمہ روانہ کیا گیا۔ خان دوران اور اس کے متعلقین کوچ  
 اور نظام الملک جلدی کرتا تھا۔

یہ اسی بیت و محل میں نادر کا بل لیکر پیشاوت تک پہنچ گیا یہاں  
 گیر پہاڑی قوموں نے سات ہفتہ تک اپنے مقابلہ میں روک رکھا  
 اب کیا جب نادر نے دیکھا کہ بغیر سخت خونریزی کے ان درون اور  
 مجبور کرنا دشوار ہے اور افغان پہاڑی کی چوٹیوں پر بوجہ جائے بیٹھیں  
 رکھا کر رہیں ہوتا تو مجبوراً وہ یہ دیکر ان کی تالیف قلوب کی اور اپنی  
 ناچھوڑ کر صرف دس ہزار چیدہ اور منتخب جوانان قزلباش کو ہر آہ  
 دن میں پیشاوت پہنچ گیا۔

سات ہزار سواروں کی جماعت سے خیمہ ڈالے ہوئے شہر سے باہر  
 ہوا تھا۔ اور ہنوز اسے گمان میں بھی نہ تھا کہ نادر انتہی جلدی  
 انادر کے اس اچانک اپڑنے سے ناصر خان گھبراٹھا اور اس کے تمام  
 اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ سوائے اس تھوڑی سی شاہی فوج کے کوئی  
 نہ تھا۔ چنانچہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا اور دس روڈ کا بل کے بوجہ



کہ یہ سب حالاً آخر کار شکست کھا کر قلعہ ایک مین پناہ لی۔

ایک مین پہونچ کر  
ناور شاہ کو قید کر لیا

نادر نے پیشاور پر قبضہ کر کے پیشاور اور جلال آباد  
وسط میں اپنے خیمہ نصب کئے۔ اس غمخوار و دیوانہ کی

لیکن اس وجہ سے کہ تمام کشتیاں غور بارانک کے قبضہ میں آئیں کسی طرح  
نہ کر سکا۔ ڈیڑھ مہینے تک اسی فکر میں غوطہ زن رہا مگر نہ توراہ پلایا یہ  
اور نہ کشتیاں ہی بہم پہونچیں۔ اسی اثناء میں قوم بیکش سے بہادر خان  
نے اگر خدمت شاہ میں عرض کی کہ اگر غلام پر اتنی نوازش کیجئے کہ ملک غلام  
ساخت و تہاراج سے محفوظ رہے تو سندھ و مہاراجا ہے کہ حضور والا کا تمام لشکر  
اور چراگاہ باستانی اس بار پہونچ جائیگا۔ نادر شاہ نے فرط عنایت سے اس غلام  
فرار پر دانہ ساقی ملک اس کے نام تکھدیا۔ اس کے بعد خان مذکور نے  
پاناب وریا تادی کہ تمام لشکر اس بار آکر آیا۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی جنگ  
انک پر قبضہ کر کے نادر خان کو قید کر لیا۔

رہتاس گڑھ کا  
نے ایک مہینے تک تو

آگے بڑھ کر رہتاس گڑھ کے قریب پڑا اور ڈال دیں گے  
قلعہ لے لیا

ایک ادنیٰ قلعہ دار بجارہ میں کیا تاب و تان تھی اور اتنی قدرت کہ ان سے  
ان جنگجو مردان کا رہی کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا۔ دوسرے کسی طرف  
مرد کامطلق سہارا نہ تھا مجبوراً صلح کی درخواست کی اور تمام رعایا بے ہتیار  
کو امان دلا کر حملہ خواہ کر دیا۔

وزیر آباد میں شمس عالم

نادر شاہ قلعہ رہتاس گڑھ پر قبضہ کرنا ہوا وزیر آباد

پہونچ گیا۔ زکریا خان حاکم لاہور نے افواج نادری کے پہونچنے سے پیشتر  
اور تو بچا نہ بھیج کر دھس بند کی اور مورچہ وغیرہ کے کاموں سے مصغولی کر کے  
حاصل کر لیا تھا۔ حاکم وزیر آباد ایک مہینے تک اپنے حوصلہ اور جرأت  
موافق لڑتا رہا۔ آخر کار فوج نادر نے وصال کر کے وزیر آباد پر اپنا نشان  
مست میں بچاوری مظلوم رعایا کا حکم نادری سے فتنی ظلم ہوا  
لاہور کو اپنے تخت و تاج میں لایا۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد لاہور نے شاہ

ماہور سے قریب اور دریائے راوی کے آس پاس ہی اپنے مورچہ قائم کئے۔ زکریا خان  
 بمونہ دار لاہور نے قلعہ سے نکل کر دریائے راوی کے کنارے اپنے بڑا کڑا کڑا کر دریا  
 کی کشتیاں اپنے قبضہ میں کر لیں۔ نادر شاہ ڈیڑھ جیسے تک عبور کرنے کی اوجھڑیں  
 بن رہا۔ مگر کامیاب ہوا۔ ایک روز ایک زمیندار نے شاہ کے پاس آکر پایاب  
 دریا کا سراغ بتایا۔ چنانچہ اسی پتہ پر نادر اپنی فوج سمیت آس پاس آکر پایاب  
 بمقابلہ کو طیار ہوا۔ ایک ہفتہ تک توپ۔ رینگہ۔ جزائر سے حمان نوازی کی۔ مگر  
 جب اپنے بیٹے کی جرات اور حوصلہ نہ پایا تو یوں ہو کر مولوی عبد السلام کے  
 زریعے سے پیغام صلح بھیجا۔ نادر شاہ نے مولوی صاحب موصوف کو خلعت عطا کیا  
 اور کہلا بھیجا کہ وہ اگر خان بہادر ہم سے مقابلہ نہ کر لے گا اور سارا مطیع و فرمانبردار  
 رہے گا تو ہماری سرکار سے اُسکے حق میں بہت کچھ سرفرازی کی جائیگی۔ مولوی عبد السلام  
 دو مثل ملازمین نادر شاہ کو ساتھ لیکر زکریا خان کے پاس آئے۔ اور تمام کیفیت صلح کو  
 بیان کر دیا۔ زکریا خان نے دوبارہ میر مومن اور جانی خان کو ان مغلون کے  
 ہمراہ کر کے معافی تقصیرات اور امان شہر کا قتل و قتل چاہا۔ نادر نے اس کے جرائم  
 کو معاف کیا اور اہل شہر کو پناہ دی۔

زکریا خان اپنے دو لڑکوں اور بچوں اور مرزا پہلہ ری کو ساتھ لیکر نادر کے کیمپ  
 میں داخل ہوا۔ نادر نے فرط غناہ سے اُنکے دونوں بیٹوں کو خلعت و شمشیر عطا کر کے  
 زکریا خان کا خطاب بخشا اور شاہ لاہور میں ایک مہینہ قیام کیا بعد میں لاہور  
 اور خان بہادر کے لڑکے کو شاہ نواز خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے ساتھ لیکر  
 شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

افسوس صد ہزار افسوس محمد شاہ کی غفلتوں کی کوئی حد نہ تھی نادر شاہ جا بجا اُنکے  
 ہشمت لڑتا بھرتا مہینوں سے ہندوستان میں ہر ایک جگہ پر قبضہ کرتا ہوا چلا آتا ہے۔  
 اور یہاں پیش پیشی کا بڑا سو کہ قانون یوں تک نہیں رہتی نادر ایسے زبردست  
 غنچہ روشن کا سامنا جو اپنے گھر میں کھتا درانا چلا آتا ہے۔ اور آپ کو پیش و نشا  
 سے فرصت نہیں۔ ہائے کیا غصہ ہے کیسے غفلتوں کے پردے پردے ہوئے ہیں  
 ذرا بھی آنکھ کھول کر نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ والہ ہے

اب جاگے بھی تو اسوقت جب بقول شخصے سر پر گولہ پھٹا۔ آنکھ کھلی تو طوفان بلا کے تلاطم میں پڑے ہوئے تھیں پڑے کھارے ہیں۔ لاکھ لاکھ ہاتھ پیر مارنے میں۔ مگر بے سود۔ پانی سر سے سوانیزہ گزر گیا۔ ایسے ڈوبے کہین ابھرتے ہیں۔ اجی ماحول و لاقوتہ ایک چاری سرکار دولت مدار انگلشیہ کے انتظام سلطنت میں کہ شاید وہاں بیجان اللہ و بجدہ۔ افغانستان کے اس طرف جہان نہ اپنے سے واسطہ ہے اور نہ کچھ مطلب۔ اس پر بھی اگر روسیہ کو ایک قدم آگے بڑھتے دیکھتی ہو وہیں روک تنہا کرتی۔ بلکار پھٹکار بٹلاتی۔ نامہ و پیام کی ڈاک بٹھا دیتی ہے۔ کمیشن مقرر ہو رہے ہیں۔ تار برفی اور کاغذی گھوڑے الٹا رہتی خطوط دوڑ رہے ہیں۔ کہ دیکھتے دیکھتے بھائی صاحب ذرا سنبھلے ہوئے۔ کہ دھر رخ کیا۔ کس طرف توجہ مبذول فرمائی یہ۔ داؤن گھات اچھی نہیں۔ ہم ان چالوں اور ایسے شکاروں سے خوب واقف ہیں۔ خبردار اب جو ایک قدم بھی آگے بڑھے۔ اپنے حدود قائم کیجئے زمین ناپ لیجئے۔ کیونکہ عاقبت اندیشی اور انتظام جہان بینی کے یہی معنی ہیں کہ دشمن کی چالوں سے ہمیشہ بچتا اور اسکی ہوا کے رخ کو پہچانتا رہے یہ نہیں کہ دشمن چھاتی پر سوار گلا گھونٹنے کو موجود ہو۔ اور مندرگان عالی حضور پر فوراً خواب ناز میں استراحت فرما رہے ہیں۔ خبردار کوئی بیدار نہ کرے آرام میں فرق آتا ہے۔ اگر جاگے بھی تو مینا بازاری زہرہ جینیوں کے مشرعی بھکر خور پکے جاتے ہیں۔ یا دکن کا بندر بچا رہے ہیں۔ مصر عہد بین تفاوت رہا از کجاست تا بلکا۔ آہ انھیں کہ تو توں سے آج ایوان شاہی میں بھیرن ناچ رہا ہے۔

الغرض نادریٹھ جیسے میں کوچ مقام کرتا ہوا سر نہتہ تک پہنچ گیا۔ اب بادشاہ سلامت محمد شاہ بہادر خلک رفعت کو خبر ہوئی۔ گھبرا کر اٹھے۔ سامان جنگ کی سوچھی۔ امرائے دولت کی یاد آئی۔ ادھر ادھر سے ایک ایک کو طلب فرمانا شروع کیا۔ ارمان بھٹی نظام الملک لدھر ہیں۔ جلدی سے برہان الملک کو بلواؤ۔ عہدۃ الملک کو جگا دو۔ اعماؤ الدولہ کہان گئے آنکو جلدی لاؤ صوبہ داروں کو طلب کرو۔ چکھ داروں کو اطلاع دو غرض کہ اسوقت انتشار و تروہ میں جو کچھ میں پڑا ہے اس کو سمیٹ سہاٹ کر کاشانہ دولت اور سخاۃ استراحت سے قدم باہر نکلا۔ ۲۰ جنوری ۱۸۴۱ء

دافوج قاہرہ اور توپخانہ باہرہ اور بہت کچھ میگزین وغیرہ سامان جنگ سے راستہ ہو کر باغ شالار دہلی میں پہلا مقام کیا۔ نظام الملک جسکا یہ تمام طوفان بے تمیزی اٹھایا ہوا تھا اپنے بیان کے پامیوں کو افوج دشمن کی حوصلت کی حالت نجات صلوات اور رعب داب کا بچاے خود فوج کھینچ کر بزدل بنا رہا تھا اور بظاہر فوج کا خیر خواہ بنکر ان سے کہتا تھا کہ حسین کسی نہ کسی طرح نکلے بغیر بڑے پچائے لاتا ہوں ایسے خونخوار دشمن کا تھاراسا منہ فوطا ہی ہونے دو نگا۔ ناحق تم وگن کا خون کراؤن یہ میرا کام نہیں“

۴۔ جنوری کو خود بادشاہ فوج میں داخل ہو گیا اور اجنوری کو بادشاہی حکم سے فوج مجبور ہو کر کوچ کرتی ہوئی مقام کرنا ل پہنچی۔

مرزا زمان خان جو سر بلند خان کا سکرٹری اور اس سرکرہ جہاں میں شریک تھا بادشاہی طرز کی کیفیت اس طرح مفصل لکھتا ہے۔

۱۔ ذیقعدہ ۱۱۸۱ھ ہجری کو شاہی کیمپ سات کوس کے پھیلاؤ سے کرنا ل کے میدانوں میں قائم ہوا۔ کیمپ کے گرد خندق کھدی تھی اس پر پانچ ہزار توپیں پڑھی تھیں۔ قلب لشکر میں بادشاہ کا خیمہ تھا۔ اس کے مقابل میں نظام الملک اور عبداللہ خان کے خیمہ اور مورچے تھے۔ جزیہ شاہی توپیں لگی ہوئی تھیں اور دیگر مددے داران توپ خانہ بھی وہیں تھے۔ واسطے جانب۔ خان دوران۔ منظر خان علی چاند خان۔ میر گلہ۔ شہداد خان اور خان زمان خان کے خیمے تھے اور بامین جانب قمر الدین خان عظیم الدخان۔ جانی خان۔ اور سید میان خان تھے۔ اور پس پشت سر بلند خان اور کیمپ سے چھپے محمد خان نگلش۔ خان دوران کی پشت پر کمرہ بارام مع بہادران قوم جاٹ۔ قمر الدین کے محف میں ہیرا مند۔ عامل کوٹ پٹلی واسطے جانب نقار خانہ کے متصل بروز خان۔

۲۔ اصلی نام خواجہ موسیٰ خان۔ سلطان معز الدین جہاندار شاہ کا داماد تھا اخیر عند عالمگیری میں ہزاری منصب اور سر بلند خان کے خطاب سے ممتاز ہوا عالمگیری کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کے عہد دولت میں ایک ہزار منصب میں اور اضافہ ہوا۔

اسحاق خان اور اسلح علی کا شکرتھا۔ ان سب کے پیچھے امیر قوم راجپوت اپنی جماعت کثیر سے موجود تھا۔ ان امرائین سے ہر ایک کے پاس خاص اپنی ذاتی فوجیں تھیں جنکی مجموعی تعداد دو لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔

محمد شاہ دھن بندی خمدی۔ توپ جزائر ہیکلہ۔ رسد سمیعہ۔ میسرہ اور قلب لشکر وغیرہ سب سامانوں سے بس ہو کر آمد غنیم کا انتظار کھینچنے لگا۔ اُدھر سے ساما میر نادشاہ شیر کی طرح گرجتا ہوا روانہ ہوا اور پہلے اپنے پہلے فوج حاجی خان کوڑاؤ کی غرض سے بھیجا جن نے دریائے بیاس کو اپنی پشت پر کیا اور لشکر حریف سے پانچ کوس کے فاصلے پر بو دھ کر اور گج پورہ کے درمیان اپنے مورچال قائم کئے۔ تین روز کے عرصہ میں سب سامان بس ہو گیا۔

اسی دن محمد شاہ کو خبر ہوئی کہ حاجی خان نادشاہ کا پہلا فوج قریب لادی تاکہ ہزار کی جماعت سے اپہونچا ہے۔ ذیقعدہ کو چند سواران قزلباش و لشکر شاہی کے قریب دکھائی دئے جنہ ان نے ان آدمیوں کو نادشاہ کے جو بیرونجات سے لشکر میں داخل ہو رہے تھے مارا اور اکثر ان کو قید کر لے گئے۔ جن میں سے چار قزلباش گرفتار ہو کر نظام الملک کے سامنے لائے بھی گئے۔

۱۴ ذیقعدہ نادشاہ ایک بنگاہ شاہ آباد میں (جو سرہند سے ایک منزل کے فاصلے پر واقع ہے) اور دوسرا لشکر مقام تھانیس میں چھوڑ چالیس ہزار چیدہ چیدہ سواران جنگی کی جمعیت سے جن میں تیراوتیر انداز اور بندوچی تھے

۱۵ اسحاق محمد زمان مخاطب بہ منن الدولہ المتخلص یہ اسحاق شوستہ کار ہے والد مرد صاحب کمال ذی اخلاق اور عروت و سخاوت میں شہرہ آفاق تھا۔ محمد شاہ کے دوران سلطنت میں مرتبہ امارت پر قابض ہوا اعلیٰ عالم میں بعد واپسی نادشاہ دیوان خالصہ کے عہد پر ممتاز ہوا اور اسی عہد کے زمانہ میں انتقال کیا۔ اسکی جاگیر خطاب اور منصف اسکے بیٹے مرزا محمد کو کہ جن دجاں میں شہر خلاق تھا اور جبہ محمد شاہ کمال شفقت سے فرزند کہا کرتا تھا تفویض ہوا۔ موتن الدو کہ کبھی شرمی کہا کرتا تھا چنانچہ کہتا ہے سفتہ آید گوہر اشکم بجشم بسکہ در دل سخیلہ شہر کمان او

ایک جانب برصاآن میں سے ہر ایک سوار کے پاس دو دو تین تین نوکر تھے۔  
 آئیں اور سارا بان وغیرہ جو وہ بھی سب کے سب تھیلہ بندہ نوجوان تھے۔ یہ  
 دن اونٹوں۔ یا بوجون پر سوار تھے اور کوئی متنفس پیدل نہ تھا۔ انکی تعداد  
 لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ ان مردان دلاور کے علاوہ چھ یا سات ہزار غور بہمن  
 بن جو ترکوں اور قندھاریوں کی لڑائیوں سے قید ہو کر آئی تھیں کوچ کے  
 سپاہیوں اور ان عورتوں میں تمیز اور فرق کرنا مشکل تھا کیونکہ زمانہ گزشتہ  
 اور آج سے سو کئی تھیں کہ میں بچے چرون پر باریک نقاب۔ سروں پر گلمٹی  
 ہر ایک ایک خال یا نوٹس میں ہونے اور دون کی طرح قولابی تھی اور  
 ستر تھیں۔ نادری کی طرف سے اچھی یا مصلح لیکر نظام الملک کے پاس  
 لے۔ مگر اُس نے کل پیاموں کو نامعلوم کیا اور کہلا بھیجا کہ دو اگر آپ  
 در کی منزل میں طے کر کے آئے ہیں تو مردانگی کے جوہر دکھائیے۔ صلح کیسی  
 لڑائی کے اور کچھ نہیں جانتے۔

نہدہ۔ نادری شاہ کو جب پانی کی ضرورت پڑی تو خان دوران کی پشت پر  
 س کے فاصلے پر اپنا ڈاؤڈالا۔ سعادت خان برہان الملک حسب الطلب  
 وہاں سے روانہ ہو کر صبح کو محلہ شاہ کے کیمپ میں داخل ہوا اور حضوری بادشاہ  
 عت پاکر چاہتا تھا کہ اپنے خیمہ میں داخل ہو کہ بجے ہر کارہ سعادت خان  
 ہر کارہ بادشاہی نے خبر پہنچائی کہ چار پانچ سو قزلباشوں نے محلہ شاہ  
 ت خان کے بخشی کو جو بنگاہ بہر لے ہوئے پانی پت سے اتارنا اس مقام پر  
 کے کوٹ لیا جو خان دوران اور نادری کے درمیان میں واقع ہے اور  
 مایک خان کو ح اور بہت سے آدمیوں کے قتل کر ڈالا۔ شیر جنگ ساور  
 ت خان کی فوج کا ہراول یہ خبر پاتے ہی مدد کو پہنچا ہے۔ مگر اُسے  
 فوج بہت تھوڑی ہے۔ اگر ملک پہنچے ہیں فدا بھی دیر ہوئی تو شیر جنگ  
 نہ نہنگ اجل ہو گا۔ برہان الملک یہ خبر پاتے ہی فوراً بادشاہ سے  
 ن لیکر شیر جنگ کی مدد کو پہنچا۔ ڈیڑھ پہر کامل میدان کارزار گرم رہا۔  
 میں خان دوران بھی مظفر خان ہراول فوج سید حسین خان۔ زلمن خان

میر کاوشمند اور خان صلح علی خان و غیرہ کل ہارسا اور سرداران فوج کو ساتھ  
 لے کر ملک پر جا پونچھا۔ ان افسران فوج کے ہونے پر سادات خان سے ٹانہ دران  
 سے کہا کہ دو فوج دو ہزار تک ہم مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ مناسب ہو  
 کر اجاب ایسے ایسے بیچون میں داخل ہوں۔ کل پھر پورے اطمینان اور انتظام  
 سے غنیم کو مار کر پست کر دینگے۔ خان دران نے جواب دیا کہ آپ جیسا کہ ہے  
 خیمہ میں آرام کریں۔ جلد فوج ہی فیصلہ کئے بیٹھا ہے۔ پھر سادات خان نے  
 رائے دی کہ در صلح دولت پیری ہو کہ آج کے دن لطافتی موخوف رکھنا اور  
 کل جگہ مقابلہ کیجئے۔ یہ بیچین ہو سکتا کہ آپ تو دشمن کا سامنا کریں اور میں بیچیاں  
 سورہوں مگر خان دران کو یہ امر ہر گز پسند نہ آیا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہو  
 کہ دشمن تو سر پر تلوار کھینچے ہوئے تھیں۔ کھڑے تھے اور ہم بیچیاں  
 دہاتے چکے سے اپنے خیموں میں مل جل رہے تھے۔ سادات خان  
 نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر مرضی والا یہی ہو تو جگہ کو کیا جگہ ہو سکتا ہو اس گفتگو کے  
 بعد خان دران دست چپ کی طرف رہا نہ ہوا اور سادات خان نے دست  
 راست کا رخ کیا۔ اور قریب دس کوس کے دھڑ سے ناہر کی فوج کو گھیر لیا۔  
 نگہ دار شاہ نے جو مقام نکلا وہی ہے اسوقت اپنے کیپ میں داخل ہوا تھا  
 نہایت چستی کے کرد۔ کاشغری۔ بختیار می وغیرہ چار ہزار سواران آزمودہ  
 علیحدہ کر کے تین کیمپوں میں پوشیدہ کر دیا۔ ایک ہزار افشار خود ناہر کے ہر کا  
 جو ان اطراف والوں کی ہمتوں جو صلح اور ہجراتوں کو جوش دلا دلا کر بھڑا رہے تھے  
 باقی ماندہ افواج کو حکم دیا گیا کہ ہر ایک فرقہ کی فوج علیحدہ علیحدہ پر اچانے ہوئے  
 بروقت ضرورت حکم کے ساتھ ہی منامہ د کو پہنچے۔

خان دران کے پیشتر میں سادات خان فوج غنیم پر جا پڑا میدان کار  
 گرم ہو گیا۔ گھسان کی لطافتی ہونے کی طرفین کے قریب پانچ ہزار آدمی کے مقتول  
 و زبوح ہوئے۔ ناہر کی طرف مرزا سلطان محمد علی خان علی مراد خان بہادر گنگو  
 رومی ہیک کرخی۔ روضا حسین۔ یوسف خان قندھاری سات بڑے بڑے افسران ذی  
 مارے گئے اور سادات خان کی جانب نور الدین دکھتی۔ نواب احمد خان

من نزاری - من چیت نزاری - دام سنگھ و میر جعفر خان جتھریک کرخی -  
 بیگ کوری خیل بیگ کلافی ہادی بیگ - احمد علی خان - سادات خان  
 زاد بھائی بارہ پور دار ملک قدم کو سہارا ہے - اتنے میں میں اس وقت  
 آتش جہاں کے شعلے بلند یوں پر تھے ایک نیا گل کھلا - یعنی کسی مشورہ کی  
 بحث سے سادات خان نے شریک ہر اول فوج کو اپنے پاس بلایا - یہ دونوں  
 اہم شخصوں پر ہوا تھے - اثناء گفتگو میں شریک کے ہاتھی نے گلوں سے مل کر  
 انہی پر حملہ کیا - پہنچے فوج نے بغضاتے کی کوشش کی مگر یہ نہ مزاج طبعی  
 کے روئے نہ زکے بلکہ اور زیادہ تر دور و دراز کیا اپنی شروع کر دیں - ان تک  
 جنگ کا ہاتھی غالب آیا اور سادات خان کا ہاتھی سپاہی کے پیچ مار شاہ کی  
 بھاگا - اس بھاگنے میں بھی محمد ہاتھی نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا - انجام کار  
 میں منیم کے لشکر میں بیوی بچ گئے - دو ہاتھ کا تھکا ہوا ہاتھی فوراً محاصرہ  
 نے دونوں کو گرفتار کر لیا - اور شریک و سادات خان دونوں سرداروں کو  
 قید کر اپنے بار شاہ کے حضور میں پیش کیا جبکہ نادر شاہ نے نظر نہ کر دیا -  
 تاہم اس جنگ نہ گئی کہ ملاحظہ کر کے خود قریب آجین کر رہے تھے ان  
 مخالف کی بابت کیا کیا گفتگو میں پیش آئیں - دشمن تو ظاہر پر طیب کردار اور آپ  
 ہی میں آرام فرما رہے تھے - جب خان دوران راہی ہوا تو عین موقع  
 سپر ہر اول فوج کو پاس بلائے کی اشد ضرورت پیش آئی تھی کہ وہ عین  
 صوفی کریمہ کر کے آیا یہاں ہاتھی راہ وادب سے اس فوج سے جدا کر کے  
 ان کا سامنا کرنے لگی تھی - وہ گھوڑے لگتی نہ کر رہے تھے ایسے کامیاب رہے  
 یہ سرداروں کو دشمن کے حوالہ کر دیا - وہاں عین ہی فوج میں سے ہی ہو چکے  
 وہم و یا کہ حرکت نہ کئے - وہاں ہی حوالہ دیا کہ اب کو تو ماؤ کمان - جنگ مغلوبہ  
 میں فوج حریف نے بکری کی طرح کان بیکار کر و لوں کو پیڑھا کر دیا  
 ان سرداروں میں پہل ہوا کہ کیا بدست و کرست بدست و گورے اس  
 دکن لائی سے بیکار کر اپنے شاہ کے پاس پہنچا یا -  
 ان کل باتوں سے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہو



و یہ کہی بدی بات اور ملی جگت تھی ۵

بہرنگے کہ خواہی جاہمی پوش  
 من اہماز قدرت و اسے شناسم  
 جب سعادت خان اس طرح سے اسیر ہو گیا تو آئی گئی بیچارے خان دوران  
 جان پرستی کیونکہ وہ ان واقعات سے غافل بہادری کے زعم میں اپنی فوج کو  
 ہر دینا ہوا دست چپ سے غنیمت پر آپڑا اور فیروز خان پر وادہ کرتا اور آگے بڑھتا  
 دیا جلا آیا ناد کا لشکر عدا جیلہ سے پسپا ہوتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آیا۔ خان دوران  
 جیوٹا بھائی مظفر خان ہر اول فوج آگے بڑھ آیا تو کچھ بھون سے شلک تو پچانہ  
 آگ بتا دی گئی اور بندہ قون کے فیر کر دیے گئے۔ اس اچانک حملہ سے  
 ندی بیگ خان بخشی۔ میر فتح اللہ خان۔ سردار خان۔ الیاد خان۔ فاروق خان  
 سارنت سنگھ۔ اچوت۔ رحمت اللہ خان۔ اور محمد توب خانہ راہی ملک عدم  
 سے اور خود مظفر خان ہاتھی سے کودتے ہوئے مارا گیا۔ جگت کی ایسی  
 دہشت ہوئی بے عنوان حالت دیکھ کر خان دوران نے نہایت دلاوری  
 و جرات سے نادر شاہ کی طرف اپنا ہاتھی دوڑا دیا۔ نادر تو دیکھ ہی چلتا  
 وہ تھا فوراً چالاک سے تو پچانہ کے پس پشت ہو رہا اور ہر بتور اہل بھکر شاہ سے  
 چوٹی۔ اس مرتبہ میرنگو۔ صلح علی خان۔ بال کش زمیندار پرگتہ یاری۔  
 اہل خان۔ مسعود خان و کیلی۔ غازی بیگ خان مع فوج مرہ سے مل کر درو خان  
 ان پیش خان شہزاد خان۔ اخلاص خان۔ ریاد گل خان۔ خان دوران کا بڑا بیٹا  
 علی خان و غیر ہم خان دوران کے سردار ان فوج نے جو تار اور رکھتی  
 رہے گر کر جان دی۔ اور اہل بیگ خان مع پسر عبد اللہ شلاق جو خان  
 نے بیٹے اور بھائی سمیت غازی بیگ وغیرہ نگہی ہوئے۔ یہ جہین خان  
 رنج ہو کر دلی کو روانہ ہوا۔ علاوہ ان کے اور بہت سے آدمی کھیت رہے  
 دو خان دوران خان کے بھی ایک گولی ہاتھ میں اور دوسری ہیلو میں لگی  
 برتاہم وہ دلاور شیر دل ان کاری زخمون کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے آخر شام  
 اب جا رہا تھا اور وہ دلاور دانی دی کہ اگر قسم و اسفند یاد ہوتے تو وہ  
 ہی اس زخمی دلاور کی شجاعت دیکھ کر عیش عیش کر جاتے اور اسکی جرات

الذی یصلحہ لہ فی ہذا مہینہ آخر کار شب کی تاریکی مصلح بنکر سچ میں پڑی  
 انھیں لے لاور ان جنگی گواہی اپنی طرف بٹا دیا۔ اور شام کی عظیم سختیوں  
 کی ہوئی آتش فساد پر بانی ڈال دیا۔ طبل باندھتی جیاط فوج کے جنگیوں نے  
 اپنا جھنڈا باندھ دیا۔ نظام الملک اور محمد الدین خان وزیر الملک جنھوں نے  
 خیال سے سوچا کہ اگرچہ حکمرانی اپنی فوجیں آہستہ کی تھیں تاکہ عینہ  
 مرزا پڑے وہ بھی وہاں گئے اور خود محمد شاہ غوثی نقاب پر ایک گھنٹہ کے  
 اپنے غم کو لوٹ گیا۔ نادر شاہ کی طرف نعل پوسی علی ظفر میر مرغنی خان  
 اپنی بیگم خان بیگم خان وغیرہ افسران فوج حاضر ہوئے۔ ان کے اسوا  
 وادیاں اور سب سے پہلے قتل اور پھر ارتلواری گاری اور شوق سے خیمہ  
 بسات ہو گئی تھی۔ محمد شاہ کے کیمپ میں جو رکھا گیا تو اکثر ان مقامات پر  
 اس آدمی پر آدمی کچا کچھ برباد ہوئے تھے۔ اب انھیں مقامات میں سناٹا  
 یا ہے۔ اور جا بجا بہت ہی ٹھوڑے لوگ نظر آتے ہیں۔ سب اپنی اپنی  
 جگہ چلتے ہوئے۔

شب کے وقت بادشاہ نے نظام الملک کو طلب کیا تو یوں کہیں کہ  
 ملکہ باطل خالی میدان پڑا ہوا تھا۔

نظام الملک نے نظام الملک، محمد الدین خان، محمد الدین خان وزیر الملک اور  
 ابو محمد و محمد امرا سے کوئل رہی۔ صبح ہوتے تاروں کی چھانوں میں ٹھہرے۔  
 شام سے اپنے اپنے خیموں کو سدھارے۔

نظام الملک نے آج صبح کو چھوٹے فوج کی تعداد میں بہت کچھ کی لگی تھی۔ اور وہ  
 وہاں سے کچھ تو قتل ہوئے۔ اور بہت سے بھاگ گئے۔ لہذا سوچا کہ وہ  
 ہتھکڑی کر دیا اور سب کو سمیٹ کر ایک جگہ اکٹھا کر لیا ایک نشانہ روز فوجی گھوڑ  
 لگام سے منجھے ہوئے طیارہ کھڑے وہیں جنگو دانہ لگا رکھا ہے۔

یقیناً آج کا دن بھی اسی جیم ورجا میں گذرا۔ چونکہ وہ اب خانہ دوران بنا  
 عزم بہت کاری لگے تھے لہذا وہ اب ہر دوں نے آج ہمیرے دن شدت تکلیف  
 سے اپنے دلی نعمت کا حق ناک ادا کر کے جان شیریں حافظہ حقیقی کے میر کی۔

تاج شاہ نے سوارت خان کو طلب کر کے دریافت کیا کہ محمد شاہ کے پاس  
 اب کتنے سوار ہیں جو چارے ہتھیار ہیں جنگ آزمائی کر سکتے ہیں اس سوارت خان  
 نے جواب میں عرض کیا کہ حضور محمد شاہ کے ہزارہ ہتھیار ہٹے ہوئے بہادر و بہرہ ور  
 ہوں اور ہم سوار و پیادہ ہیں جو اپنا ذاتی کھانا اور دوا میں رکھتے ہیں زمین خوان  
 سواروں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں رکھتا کیونکہ صرف صوبہ اودھ اور گورن  
 کی نظامت میں ہے وہ جو صوبہ جات ہندوستان میں ایک ایک صوبہ پر  
 تاج شاہ نے اس خطبے میں قدرتشاہ اور تقویٰ میں طر کر کہا کہ وہ کچھ عزم  
 چارے ملک ایران کے رہنے والے ہو لہذا تم ہر فرض سے کہ اپنے وطن کی بڑا  
 کا پاس کرنا اور ایسی تدبیر نکالنا کہ باہم صلح ہو جائے اور وہ کہ وہ وہ تاج شاہ  
 بطور خرچ کے و لو تو علاء الدین کے قلعہ صدارت میں الایام سے حجاز ایران  
 شامل ہر جگہ زمانہ سابق میں علی مروان خان نے کتب خراچی سے ہندو  
 علاء الدین مروان علی مروان خان و لو کہ علی خان ایران کے امرا سے تاج الدین سے  
 شاہ عباس اول اس کے باپ گنج علی خان کو اپنے محارہ میں بابا لکھا کہ تاج شاہ  
 شاہ صفی اسکو بابا ثانی کہا کرتا تھا جیسا شاہ صفی نے تاج شاہ کی بگانی میں اس کے وزیر  
 کا ارادہ کیا تو اسکو بھی اس ارادہ کی خبر ہو گئی اسنے بگانی کی غرض سے علاء الدین کو  
 میں حمید خان و سوار و پیادہ ملاؤں کی معرفت شاہ حجاز کی طرف بھجوا کر تاج شاہ  
 تاج شاہ کو جو کہ پیر کر دیا جیسے صلیبین ہارنٹ و فر و کا طہریت بھی لکھا اور غلامانہ چیز دے دی  
 منصب عطا ہوا اور ملازمت حاصل کرنے پر ایک ہزار کا اضافہ کر کے نظامت کسی بھیج دیا گیا  
 میں ہفت ہزار ہی منصب لایا اور ملازمین علم کمال کا قصہ و لغو میں ہوا و ملازمین  
 اور ہفت ہزار ہی منصب بابا و ہفت ہزار اس ترتیب سے کہ ایک ہزار و سوار و پیادہ  
 سند میں گنج بدلتان کے کہ کوں میں گنج و شیون کو اپنے ہاتھ سے تاریخ میں دیا گیا سند میں  
 کابل سے سوزل ہو کر پیر علم شیر و ہندو دوا میں لکھا گیا کہ قطا ہوا سالہ میں ایک ہزار باغی طہر  
 ہو کہ پیر اپنے عہدہ نظامت میں چلا گیا تاکہ جیسے کہ امرا و حضرات ہاں میں ہوتا ہو کہ اپنی ملازمت  
 ہوا و سکی و طاقت کے پیر اسکی ہمت کہ جاہدار میں سے مجلس لاکھ و پیر اس کے چار شیون اور  
 دوا کیوں بقیہ کیا گیا اور کچھ لاکھ و سوار و پیادہ کے عوض میں و علی خزانہ شاہی ہوا

کی طرف بھاگ کر شاہ ہند کے والد کو دیا تھا اب ہمیں بڑی محنت سے شاقہ سے دوبارہ صبح کر کے آپ قریضہ کر لیا یہ لہذا اس کو ہم نہیں چھوڑ سکتے " غرض کہ اس قسم کی بہت سی سازش اور ملاوٹ کی باتوں کے بعد سعادت خان کو حکم دیا کہ تم اپنے آدمیوں کو اسباب سمیت یہاں بلوا لو چنانچہ ایک غیمہ ایٹا دہ ہوا اور یہ تمام بگاڑ و بھیر و رکادی سب اس غیمہ میں رکھے گئے ان پر نادر نے اپنا پرہہ قائم کر دیا۔

سعادت خان نے ایک عرضی لکھ کر ہادی علی خان اپنے داروغہ توپخانہ کے ذریعہ سے محمد شاہ کے حضور میں بھیجی۔ اس عرضی کا مضمون یہ تھا کہ اگر میرنجشی کا عہدہ غلام کو عطا ہو تو بہتہ ایک کروڑ روپیہ اپنی حبیب خاص اور ایک کروڑ خزانہ شاہی سے دیکر نادر شاہ کو اسی مقام سے واپس کر دیکر اور شیر خنگ غلام کا ہر اول فرج نادر کے ساتھ ہو کر کامل کے اس بازنگ پہونچا آئے گا۔ اور حضور اور

کی طرف سے کامل میں عہدہ داری قائم کر کے خدمت فیض مہبت میں حاضر ہو جائیگا۔ دوسرے نظام الملک آصف جاہ نے حضور و ولایت عرضی لکھائی کہ وہ اگر میرنجشی کا عہدہ غلام کو عطا ہو تو غلام ڈمہ لیتا ہے کہ دو کروڑ روپیہ اپنے خزانہ سے دیکر نادر کو خدمت کر دیکر۔ حراوند محنت کو ایک دام بھی نہ دینا چاہیگا۔ پس محمد شاہ نے میرنجشی کی خدمت اور خلعت و شمشیر نظام الملک کو عطا فرمائی۔ ہادی علی خان نے کام پھر کر تمام احوال سعادت خان سے بیان کر دیا۔ جسکو منکر و جمل بھن گیا۔ اور نگارون پر لٹا اور سخت بیچ و تاب کھا کر نادر شاہ سے عرض کیا کہ "اگر حضور میری رائے پر عمل فرمائیں تو حضور کو تمام ہندوستان پر قابض و متصرف کرا دوں اور

بیس کروڑ روپیہ نقد تحصیل کر خزانہ عامہ میں بھروں مہیاں اس کے سوا اور مطلب ہی کیا تھا اسکی عرضداشت فوراً منظور ہوئی۔ حتیٰ کہ نادر نے فرط مہربانی سے اس معاملہ خاص میں اس کو اپنا وکیل مطلق کر دیا۔

۱۲۔ تفقہ استعادت خان نے اپنے دست خاص سے بابرین مضمون ایک رقم لکھ کر نظام الملک کے پاس بھیجا۔ اس خبر کے سننے سے جھکو بیچ خوشی اور تقویت حاصل ہوئی کہ نواب جہان میرنجشی کے اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہوئے اب نادر شاہ سے جنگ کرنا میرے خیال میں بالکل مناسب وقت نہیں ہے کیونکہ

اگرچہ میں ہوا کے اسکے کہ جانی کے سلطان جانی تارے و امین اور کوئی نتیجہ نہیں  
نادر شاہ کو میں نے بہت متحمل طرز سے سمجھایا اور صلح کے واسطے بالکل جہاد  
کر لیا جو اگر خراب صاحب اس حقیر کے پاس تشریف لائیں تو نادر شاہ کو بالکل  
اتفاق سے مشورہ کے یہیں سے رخصت کر دیں۔

اگرچہ تو یہ رخصت کر دیا اور اوہ نادر کے کان میں بیٹھ کر دیکھ کر غلام الملک  
جو وقت بیان اپنے فریاد کرتا کہ اس کو یہ سولہ اس سردار کے اور کسی میں  
اتفاق نہیں کہ حضور کے مقابلہ میں آوا کی خاطر کر کے۔

غلام الملک نے اس رقعہ کے پہونچے پر اپنے باو شاہ سے اجازت حاصل  
کی اور عظیم اللہ خان کو ہمراہ یکے مساوت خان کے پاس چلا آیا۔ یہاں اس میں  
صلح جو مشورہ ہوا وہ دونوں مساوت خان کے ہمراہ نادر شاہ کے دربار میں  
حاضر ہو کر کھینچے تاکہ ٹھہرے۔ اثنائے گفتگو میں نادر نے اس کو حراست میں  
کر کے حکم دیا کہ اگر تم اپنے ولی نعمت یعنی نادر شاہ سلامت کو ہمارے پاس لے آؤ  
تب تو تمہاری جان بچتی ہے ورنہ تمہارا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا  
اب تو صبر و صبر کے دل خانہ خراب کے ملے۔

نادر شاہ کا حکم لایا گیا اس کو خود اپنی جان کا بچا نادر شاہ کو بچا جو غلام الملک  
نے عرض کیا کہ بغیر فدی کے گئے اور سمجھائے یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا اور  
فیاض الدین خان اپنے جیسے کو بطور اول کے دیے جاتا ہوں۔ اس طرح سے  
اسکی عرضی قبول ہوئی۔ بیٹا نظر نہ کیا گیا۔ باپ نادر شاہ کو پھانسی کی غرض سے روانہ  
اپنے آقاے نعمت کی خدمت میں پہونچا۔ اور بچیدہ گفتگو کے پھندے ڈال کر  
جرب زبانی کا جالی پھیلا نا شروع کیا۔ یعنی وہ یہ غلام ہی ایسا تھا جس نے  
نادر ایسے آتش مزاج تہذیب غصہ ناک پر خاشاک کو اپنی تہہ پیراؤ کو کشش  
سے صلح و آشتی پر آمادہ کیا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسا روم خوردہ ہو کسی سے  
دام تزیور میں پھنس کر رہ جاتا۔ اور حضور والا وہاں رہے جسے سلطان میں  
سہ بندہ کے علاوہ ایک لاکھ خوجا اور اس کے ہمراہ ہیں جن کا ایک ایک  
سہ ہزار کے حکام، کھاس، ہر چار ہزار، اور یہاں حضور والا کے فوجی آدمی ال

پڑے رہ گئے ہیں اور دوسرے نادور کے صرف نام سے نرسان اور نرسان تیار  
کے علاوہ رسد اور دانہ گھاس وغیرہ کی آمد بھی بالکل بند ہو۔ تمام آدمی  
جانور بھوک کی شدت سے دار و نزار اور ناطقات و بیزار ہو رہے ہیں۔ ایسی  
رجی اور کمزوری کی حالت میں صلح کر لینا فروری کے خیال میں مناسب  
ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آئندہ ہندوگان حضور کا جو کچھ ارشاد ہو عظام  
انکھوں سے بچا لائے گا۔ اسی روز اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر  
لک اپنے بادشاہ کی اجازت اور دریافت احوال کی ضرورت سے نادور  
کیمپ میں گیا۔ اور قاسم بیگ خان وزیر کے ذریعہ سے دربار تک  
یاب ہوا۔ نادور نے بڑے اخلاق سے پیچھے پیچھے اپنے سینہ سے نکایا۔ ایک  
م شربت دیا۔ اور وزیر نے اپنے خیمہ میں اس کی دعوت کی۔ باقی جو  
میں ہو میں راز کے طور پر چھٹی رکھی گئیں۔  
۱۔ ذیقعدہ طرے انتشار اور اضطراب میں دن گذار رات کو نظام الملک  
نے عہدہ میر بخشی گری کا خلعت پہنا۔

۱۔ ذیقعدہ اعلیٰ الصباح خان دوران ستونی کی لاش کرناں کو روانہ ہوئی  
اس کے بعد خود بدولت محمد شاہ عہدہ الملک امیر خان - امیر خان - بہروز خان  
نظم الدخان - صلابت خان - خاوند خان - بہروز خان - جواہر خان  
۱۔ صلابت خان بہادر کا تخلص سید اور اصلی نام مرزا عبدالغنی تھا۔ فرخیر  
کے عہد سلطنت میں میر آتش کے عہدہ پر مامور ہوا اور محمد شاہ کے قبول رفتون  
میں تھا۔ شاعری سے بھی شوق رکھتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

مرزا حلقہ بگوشان آن کسان ابرو  
کسے کہ کرد جلا خانہ اش خراب شود

۱۵ حاجی اسماعیل خواجہ سرا۔ آخر عہد عالمگیری میں منصب و خطاب اور نیابت  
نظارت و دار و علی جواہر خانہ خاکی کے ممتاز عہدوں پر مرفراز تھا۔ فرخ میر کے زمانہ  
میں حکمرانی میں چار ہزاری منصب حاصل کیا محمد شاہ کے عہد دولت میں انتقال  
یہ خواجہ سرا فی الحقیقت ملی صفات فرشتہ منش تھا۔

یہی خان میرنشی غازی الدین خان اور وزیر کے بیٹے اور بہت سے خواجہ سراؤں کے  
پہرہ نیکر تخت روان پر سوار ہوئے۔ اور دو سو بھول و دیگر دو ہزار سواروں کی جماعت  
سے کیسپ ناد کی طرف ہفت فرمائی تھیں و نقارہ ساتھ ساتھ بجاتا تھا۔

تھوڑی دور پہونچکر سواروں کو اشارہ سے روک دیا صرف انھیں چند امراء  
مستحق الذکر کے ساتھ کیسپ کی طرف بڑھے۔ و سطر راہ میں طہماسپ خان وکیل نے  
بڑھکر پیشوائی کی اسکے بعد نادر شاہ کے دونوں بیٹے نصر الدمزرا اور ظفر الدمزرا  
اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر کر سامنے حاضر ہوئے اور بہت ہی جھک کر دست بستہ  
آداب شاہی بجالائے۔ قرآن شریف نظر اقدس سے گذرانا جس سے یہ مراد تھی کہ  
چاہے اور آپ کے معاملہ میں قرآن درمیان ہو کوئی بد عہدی نہ ہوگی۔ اور کہا دون  
نے حکم کے ساتھ ہی تخت روان کو اپنے کندھوں سے فرش زمین پر رکھا۔

نوع بدولت نے دونوں شانہ زادوں کو اپنے قریب بلایا اور بطور فرزندوں کے  
اپنی بھٹی میں لیا۔ سینہ سے لگایا۔ پیشانیوں پر بوسہ دیا۔ پھر کہا روئے حکم  
یا کو تخت کو اپنے کندھوں پر رکھا اور روانہ ہوئے۔ دونوں شانہ زادے بھی گھوڑوں پر سوار  
ہو کر جلیب میں چلے تو چچانہ کے قریب پہونچکر سب آدمی روک دیے۔ صرف وہی چند امراء  
اور چند خواجہ سرا ساتھ رہ گئے۔ جب قریب خیمہ پہونچے باجہ نواز مہر اہریان شاہی  
نے شاہیانہ بجا یا۔ نادر شاہ نے برآمد ہو کر اپنے آردوے محلے میں استقبال کیا۔

یہی خان میرنشی۔ اسکی اصل قوم افشار ہے اسکا باپ بابر کے عہد میں ہندوستان میں  
آیا۔ شہر لاہور میں کئی خان پیدا ہوا تیس برس کی عمر میں ایران گیا۔ وہاں تحصیل علوم  
تے تکمیل حاصل کر کے سات سال کے بعد پھر ہندوستان کو مراجعت کی۔ فرخ سیر کے عہد  
دولت میں اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہا۔ علما و فضلا فقرائے فیض صحبت سے مستفید ہوا۔ اولاً  
اعظم شاہ کی ملازمت حاصل کی فرخ سیر کے عہد دولت میں توسن بگی کی خدمت کو بکام  
دیا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں میرنشی کا عہدہ پایا۔ سلاسلہ جلوس محمد شاہی میں عبد المجید خان سے  
دیوان خالصہ کا عہدہ تغیر پا کر کئی خان کے سپرد کیا گیا۔ سلاسلہ میں وفات پائی متاع  
بھی تھا۔ اس کا ایک شعر بیان درج کیا جاتا ہے۔

رفیقِ وعشہ پیری بوجہ آمد ایامِ من      برنگ گل ز باد صبح روشن شد چرخِ من

حکم تخت روان ٹھہرا۔ دونوں نجم بخت میں شاہانہ سلام علیک ہوئی۔ شاہ  
 پر اور محمد شاہ تخت روان پر سوار ساتھ ساتھ کچھ معمولی باتیں کرتے ہوئے درخیز  
 وچنے داخل خیمہ ہو کر دونوں سریر آریان سلطنت ایک سہ پر تمکن ہوئے۔  
 باتوں کے بعد نادر شاہ نے اس بیچ پر تقریر شروع کی۔ بہت بڑی  
 اور نہایت تعجب کا مقام ہو کہ آپ ایسی وسیع مملکت پر حکمران رہ کر  
 غافل اور خود فراموش ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں کمی ایچی بھیجی مگر  
 نے وزیر نے ایک کا بھی جواب ارسال نہ کیا اور آپ کو مطلق نظر نہ دی۔ بلکہ  
 انکے قریب ایک ایچی کو جو آپ کے پاس سفارت لئے ہوئے آ رہا تھا  
 اجوتوں نے مار ڈالا۔ اسکی آپ نے بالکل پرواہ نہ کی اور ان باغیوں کو  
 سزا نہ دی۔ یہ بات آئین مملکاری کے بالکل خلاف ہے۔ جب خود میں آپ کے  
 آیا تب بھی آپ ایسے کھوئے ہوئے بیٹھے رہے کہ بھولے سے بھی نہ چونکے اور یہ  
 پوچھا کہ میں کون ہوں۔ کہاں سے آیا ہوں اور کیوں آیا ہوں یہاں تک کہ  
 ہور میں داخل ہو گیا اسوقت بھی آپ کی طرف سے سلام و پیام کیا خود میرے  
 اور مرزا جرسی کا جواب تک نہ دیا کیا بعد اسکے جب آپ کے امرے دولت  
 غفلت سے اچانک چونکے بھی تو اسی نشہ غفلت کے خمار میں ذریعہ صلح کو  
 درباب بکھیتی کو مسدود کر دیا۔ میرے سدا رہ ہوئے مجھ کو پیشقدمی سے روکا مگر  
 آپ کی ملاقات کا قصد مصمم کر کے چلا تھا۔ ایسے ایسے معمولی لوگوں کے روکے  
 جتا تھا۔ جب میں قریب پہنچ گیا تو ان سبھوان نے آپ کو ابھار کر میرے  
 پر لاکے کھڑا کر دیا جب آپ مقابل ہوئے تو وہ انتہائے بیوقوفی سے اپنے چہرہ  
 پر محفوظ بلکہ خود محصور ہو کر بیٹھ رہے۔ اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اگر آپ کا دشمن شجاعت  
 ۔ شکر بہت میں آپ سے زیادہ قوی ہو گا تو وہ اگر آپ کو ہر چار طرف سے  
 یرا۔ اسوقت آپ کو دانہ پانی بغیر ٹھہرنا دشوار ہو گا۔ اگر وہ دشمن آپ سے  
 تو توں میں کمزور بھی ہو تو بھی یہ امر محض فضول اور بڑی بے غیرتی کا مقام ہے  
 آپ کا محاصرہ کر کے آپ کو مصیبتوں میں پھنسا دے۔ اور اگر آپ اسکو  
 غیر اور ذلیل ہی سمجھتے تھے کہ بغیر سوچے سمجھے وہ آپ پر یوں چڑھ دیا ہو



تبھی بالکل عقل کے خلاف تھا کہ آپ خود اپنے گھر بار سمیت اس کے مارنے کو طیار ہو گئے صرف ایک تجربہ کار افسر اس کی سرکوبی کے لئے کافی تھا کہ وہ اسکو مار کاٹ کر بھینک دیتا۔ اور اگر آپ اسکو تجربہ کار جہانگیرہ سوگرم آزموہ جانتے تھے تاہم یہ کوئی عقلندی کی بات نہ تھی کہ آپ نے تمام لشکر اور اس افسران فوج کو پہلے ہی بے بین لاکر کھڑا کر دیا۔ آخر اسی نادانی کا ثمرہ اٹھایا یہ جب سب طرح آپ مصیبت کے جال میں پھنس چکے تھے تب بھی میری نیک نیتوں پر غور کیجئے کہ میں نے یہ پیغام صلح بھیجا تاکہ اب بھی آپ مقلد رنج و بلا نہ بنیں اور بھی آپ مظلومانہ غرور اور بیوقوفانہ ارادوں سے ایسے پھولے اور بھولے بیٹھے تھے کہ میری بادشاہی پر قوت۔ ذی عزت تجاویز کو سماعت نہ کیا۔ اور اپنے حق میں قائم و رسان باتوں پر عقل سلیم سے کام نہ لیا۔ یہاں تک کہ خلافت زمین و آسمان کی برد۔ اسلحہ کے زور پر محمد جبک ازما فوج کی قوتوں سے آپ نے دیکھا ہو دیکھا۔

نہاؤم کے ہمیشہ آپ کے پاجہرستہ پاوا جدا و تمام کافران بلادہندستان سے جزیہ لیا کرتے تھے اور آپ نے پست ہمتی سے اپنے زمانہ سلطنت میں خود انکو خراج یعنی جو تم دینا گوارا کر لیا۔ اور ایسی تہار اور وسیع رشوکت سلطنت کو اس میں برس کے عرصہ میں بالکل تباہ ویرا کر دیا۔ مگر بات یہ ہو کہ چونکہ ایک فائدہ ان پوریم نے خاندان صفوی اور نیز رعایا سے قارس کو نہ تو کوئی نقصان ہی پہنچایا ہو اور نہ کوئی گستاخی ہی کی ہو پس اسی کی یہ رعایت ہو کہ میں سلطنت تو آپ سے چھین لینا نہیں چاہتا مگر چونکہ آپ کی بے پرواہی اور عجب و تکبر کی وجہ سے مجھکو دور دراز سفر گوارا کر کے اتنی دور آنا پڑا ہو اور اس طویل مسافت میں میرا ذکر کثیر صرف ہو گیا ہو اور نیز میری فوج کے آدمی بھی بڑے بڑے لیے کوچ اور دھاوا کرتے کرتے تنگ آ گئے ہیں اور انکو رسد کی بھی بہت بڑی ضرورت درپیش ہو اس واسطے میں پابخت دہلی تک جاؤنگا اور چند روز تک فوج کو آرام سے کھائے گی غرض میں سے وہاں شہر ونگا۔ اور وہاں بڑی ضرورت یہ بھی ہو کہ خزانہ الملک سعادت خان نے کچھ پیشکش دینے کا وعدہ کیا ہو وہ اس سے وہاں پہنچ کر وصول کرونگا۔ اسکے

پہ جانیں اور آپ کا کام“  
 شاہ اس تقریر کو بالکل سکوت و خاموشی کے ساتھ سنتا رہا جس سے صاف  
 تھا کہ سخت پریشان ویشان ہو۔ اس گفتگو کے وقت جاوید خان بہرہ خان  
 یا الدین خان کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ محمد شاہ وہاں سے اٹھ کر قریب  
 پچھمہ کو واپس آیا۔ یہاں بعض افسروں نے گرائی غلہ کے بارہ مین ہون  
 بت کی۔ حکم دیا کہ لوٹ لو۔ بازار لٹ جانے سے اور بھی سرتال مچ گئی  
 [۱] اول وقت صبح کو وزیر الممالک نظام الملک عظیم الدخان غازی الہ خان  
 ارنا در شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے ضروری معاملات پر گفتگو رہی۔ بادشاہ  
 ت کے وقت ایک شیروانی۔ ایک نیم آستین۔ اور ایک ٹھوڑا نظام الملک  
 باقی اور سرداروں کو ایک ایک شیروانی اور ایک ایک نیم آستین مرحمت  
 بدہ تمام سردار خست ہو کر ہجے شب کو اپنے بادشاہ کی خدمت میں  
 نے اور حملہ سرگزشت بادشاہ کے حضور میں عرض کر دی جو روز سلطنت  
 سے مخفی رکھی گئی۔ اسی روز بادشاہ کے بلیداروں کو حکم دیا کہ تمام  
 مکی لاشوں کو نہ زمین و بادین۔ ان عدم رسیدوں کی لاشیں ستر نہ رار  
 رسات کو س تک پھیلی ہوئی چڑی تھین۔ بلیداروں نے بالکل بے پروائی  
 یا۔ لاشوں پر براے نام ٹھوڑی مٹی ڈال کر کچھ کھلی کچھ ڈھکی  
 چلے آئے۔ ان تیغ جفا کے شہیدوں پر کیسی حسرت و یاس بیکسی۔ یہی  
 کہ بچا ہوں کو کفن کیسا قریب نصیب نہیں۔ یونہی کھلے ہوئے  
 ن۔ کتوں۔ گیتھروں کی نذر ہیں۔

یہ بھی مشہور رہا کہ نادشاہ کی طرف چار سو مقتول اور سات سو مجروح  
 ۷۔ اس عظیم بادشاہ کے حکم سے اسی شب کو لوگ آئے اور راتوں  
 ن کے چلے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مقتولوں کی تعداد کا ٹھیک اندازہ  
 ہستائیں ہاتھی بھی مارے گئے تھے۔

شاہ کے لشکر میں اس روز سے غلہ بالکل پیسہ آتا تھا بزار خرابی ایک روپہ  
 ہر گروہوں اور دو چار روپہ سیر گھی دستیاب ہوتا تھا۔ ادویہ ہر وجہ

کہ پڑاؤ پر کوئی دکاندار خوف کے مارے نہ آتا اور نہ کوئی سپاہی مورچہ سے باہر جاسکتا تھا۔

نادر شاہ کی طرف فراہمی غلہ کا یہ انتظام تھا کہ ہزاروں سپاہی تیس چالیس کوس کا دھوا لگاتے اور جہاں سے پاتے زبردستی سینہ زوری سے لوٹ لاٹ کر لے آتے اور اپنے کیمپ میں انبار لگا دیتے تھے لہذا کیسوں روپیہ کا ۱۲ اکیر کتنا تھا۔ صرف اس روزمرہ کی لوٹ مار کے ذریعہ سے چودہ ہندہ ہزار آدمی نادر کی خوشخوار جابر ظالم فوج کے ہاتھوں کام آئے۔

۲۲۔ ذیقعدہ آقا سم بیگ خان وزیر نادر شاہ کی طرف سے آکر نظام الملک کے ساتھ شام تک ٹھہرا۔ پھر اپنے کیمپ کو واپس گیا۔

۲۳۔ ذیقعدہ آج محمد شاہ کا لشکر کیمپ نادر شاہ کے مقابل میں کرنال کی طرف ہٹا لیا گیا۔ قزلباشی سوار آئے۔ ۲۷۔ ہاتھی اور بچیس اونٹ لے گئے۔

۲۴۔ ذیقعدہ اناؤر کے دربار میں نظام الملک طلب ہوا اور پانچ آدمیوں کے ملحقہ اسکو وہیں رہنے کا حکم ہوا۔ بہت سے قزلباش تھاغیر کو بھیجے گئے۔ رعایا کو لوٹا مارا اور قتل کیا۔ اور بہت سا مال غنیمت لیکر اپنے پڑاؤ پر واپس آگئے محمد شاہ کے لشکر میں گرانی غلہ کی یہ نوبت پہنچی کہ اول تو غلہ ملتا ہی نہ تھا اور جو مل بھی جاتا تھا تو ڈھائی تین روپیہ سیراسکی قیمت ہوتی تھی۔

رات کو جبکہ وزیر الممالک کے پاس نادر شاہ کا بدین مضمون فرمان آیا در قمر الدین خان وزیر کو معلوم ہو کہ کل محمد شاہ۔ سر بلند خان۔ محمد خان بنگش اور عظیم اللہ خان حضور میں آدینکے لہذا تم اپنے تمام آدمیوں کی خبرداری رکھو کہ ادھر ادھر چلتے نہوں۔ جب انتظاموں سے فرصت کرو تو تم بھی حاضر ہو اس فرمان کے پہنچنے سے محمد شاہ کے دربار میں کھلبلی برپا ہوئی۔ سر بلند خان اور دیگر امرا کو بلوا بھیجا۔ اسی رات تک کونسل رہی مگر کوئی تدبیر کوئی مشورہ مفید نہ ٹھہرا۔ آخر کا بادشاہ نے مجبور ہو کر کہا کہ ”کار از حد گذشت“ ان تین باتوں میں سے ہم کو ایک بات اپ ضروری اختیار کر لینا چاہیے۔ اول یا تو کل ایک آخری حملہ کر کے دیکھ لیں کہ پانسہ تقیر کس کا جنبہ کرتا ہے یا ایک جرحہ زہر قاتل سے ہم کو کل تفکرات اور مصائب

کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔ سوم یا نادر ہم سے جو جو شرطیں کرے سب کو تسلیم  
جھکا کر مان لینا چاہیے۔ رابعی

سرمگلہ اختصار سے باید کرد یک کار ازین دو کارے باید کرد  
یا تن برضائے دوست فی باید داد یا جان بھدائے یار سے باید کرد  
مگر محمد شاہ کا رجحان طبیعت اخیر فیصلہ یعنی اپنے تئیں نادر کے قبضہ  
اختیار میں دینے کا تھا۔

۲۵۔ ذیقعدہ | نادر کے پاس سے ایک شقہ سر بلند خان کے نام اس مضمون کا  
آیا دو سر بلند خان حفاظت اور خیریت سے رہو۔ محمد شاہ کے آنے سے پیشتر  
تم یہاں فوراً آ جاؤ۔

۲۶۔ ذیقعدہ | سر بلند خان اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر خانہ زاد خان  
اور تین سوار چار پانچ دیگر ملازمین کے ساتھ نادر کے کیمپ میں داخل ہوا  
بارگاہ شاہی سے قریب سعادت خان کے متصل ایک چھوٹا سا خیمہ اپنے  
لئے نصب کیا۔

۹ بجے صبح کو نادر شاہ کے حکم کے موافق محمد شاہ تخت روان پر سوار ہو کر  
جس پر ایک چتر شاہی بھی سایہ فگن تھا امیر خان۔ اقبال خان اور چند خواجہ سراؤں  
کے ساتھ نادر شاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہاں ایک روز قبل سے محمد شاہ کے واسطے ایک وسیع خیمہ نصب ہو گیا تھا چنانچہ  
ہر وقت ملاقات محمد شاہ سے کہا گیا۔ کہ آپ جب قدر آدمی چاہتے ہوں اپنے ہمراہ لیکر  
اس خیمہ میں رہیے اور خیمہ کے گرد ایک ہزار قزلباشوں کا جنگی پہرہ مقرر کر دیا۔  
۹ بجے شب کو نادر نے محمد شاہ کو اپنے خیمہ میں طلب کر کے تین گھنٹہ کی نشست  
کے بعد رخصت کیا اور حکم دیا کہ امراے بادشاہی میں سے کوئی شخص بادشاہ  
کے پاس جانے نہ پائے۔

۱۰۔ ذیقعدہ | نادر شاہ نے سر بلند خان کو دربار میں طلب کر کے حکم دیا کہ دو سو  
سوار توپچی باشی اور دو سو سوار ناپتھی باشی کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہی کیمپ میں جاؤ  
اور توپچی باشی کو یہ حکم ملا کہ سعد الدین خان کی مدد سے بادشاہ اور دیگر امرا کی

تو میں چھین لو۔ اور ناپی بانی کو حکم دیا کہ خزانہ جواہرات، توشہ خانہ، اسلحہ اور دیگر اسلحہ بادشاہی اور تمام مقتولین امرا کے لیلو۔ اور محمد شاہ کے پاس اس کے بیٹے سلطان احمد اور ملکہ زمانیہ بادشاہ بیگم کو بھیج دو۔ محمد الدین خان وزیر الملک اور سعد الدین خان کے نام یہ حکم جاری کیا۔ کہ پرانے نوکر اور سپاہی اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہو کر رہیں اور ساتھ چلے آئیں۔ باقی تمام بہیر و شاگرد پیشہ جہان چاہیں چلے جائیں چنانچہ ان تمام احکامات کی فوراً تعمیل ہوئی اور دیگر حملات شاہی بھی محمد شاہ کے خیمہ میں بھیج دیے گئے۔ اس روز محمد شاہ کی نگاہ میں بڑی بے انتظامی رہی۔ اسباب غنیمت مع دوسو ضرب توپ ان کے گھوڑے گاڑیوں سمیت اور محمد شاہ توپ خانہ کے ایک ہزار سوار و دو ہزار تیر لیا شون کی نگرانی میں براہ کابل قندھار بھیجے گئے۔ اس دن نادر شاہ نے اپنی فوج کے ہر ایک سپاہی نوکر۔ خدمتگار سہ ماہہ تنخواہ انعام میں عطا کی جیسا کہ اس سے پہلے تسخیر قندھار کے وقت بھی فوج کے ساتھ اس قسم کی رعایت ہو چکی تھی۔

۲۹۔ ذیقعدہ [آج صبح کو طہاسب خان و کبیل چار ہزار سوار اور ہندو تھپوں کے قلعہ شاہجہان آباد کی تسخیر کی غرض سے بھیجا گیا۔ اور سعادت خان شاہی ملا اور مال و اسباب کی حفاظت اور عظیم المدد خان انتظام دربار کے واسطے مع آدمیوں اور اسباب کے ہندو ناپی سواروں کی ہمراہی میں روانہ کئے۔ اور سخت تاکید دی حکم دیا گیا کہ شہر والوں کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔

### نادر شاہ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

بیم ذالحجہ | نادر شاہ نے خود شاہجہان آباد کے کوچ کی طیارہ کر دی۔ وہ دن صبح کو بیس ہزار منتخب سوار اور چار ہزار ترقی پوش حملات شاہی کی ہمراہی میں لے کر بادامی میں تفرق اس جماعت کو کہتے ہیں کہ حالت سفر میں شاہی حملات کے ہمراہ کچھ آدھور باش کے طور پر آگے روانہ کر دیے جاتے ہیں تاکہ منادی کرتے ہوئے چلے جائیں کہ آدھی اس راستہ سے نہ گذرے اب اس منادی کے بعد اگر کوئی مرد یا لڑکا اپنی جان سے اس راستہ میں آنکھ تو اسکو قتل کر دیتے ہیں یا کسی سخت عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔

روانہ ہوئے۔ یہ دونوں جاہلین ایک پر تاب کے فاصلہ سے جلتی تھیں۔  
 محلات شاہی کے عقب میں نادر شاہ اور نادر شاہ کے پیچھے ایک کوس کے فاصلہ  
 پر محمد شاہ دس ہزار قزلباش سوار اور دو ہزار خرق پوش کی ٹکرائی میں ساتھ ساتھ  
 چلا۔ محمد شاہ کے ایک جانب سر بلند خان اپنے آدمیوں اور اسباب سمیت  
 تھا۔ اور دوسری جانب نظام الملک اور قمر الدین خان وزیر الممالک مع اپنے  
 آدمیوں اور اسباب کے۔ اور آسٹیک دوسری جانب محمد خان بنگش پادگوش  
 یا آدھ کوس کے فاصلہ سے اور ان ہر ایک کے پیچ میں سواران قزلباش اور یہ  
 جملہ سردار و امرا ہر ایک الگ الگ راستوں پر جو ان کے واسطے مقرر کر دیے گئے تھے  
 روانہ ہوئے۔ اس جنگی اور شاہی قافلہ کے کوچ میں پانچ کوس کا طول اور تین  
 کوس کے عرض کا رقبہ زمین گھرا ہوا تھا۔ پانچ روز کے عرصہ میں سون پت پہنچا  
 اس طولانی اور عریض سیلاب میں جو آدمی سامنے پڑ گیا تلوار کے گھاٹ  
 اتار گیا۔ سیکڑوں آدمی جان سے مارے گئے۔ سون پت اور پانی پت  
 کو بھی بوٹ سے محفوظ نہ چھوڑا۔

۴۔ ذی الحجہ یوم شنبہ پر شوکت قافلہ سون پت سے روانہ ہو کر مقام نرمان  
 پہنچا شب کو سر بلند خان نے ناسازی طبیعت کا بہانہ کر کے اجازت حاصل کر لی  
 اور سب سے پہلے اپنے گھر پہنچ گیا۔

۵۔ ذی الحجہ یوم چہار شنبہ | نادر شاہ مع اپنی فوج ظفر موج کے درہی میں پہنچ گیا۔  
 ۶۔ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ | محمد شاہ نادر شاہ کے حکم سے تخت روان پر بیٹھ کر دو نشان  
 اور دس سوار اور بیاد کے ہمراہ لیکر چار ہزار قزلباشوں کی ٹکرائی میں داخل ہوا اور علیش  
 محل کے سیلیمان برج اور رنگ محل وغیرہ میں ٹھہرنے کو جگہ دی گئی چونکہ نادر شاہ  
 نے قبل سے سن رکھا تھا کہ شہر دہلی کے آدمی کہیں جو۔ دغا باز۔ اور بد مزاج ہیں  
 لہذا رات کو خرم و احتیاط سے خود قلعہ میں داخل ہوا صبح کے وقت بیس ہزار  
 سواروں کی جمیعت سے بڑی خبر دہری اور ہوشیاری کے ساتھ قلعہ میں پہنچا  
 اور باقی فوج کو بیرون شہر چھوڑ آیا۔ محمد شاہ استقبال کر کے لے گیا اور دونوں  
 فرمانروایان سلطنت نے ایک ساتھ بیٹھ کر ناشتہ نوش جان فرمایا۔ شام

ہوئے نیک باہم محفل مجالست اور مکالمات گرم رہی۔ نادر شاہ بڑی مہربانی اور خوشی سے پیش آیا۔ اور بہت ہی جلد احکامات نافذ کیے کہ ہمارے سپاہیوں میں سے کوئی فرد در شہر واپس کو کسی قسم کی ایذا نہ دے اور ناچینچوں کو حکم دیا کہ اگر کوئی سپاہی اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو ناک کان کاٹ ڈالنا اور لاکھٹیوں و بانسوں سے پھونانا اس قسم کی کوئی سزا اسکے حق میں اٹھانہ رکھی جائے۔ مگر چونکہ شہر و اسے خود ہی اعلیٰ و طشت ناک۔ خونخوار۔ بھیانک۔ ڈراؤنی صورتیں دیکھ دیکھ کر بھاگنے اور چھپنے پھرتے تھے۔ اس وجہ سے نہ ان لوگوں سے کسی باشندہ شہر نے بات چیت کی اور نہ اس نے کسی معاملات میں شریک ہوئے بلکہ خود ہی الگ تھلک رہے۔ لہذا ان کے لیے کوئی ایسی سخت نافذ شدہ سزاؤں کا موقع ہی نہیں آیا۔ نادر شاہ کو بھی حیات بخش نعل باغ خواص پرہ۔ اور نیک محل میں فروکش ہوا اور مصطفیٰ خان نے بھی طلبا سپہ خان جعفر خان۔ سید اہم خان وغیرہ اسے نادر شاہ جو ملی روشن الدولہ باغ بہیم صاحبہ باغ ہزاری میں قیام پذیر ہوئے سواور قاسم بیگ وزیر نے قلعہ کے اندر اس مقام پر کہ جہان محمد شاہ کا میرا لش لیخے دار دمنہ توپ خانہ رہتا تھا۔ قیام کیا۔

۹ ذی الحجہ ۱۰۹۰ م جب رات کو نادر شاہ نے سعادت خان کو دربار میں طلب کیا اور شکستہ دہانے روپیہ کا بڑی سختی سے متقاضی ہوا۔ سرور بار بخش الفاظ میں منکلمات گالیان دین۔ اسی کی صبح کو سعادت خان دلی آکر قون کا بیچہ بغیل میں دبا اور نیک حرامی کا داغ ماتھے پر لگائے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کو سدھارا بعضوں کا قول ہوا کہ اسے نہایت اور صدہ میں نہ بکھسا لیا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ شدت و حج پاسے جان دی وہ کسی طرح مرا۔ مگر ہم یہی کہتے ہیں کہ حرامی اور محس کشی کسی کو نہیں بچتی۔ اسی کا یہ ثمرہ ملا۔ نادر اب سخت گیر وہ بھلا مرے پر بھی کب جھوٹے والا تھا۔ حکم دیا کہ اس شخص کو ناک کان کاٹ کر ہلاک کر دیا جائے۔ اور متاع ضبط کر لیا۔ نادر شاہ کے خزانہ میں یہ وہ تھیں کہ روز روپیہ جو سعادت خان نے وعدہ کیا تھا۔ اگر آپ میری رائے پر عمل کریں تو میں کو روز روپیہ ہندوستان سے تحصیل کر کے خزانہ میں بھروں گا۔

یہاں جو دو کورہ کا نکلا یہ خیر خواہی کا صلہ ملا۔

## دہلی کا قتل عام

پھر سوم شنبہ۔ عید اضحیٰ کے دن سر بلند خان قلعہ میں طلب کیا گیا۔ بیان  
خان وکیل مصطفیٰ خان عرض کی۔ نظام الملک اور قمر الدین خان کے  
م دن مشورہ رہا کہ زہر شیکش کیونکر فراہم کیا جائے۔  
کے وقت طحا سب خان نے غلہ کی منڈی میں ناچچوں کو بھیجا کہ دوکانین  
ہا اور غلہ کا نرخ طے کر دیں۔ چنانچہ گہیوں کا نرخ فی روپیہ دس سیر قرار پایا گیا  
نہیں پاریان غلہ کے بالکل خلاف تھا۔ لہذا شام کے وقت انھوں نے ہوا  
لیا۔ اسکے علاوہ بہت سے ایسے لوگ جو تاد کے خلاف تھے ان کو جمع ہو کر  
میون اور کئی ایک قریبا شون کو جو غلہ خریدنے آئے تھے مار ڈالا۔ بعد مغرب  
ی کہ نادر شاہ قید کر لیا گیا۔ انھوں نے قید (دہلی) کو اسکو زبرد کیا۔ کوئی  
نا تھا کہ نتیجے سے مارا گیا۔ کوئی یہودہ سیرا تھا کہ عظیم الدین خان نے پیش  
ونک دی۔ وہ کہ جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ یہ لڑتے تھے ہی تمام شہر  
نہ کلمہ برپا ہو گیا۔ شہر کے لیے شہر کے آواہش بدھاش جتنے غلے سب  
ہو گئے۔ اور چھوٹے اور جھوٹے منہ چھال سکے لیکر قلعہ کی طرف موج دیا  
نہ چڑھوائے اور کھٹکھٹاؤں کی طرح برس پڑے۔ نادر شاہ کے آن  
میون کو جو میر دن قلعہ متعین تھے۔ جہاں تک مل سکے کاٹ کر ڈال دیا۔ باقی  
ہی کچھ قلعہ کے اندر چلے گئے اور کچھ اُس رہتی کی طرف جو قلعہ اور دریا سے جہا  
بیان واقع ہے بھاگ گئے۔ وہ قریبا ش جو خانہ دوران کے محل یا اور شری  
رہتوں میں بھرے ہوئے تھے بڑی خبر داری سے تمام رات پہرہ دیا سنے  
سی تو بہن بند و قین اور ریکر قلعہ اور بڑے بڑے اونکے مکانوں سے  
تا کہ اوپاشان شہر کی جہاں عتہین منتشر ہو جہاں متین اور پاس این  
دیا شون کے سر غنہ سپر ہند خان۔ شہر زور خان۔ وہبان خان وغیرہ تھے انھیں  
ی سے تمام ادا شون نے جمع ہو کر ہوا دہر یا کر دیا۔



مگر انکی تعداد ایک مٹھی دل تھی کہ لمحہ لمحہ بڑھتی ہی جاتی تھی۔ قرالین خان وزیر کے داماد شہنشاہ خان نے بہت سے آنکھوں کو جنگواپنے مکان کی حفاظت کے واسطے چھپایا تھا ایک کو ٹھہری مین بند کر کے آگ لگا دی سب جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔

۱۱۔ ذی الحجہ یوم کیشنبہ ۸۔ بجے صبح کو عین اس حالت میں جبکہ تنگامہ بڑھتا جاتا تھا نادر شاہ غیظ میں آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر نکل کر آتش فشاں و فرو کوئی غرض سے چاندنی چوک میں آیا۔ اٹنا درہا مین اسنے اُن سپاہیوں کی لاشیں جابجا پڑی ہوئی دیکھیں جو رات کو اوباشوں کے سفاک ہاتھوں سے ذبح کئے گئے تھے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ایک بہت ہی قوی خونخوار اور جرات جماعت کو مقرر کیا کہ اس بلوہ کے پھر کتے ہوئے شعلوں کو دباوین اور ساتھ ہی یہ بھی کہید یا کہ دگر حالی دھمی چشم نمائی اور جائزہ ذریعہ سے کام نہ لکھو تو تم بھی انکو قتل کرو۔ مگر اتنا ضرور خیال رکھو کہ جو لوگ اس مناد میں شریک نہیں ہیں انکو کسی قسم کا نقصان اور ایذا نہ پہونچے گا اس مقررہ جماعت نے پہلے تو حسب الحکم نادر بہت ہی آہستہ کی دھمکی اور نرمی سے کام لیا جس سے اوباشوں کے اور بھی حوصلے بڑھ گئے۔ اور نیز لاشیں ہاتھوں اور تیروں کا بیٹھیر سنانا شروع کر دیا۔ نادر شاہ کو تو ایسا جو ترہ کے قریب روشن لالہ کی مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ گرد و نواح مسجد کے باشندے مسجد کی تفصیل اور عیاروں پر چڑھ کر ہلکے فوہ دنا دیر۔ اینٹ۔ پتھر۔ ڈھیلے پھینکنے لگے۔ بلکہ کسی منچلے اوباش نے نادر شاہ کو نشانہ بنا کر بندوق سہر کی مگر چونکہ نادر کو ابھی لاکھوں آدمیوں کے خون کا دریہا ہانا اور بہت مظلمہ اپنے سر لینا بدلتھا بال بال بچ گیا۔ لیکن اُسکے ایک انسر کا جو قریب ہی کھڑا تھا اس ضرب سے کام تمام ہو گیا۔ جب یہاں تک نہایت پہونچی۔ تو اُسکے نہایت غضب اور جلال کی کچھ حد نہ رہی۔ فرط غصہ سے چہرہ تنہا لیا۔ انکھیں سرخ خون گہو تر ہو گئیں اور سٹافل عام کا حکم دیدیا۔ پس اسوقت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہل چل بچ گئی۔ قیامت کبری کا نمونہ سامنے پھر گیا۔ غضب الہی ٹوٹ پڑا۔ صرافہ اردو سے لیکر سرائی عید گاہ تک جو تین کوس کے رقبہ زمین کے اندر ہے اور ایک طرف چٹلی قبر تک اور دوسری طرف تباہ گو مٹی اور مٹھائی

وہ نے پل تک ان تمام مقامات میں قتل عام کا بازار گرم بلوا۔ لڑکا بوڑھا۔ جوان مرد بے عورت  
جو ملنا مار کر زمین پر ڈال دیا۔ کشتوں کے ہشتے لگا دیے۔ ہزاروں سرسراہ ٹھوکرین  
کھاتے پھرتے تھے۔ دمطر دمطر اور دمطر زمین پر گرتے جاتے تھے۔ گھر کے باہر انہوں  
باندھ کی مہروں سے خون کی ندیاں جاری ہو گئیں۔ ہزاروں لاکھوں کو مار کر بھی ان ظالم  
سفک بے رحم۔ غضبناک قاتلوں کو کسی طرح سیری نہ تھی ہر ایک بیکس مظلوم پر اس  
طرح جھپٹ کر جا پہنچتے تھے جیسے کوئی بھیو کا شیر کیریون پر جا پڑتا ہے۔  
بازاروں کی گلیاں۔ خانم کا بازار۔ گردنواں حجاب مسجید۔ روٹی بازار  
جوہری بازار سب لوٹ لے گئے۔ اکثر مقامات کو لگا لگا بھیونگہ دیا۔ بڑی بڑی  
عمارتوں کو کھودا۔ ٹوٹا۔ چھونکا۔ عورتوں کو بیوہ بچوں کو یتیم بنایا۔ افسر پھر چلن نہ  
ایا۔ سیر کیا۔ مگر کہہ لیا کہ مانو نہ نظروں کے سامنے پھر گیا۔ وہ پردہ نشین عورتیں  
جنکو اپنے ترشے ہوئے ناخون کو علائیہ پھینک دینے میں حجاب ہو تا تھا۔ آج وہی  
عورتیں ان سنگدلوں کے پنجہ میں کھلے سر برہنہ پا گرفتار تھیں جنکو وہ نہایت بچہ سنی  
کے ساتھ طے سیٹے ہوئے لیے جاتے تھے۔ تمام شہر میں ایک کھرام مچا ہوا تھا  
مگر کوئی فریاد کا پہونچنے والا نہ تھا۔ آہ کو یا ان ظلم کی مجسم تصویروں کو خدا نے رسم  
ورمہ ردی کے نیے پیدا ہی نہ کیا تھا۔ جب لطف علی خان یعنی وہ افسر جو قتل و  
غارت کے واسطے محلہ سعد اللہ خان اور دہلی دروازہ کی طرف مقرر ہوا تھا بوڑھا  
ارکڑا ہوا سر بلند خان کے مکان کے برابر پہونچا وہ بڑے تعجب اور خوف کے ساتھ  
ٹھہرے نکلا اور کہہ لیا "اس طرف کے آدمیوں کا مطلق قصور نہیں ہے کیونکہ  
یہ لوگ اس بلوہ میں بالکل شریک نہیں ہیں" اور کچھ روپیہ بھی دینے کا وعدہ  
کر کے ان غارتگروں کو واپس بھیجا۔

مگر دیگر مقامات میں قتل و غارت اور آتش زدگی کا قیامت خیز منہ گامہ وحشیانہ طریقہ  
سے برستور جاری رہا۔  
قتل عام کے شروع ہوتے ہی ہوائی نوک تو فوراً کا فور ہو گئے آئی گئی بیچارے  
مظلوم ناگروہ گناہ۔ دکاندار بازاروں میں معزز شرفاء۔ اعلیٰ خاندان والوں اور  
روسایر آہنی۔

چنانچہ ایک باغیت اور مقتدر شریف کے پردہ مخدرات میں بسیں باعصمت عورتیں  
تھیں اُسے شرم ناموس اور غیرتِ عفت کے شرفِ خاندان کی وجہ سے اُن  
تمام عورتوں کو ایک مقام میں اکٹھا کر کے اگ لگا دی جب یہ ظالم قریبا شش ماہی  
طرف سے گذر گئے۔ اور اُسکے مکان سے کچھ تعرض نہ کیا تو اُسے خود ان کو  
دولت کی چاٹ دلا کر اپنے مکان کے اندر بلا لیا اور تمام مال و متاع لٹوا دیا جب  
اس حالت پر بھی قریبا شش ماہی جان کے غواہان منہ نہ تو مجبور اُسے اپنے  
ہاتھ سے اپنا کام تمام کر دیا۔ نادر شاہ یہ بے رحمانہ حکم دے کر قطعہ کو واپس آیا۔  
دو بجے دن کے قریب محمد شاہ اور نظام الملک اُسکے پاس گئے اور ہزار منت اور  
سماعت یہ ہنگامہ گریو دار موقوف کر آیا۔ چنانچہ نادر کے حکم سے منادی ہوئی کہ اب  
باشندگانِ شہر کو امان دیجائے اور اب اُنکے جان و مال سے کچھ تعرض  
نہ کیا جائے۔

اس خانانِ خراب ہنگامہ کی نسبت مشہور ہے کہ بہت سے لوگ مضطرب و ریشہ  
کسی عارف اللہ گوشہ نشین کی خدمت میں دوڑے گئے اور کمال زار عرض کیا کہ  
حضرت ہم لوگوں پر قرا آسمان ٹوٹ پڑا آپ اللہ دعا کیجئے کہ جو غوغاِ سفاکِ نادر کے  
ہاتھ سے امان ملے۔ اُن زیر گوار نے حسرت و افسوس کے لہجہ میں فرمایا کہ۔  
مصرعہ شامتِ اعمال باصورتِ نادر گرفت۔ میان یہ اپنے ہی اعمالوں کا نتیجہ ہے  
غرض کہ آٹھ بجے صبح سے تین بجے شام تک سحرِ قتل اور غارتِ گرم رہا قریبا شش  
چار سو سے کچھ زیادہ کام آئے۔ اور باشندگانِ شہر کے کشتوں کی تعداد ایک لاکھ  
بیس ہزار اور بقول بعض مورخ ڈیڑھ لاکھ تھے۔ مال غنیمت اور زرفعت کچھ ناگوار  
کے پہلے پڑا اور زیادہ حصہ اُنکے کی نذر ہوا۔ اہل ہندو کے مکانات میں جہاں  
ایک بھی زندہ بچ گیا تھا۔ نہیں تھیں چالیس چالیس لاشوں کو جمع کر کے  
انکو بھی جلا دیا۔

۱۲- ذی الحجہ ۱۱۰۱ھ سیران ستم جنینِ قاصدِ عورتیں تھیں اپنے اپنے گھر و نکو واپس  
آئیں رہا شدہ عورت مردِ بچاں ہزار تھے۔ رہائی کے بعد ان عورتوں میں سے دس ہزار  
عورتوں نے فرطِ غیرت سے کنوون میں گر کر جانیں دیدیں ان میں سے بعض بعض دوقین

کے بعد زندہ نکالی گئیں۔ جن کی آنکھوں پر آئینہ جاری تھے اور انکی وہ بری حالت تھی جو دیکھی جاتی تھی۔

سرازی انچہ | سپاہی جنگجو نادر شاہ نے روح اللہ کی سراے والی توپ چھین لینے کو بھیجا تھا وہ سب کے سب مارے گئے۔ دوبارہ کثیر جماعت سے ہزار سپاہی روانہ کئے گئے۔ جنھوں نے وہاں پہونچ کر پانچ چھ ہزار آدمیوں کو تیر تیغ مید تیغ کیا اور بڑے بڑے افسروں۔ ہزار یوں۔ اور تین ہزار توپ خانہ کے آدمیوں کو پکڑ لائے۔

آج شیدی فولاد خان کو کو تو تالی کا خلعت عطا ہوا۔ اور ڈھنڈھ پوراپٹ کیا کہ اب سپاہیوں کا مطلق خوف نہ کریں اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوں۔ سعادت خان شیدی کا ال و اسباب ضبط ہوا۔ نظام الملک اور قمر الدین خان وزیر نے کچھ زر نقد اور مال و سبب پیشکش کیا جو داخل خزانہ ہو گیا۔ خان دوران مرحوم کی جائداد بھی ضبط بن آئی حسب چار کرور روپیہ کا تخمینہ کیا گیا۔

دوسرے حکم سے دستہ فوج شہر کے چار طرف اور دریا کے کنارے اور قلعہ کی سانے ال ریخی پر مقرر کئے گئے اور یہ اس غرض سے کہ کوئی شخص بلا اجازت شہر سے ہر جانے نہ پائے مگر داخل شہر ہو نہ والا روکا نہ جائے۔ روح اللہ کی سراے سے جو قیدی گرفتار ہو کر آئے تھے انکے سر کٹوا کر رہتی مین چکوا دیے گئے۔

۱۲۔ ذی الحجہ | کچھ کوچہ گرد فقروں نے جابا کہ باہر جا کر بھدیک مانگ کر اپنا میٹ لائین پرہ والوں نے ان غریب مسکینوں کے ناک کان کا گھر بھر کر واپس بھیجا اسذی الحجہ | جب گلی کو چون میں بڑا ہند پھلی کناک نہ دی گئی تو لاشیں اٹھوائی گئیں۔ نون کے پیر میں رسی باندھ باندھ کر مرے ہوئے کتوں کی طرح گھسیٹتے ہوئے شہر کے پھینکا دیا اور انھوں کو دریا میں بہا دیا۔ ہندوؤں کی لاشوں کو چالیں چالیں بچاں اس ایک جا کر کے مکان کے گرائے ہوئے لاشوں اور دھنوں سے چلوا دیا۔

ذی الحجہ | نادر شاہ نے ایک خاص چاپا (دیر کلاہ) فرما دے کہ فارس کو روانہ جبکہ مضمون تھا کہ تمام ممالک محروسہ فارس کو تین سال کی بالکزاری معاف آئی اسی دن سپاہیوں کو بقایا تنخواہ جس کی نقد ادچار کرور اسٹکاسی لاکھ تھی

بیباق کی گئی۔ علاوہ اسکے ایک سال کی پیشگی اور ششماہی تنخواہ ہر ایک عہدہ کے ملازم اور نوکر کو انعام میں عطا ہوئی۔

شہار محمد خان ایک ہزار قریبا شون کی جماعت سے سعادت خان کا خزانہ لینے کی غرض سے صوبہ اودھ کو بھیجا گیا جو لکھنؤ سے خزانہ لیکر ۲۵ محرم مطابق ۲۳ اپریل کو واپس آ گیا جسکی نقد ادائیگی لاکھ روپیہ تھی۔

فتح دہلی کی مسرت میں ایک جشن ترتیب دیا گیا۔ ارباب طرب نے ناساز مئی زمانہ کی موافقت میں ساز ملا کر شادیاں لاپتا شروع کیا۔ نور بائی نے حسب حال یہ غزل شروع کی۔

دلربایانہ دگر بر سر ناز آمدہ

از دل ماچہ بجا ماند کہ باز آمدہ

نادر شاہ نے نہایت مخطوط ہو کر چار ہزار زر نقد انعام دیکر حکم دیا کہ ان کو ایران لے چلیں ایران کا نام سنتے ہی نور بائی کے حواس جاتے رہے۔ اس سال شروع ہونے پر بیماری نے طول کھینچا قریب تھا کہ جان شیریں اُس کے تن نازنین سے مفارقت کر جائے۔ آخر کار تبلیس تمارض سے اُس کو کھوار پلنگ کے چنگل سے نجات پائی اور پھر تازہ جان میں جان آئی۔

اسی حالت میں نادر شاہ در دس مین مبتلا ہوا۔ جو لمحہ لمحہ بڑھتا گیا۔ ہمراہی طبیب نے ہر چند معالجہ کیا سو دس نہ ہوا۔ آخر کار محمد شاہی طبیب حکیم علوی خان کو طلب کیا۔ حکیم موصوف نے بعد دریافت حقیقت حاضری میں تساہل کیا۔ یہاں حکم پر حکم جاری ہونا شروع ہو گئے ہر کارون کی ڈاک بیٹھ گئی۔

۱۔ معتمد الملک سید علوی خان بن حکیم محمد بادی ابن سید مظفر الدین حسین علوی صاحب امام محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہم کا اصلی نام محمد با شتم تھا حکیم ممدوح کی والدہ ماجدہ کا نام حنیفہ خاتون سید مظفر الدین حسین علوی کہ خراسان کے بہت بڑے طبیب اور فاضل زمانہ دارالعلم شیراز میں مسکن گوین ہوئے اسی زمانہ سے خطہ پاک شیراز انکی تمام اولاد کا وطن ہو گیا علوی خان کے پدر بزرگوار حکیم محمد بادی فن طبابت۔ جراحی۔ خوشنویسی شاعری اور نیز دیگر کمالات میں دستگاہ کامل اور قلندرانہ وضع رکھتے تھے اسی وجہ سے

نادر شاہ کا نہایت غضبناک حکم پہنچا۔ اس وقت حکیم مذکور داخل دربار ہوا۔  
 اور نادر شاہ نے عتاب سے کہا "تو نہایت مشرور اور سرکش معلوم ہوتا ہے  
 محمد بادی قلندر کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ مرزا مذکور ایران کے شاہ شجاع بن شہار  
 کیے گئے ہیں اور صاحب دیوان تھے۔ انھوں نے شاہ شجاع بن شہار کی عمر میں  
 اس دارقافی سے رحلت فرمائی اور جو ار امام زادہ احمد بن حضرت موسیٰ کاظم المعروف  
 شاہ چراغ میں مدفون ہوئے حکیم مرزا محمد بادی کے انتقال کے بعد دولہ کے باقی رہے۔  
 مرزا عبدالحسین اور مرزا احمد ہاشم۔ مرزا عبدالحسین بھی اعلیٰ درجہ کا طبیب حاذق تھا چنانچہ  
 انکا کمال اس شرح سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے جو قانوجی پر لکھی ہے۔ میرزا احمد ہاشم اپنے  
 پدر بزرگوار کی خدمت میں تحصیل علوم کرنے کے علاوہ ملاطفت الشیرازی اور خوند  
 سیاحی فانی سے بھی کرتا رہا شاہ شجاع بن شہار کی وفات کے سن اٹھائیس برس کا تھا شیزہ سے  
 ودانہ ہو کر بہرہ وستان میں داخل ہوا اور قلعہ تارہ میں شاہ عالمگیر بادشاہ غازی کی  
 بلازمت حاصل کر کے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی اور شہزادہ اعظم شاہ کی  
 خدمت میں متعین ہوا حکیم محمد شفیق شوستری نے اسکی شرافت آباہی اور کمالات ذاتی پر خیال کر کے  
 اپنی دختر کے ساتھ شوب کر دیا۔ اپنے کمالات کی بدولت شاہ عالم بہادر شاہ کے دوران  
 سلطنت میں علوی خان کا معزز خطاب پایا اور اضافہ جاگیر و منصب سے سرفراز ہوا۔  
 محمد شاہ کے زمانہ میں وہ معالجات سیاحی کئے کہ محمد شاہ نے شش ہزاری منصب اذنین ہزار  
 روپیہ مقرر کر دیا اور خطاب میں معتد الملک کا لقب اور اضافہ کیا۔ اب غلطی سے ہی زمانہ میں  
 ملکوں ملکوں شہرت ہو گئی۔ باوجود بیماروں کے ہجوم اور دھور معالجات کے تصانیف سے  
 نبھی غافل نہیں رہا چنانچہ تصانیف سے جمع الجوامع ایک کتاب ہو جس سے نامی مسائل  
 حل ہو سکتے ہیں باوجود اسکے کہ انہی برس سے سن تھوڑا کر گیا تھا۔ ہرگز عینک کا محتاج نہ تھا  
 لہذا بین ہفتہ وقت قرائت فرماتا اور دھور معالجات کے کوئی ٹکڑا نہیں پیدا ہوا۔  
 نادر شاہ جب حکیم مذکور کو اپنے ہمراہ لے گیا تو مشہور کرتے ہیں کہ دو بڑے مور کے  
 ملاج کئے۔ ایک توبہ کہ نادر شاہ کے اعظم ہیں بوجہ ضعف پیری کے کچھ ایسی تجربی دوا  
 دی گئی تھی کہ اکثر بول کے ساتھ ہی ہر روز بھی نکلیا جاتا تھا۔ علوی خان کی اصلاح سے  
 ہر مرض دفع ہوا۔ دوسرا مرض نادر کی بیگم کو یہ تھا کہ ایک طرف کی پستان بڑھ کر

کہ اینجانب کے دربار سے ایسی طلب اور تیری طرف سے یہ غفلت۔ علوی نے دست بستہ گزارش کی کہ حضور پر نور کے علاج میں مشغول تھا۔ اس جملہ سے اور بھی پر غضب ہو کر کہنے لگا کہ یہ علاج کا کیا طریقہ ہے کہ نہ تو مریض کا سامنا نہ دریافت مرض کیا اور نہ دوا دی۔ پھر علاج میں مشغول کیا۔ عرض کیا کہ حضور انور کو کیا شکایت تھی۔ کہا کہ درد سر عرض کیا کہ اب بھی وہ درد باقی و تامل کے بعد کہا کہ اب تو نہیں ہو۔ عرض کیا کہ یہی علاج تھا۔ اس وقت بہت خوش ہوا اور سب مرض و علاج پوچھا۔ علوی خان نے عرض کیا کہ بعد دہائی تسلط بلوہ کے انفرغ سے ہنگام عالی کے دماغ میں مسرت اور بے کے انجرات صعود کر گئے ایسے مرض کا علاج خارجی طور سے دوا کے ذریعہ غیر ممکن تھا۔ لہذا ضروری تھا کہ خاطر اقدس میں پھر کسی قسم کا غیظ و غضب کیا جائے وہ غلام کے بد پر ہو جانے سے حاصل ہو گیا۔ اس دانائی سے ناچار مثل پتھر کے ہو گئی اور دوسری بار حضور اپنی جگہ اسکی حالت پر بھی اور بیگم ابھی تھی اور نہ دوا لگاؤ لگی مگر کسی تدبیر سے صحت ہو جائے۔ علوی خان نے ایک کمرہ میں باریک فرش بچھوایا اور عرض کیا کہ بیگم صاحب ایک مرتبہ اس فرش میوہ سے گدھے پر جائیں جب وہ پر پر رکھتی ہوئی گئی تو علوی خان نے دو گون کی نظر بھاڑ کر اور پیر کی رگ پہچان کر اسی لہ ایک نشتر چھپا دیا اور دوبارہ عرض کیا کہ ایک بار اور بیگم صاحب انھیں نشانہ اپنا پیر رکھتی ہوئی تشریف لے جائیں۔ چنانچہ بیگم مذکورہ دستور سابق انھیں نقشہ جاتی ہوئی چلی نشتر چاٹک پیر میں در آیا۔ بیگم فوراً چیخ کر گر پڑی اور نشتر سا گیا۔ سے پرشار دن نے نشتر کو نکالا۔ خون جاری ہوا لہذا کھل گئی خون کا بہنا تھا کہ دوز برا ہو گئے۔ بعدہ انعام و اکرام سے سرفرازی پا کر زبارت حج کے ذریعہ سے گواہ سے خلاصی پائی اور ہندوستان پہونچ کر کچھ زمانہ کے بعد دواچی اصل کو بسبک کہا رمضان المبارک ثلثہ ہجری کو شیراز میں پیدا ہوا تھا اور ۴ رجب المرجب ۱۰۱۹ کو دارالخلافہ شاہجہان آباد میں مرض استسقا سے انتقال کیا حسب وصیت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے حوالی میں مدفون ہوا۔ اکثر شہرہ آفاق انتقال کی کہی ہیں ان میں سے ایک مصرعہ یہ ہے بحرف ظاہر رفت میوے ۵۰

محفوظ ہو کر انتہائے شفقت میں زیارت حج کے وعدہ پر اپنے ساتھ ایران لے گیا۔  
۱۷- ذی الحجہ نادیر شاہ نے سر بلند خان کو دربار میں طلب کر کے کہا دوسم خوب  
مجھے میں کہ تم اپنے ضعف اور پیری کا بہانہ پیش کر کے ذریعہ شکیں اور زریا اور  
افراہمی میں تساہل کرتے ہو۔ مگر تاہم جتنی جلد ممکن ہو نہایت تیزی اور  
تندی کے ساتھ میرا کرو۔

۱۸- ذی الحجہ سر بلند خان حاضر دربار ہوا۔ اس وقت نظام الملک اور قمر الدین خان  
ایرانی موجود تھے۔ طہاسب خان اور مصطفیٰ خان نے رویہ کا تقاضہ کیا  
سر بلند خان نے نظام الملک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے قبل سے معلوم تھا  
کہ ایک دن یہ روز بار پیش آنے والا ہو اور میں نے بادشاہ کی خدمت میں  
اعرض کیا کہ کچھ شکیں وغیرہ دے دلا کر اس کے والی مصیبت کو طال دینا  
یہ مگر افسوس کہ میری ایک نہ سنی گئی بلکہ یہ خیال کیا گیا کہ عرض محروض میں  
اکسی قسم کی ذاتی شفقت ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس مصیبت اور بے عزتی  
بے عزتی کا سامنا ہوا۔ نظام الملک نے سوائے سکوت کے کچھ جواب نہ دیا۔

سپ خان نے قمر الدین خان کو مخاطب کر کے انھیں الفاظ کا اعادہ کیا جن  
میں ملاقات اول کے وقت نادیر شاہ نے محمد شاہ کو لعنت ملامت کی تھی  
مالک ماضی ماضی اس وقت ہمارے بادشاہ رویہ طلب کرتے ہیں پس جس ذریعہ  
سے ہو سکے اسکو مہیا کر دنا کہ اس سے زیادہ کوئی بے عزتی نہ ہو۔ سر بلند خان نے  
بے دیا کہ بیشک جہان سے اور جس ذریعہ سے ہو سکے گا رویہ ہم فراہم کر دیں  
مگر بعد طہاسب خان نے سر بلند خان سے پوچھا کہ تمھارے پاس بھی کچھ رویہ  
بے دیا کہ میرے پاس یا میرے ارکان میں کچھ بھی ہو تا تو میں پیش ہی قندھار  
میر تیاہان تک آنے کی تکلیف نہ دیتا۔ اس حلیہ میں جو کچھ باتیں  
میں ان سب کا حاصل یہ تھا۔ قتل عام کے ذریعہ سے ۲۰ کروڑ رویہ نقد  
دہ جواہرات صمغ زبور اور دیگر اسباب اور مختلف دیلون سے جمع ہو چکا تھا  
تو ڈیڑھ کروڑ رویہ نقد نظام انگلکس نے حاضر کیا اور اسبق قمر الدین خان  
میں کیا سر بلند خان بالکل نادم تھے اس لیے معاف کئے گئے۔ اور یہ طر پیا کہ



تین کروڑ روپیہ منصب دار تصدی۔ اور دیگر افسران اور امر اور دوسرے شہر سے  
 علی قدر مراتب وصول کیا جائے۔ قبل اس سے تحصیل زر کا کام سادت خان  
 کے تفویض تھا اب اسکے مرنے کے بعد سر بلند خان کے تعلق کیا گیا ایک جگہ سر بلند خان  
 کے مکان پر ترتیب دیا گیا اور جملہ امر اور دوسرے شہر حوالہ دل خیال کیے گئے طلب  
 ہوئے ان سے حکم کیا گیا کہ اپنے اپنے مال و دولت کی ایک ایک فرست مرتب کر کے  
 نادر شاہ کے حضور میں پیش کر دے اس میں جعفر مناسب ہو گا نیا جا میگا جتنا بادشاہ چاہیگا  
 معاف کر دیگا۔ مگر بان اتنا خیال رہے کہ جو شخص مفلسی کا عذر پیش کرے گا اور بعد کو  
 ثبوت نہ ملیگا تو وہ متوجہ سزا ہوگا "یہ ہونے پہ سو درے بہن۔ قتل عام سے  
 جان بڑھنے تو ان مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ سچ ہو زبردست کا ٹھیکہ سر پر۔"  
 اسی دن اعظم المدخان۔ چکل کشور وکیل صوبہ دار بنگال۔ سیتا رام اور دیگر  
 منصب دار و افسران چوتروہ وغیرہ سر بلند خان کے مکان پر جمع ہوئے اور شام  
 تک ٹھہر کر چند ناموں کی فرست طیار کی بعدہ اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے۔  
 ۱۸۔ ذی الحجہ حسب معمول پھر سب کے سب سر بلند خان کے مکان پر جمع ہوئے  
 اور ناموں کی فرست طیار کراتے رہے۔ یہ دنیا زخان جس نے  
 قتل والی رات کو قربانوں کو کمرہ میں بند کر کے آگ لگا دی تھی حکم نادر سے خالی  
 کھانکھوٹو اکرام ڈال گیا شہزاد خان کا سر قلم ہوا۔ اور رہبان کا بیٹا بھاڑ گیا۔ کہند  
 ان لوگوں نے اس رات کو آتش بلوہ کے شعلے کرنے میں کوشش کی اور مددی تھی  
 ۲۹۔ ذی الحجہ یوم ریشہ سر بلند خان نے دربار میں طلب ہو کر ایک نیم آستین کا  
 ۲۰۔ ذی الحجہ یوم چار شنبہ خلعت پایا رجم بیگ خان بیگ بانی دو سو سوار اور ہتھیار  
 کے ہمراہ سر بلند خان کی ہاتھی میں بیٹھا گیا کہ تمام منصب داروں کے یہاں جا کر  
 ہاتھی اور اونٹوں کو دیکھے اور جن کو لایق اصطبل شاپی سمجھے زبردستی چھین کر لے  
 دوسرے روز بھی یہی کام بدستور جاری رہا۔  
 ۲۱۔ ذی الحجہ یوم جمعہ حسب الحکم نادر شاہ سر بلند خان اور عظیم المدخان قلعہ  
 میں حاضر ہوئے اور زبردست پیش کے واسطے مشورہ ہو کر حکم ہوا کہ مرید خان عرف محمد بائی  
 سواران سر بلند خان سے پچاس سوار اور ایک خزانچی اور فرمان سے کر شجاعت خان

دارنگال کے پاس جائے تین برس کی مالگنداری اور زرشکیش و محل کر لائے  
ٹاہی سے مرید خان کو ایک ہزار روپیہ اور دوسو میں روپیہ ہارون کے لئے  
دیا گیا۔

یکشنبہ - دوشنبہ | یہ تین یوم زرشکیش کے مباحثہ اور جھگڑے میں گذرے  
مددرا کے عقد کا سامان شروع ہوا شاہنشاہی سکینہ بنت سلطان یزدان بخش  
طمان داد بخش بن سلطان مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ صاحبقران کے ساتھ  
مقرر پائی محفل نشاط گرم ہوئی۔ ارباب طب جمع ہوئے۔ تمام دربار کو اپنی اپنی  
ت اور منہ بندی سے مست و متوالا بنا دیا۔ ایک محویت کا عالم طاری ہو گیا۔  
بمناروشنی کا انتظام کیا گیا۔ تمام شب آتشازی چھوٹا کی بولوی تاج محمود صاحب  
العمر نے حاضر دربار ہو کر نکل پڑھا۔ مبارک سلامت کی دھومیں مچیں۔  
ماہ نے پچاس ہزار کے قیمتی جواہرات اور پچاس ہزار روپیہ نقد جہیز میں دیا۔  
دوسرے مورخ کا قول ہے کہ علاوہ بیش بہا جواہرات کے سات کروڑ روپیہ نقد  
دیوانہ وغیرہ و دیگر کارخانہ جات جہیز میں دئے۔ شادی کے کچھ دنوں بعد خواہشاہ  
پتی ہو کو پانچ لاکھ کے قیمتی جواہرات بھیجے۔

یہاں دوپہر کو عین ظہار کے وقت تمام امرا قلعہ کی بارگاہ عدالت میں حاضر ہوئے  
بانتاب تک ٹھہر کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے انھیں خوفناک اور پریشانی  
نامین بلکہ اسکے بعد بھی اکثر اشخاص معاملہ نازک دیکھ کر مال و متاع کو چھوڑ جلا وطن  
ہے اور یوں بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔ گو محرم کے ایام عداوتی کا زمانہ تھا  
خوف نادر کوئی متنفس بند و تنائی اور قلعہ لباش تغزیہ داری یا ماتم کا نام بھی نہ  
سکتا تھا۔ نادر شاہ کے سپاہیوں نے جویر دن شہر خیمہ ڈالے ہوئے پڑے تھے  
ن شب کو رسم تعزیت ادا کی اور ماتم شروع کیا۔ ماتم کے شور اور سینہ کوئی کی  
بب آواز دن پر سخت سزا پ ہوئے۔

اسی زمانہ میں بہت سے غیر منہ شریفوں نے زرشکیش کے تقاضہ سے تنگ آکر  
پنے سین آپ ہلاک کر ڈالا۔ انھیں جان دینے والوں میں شیعی فولاد خان  
بطا علیم الد اور اس کا نائب بھی تھا جنھوں نے پانچویں محرم کو اپنے پیٹ اور

انٹریون میں کٹاری بھونک کر جان دی۔

۶۔ محرم | قمر الدین خان کا وزیر دیوان مجلس راے دربار میں طلب ہوا طہاسب خان نے اپنے آقا کے سامنے اسکا ایک کان کٹوانے کا حکم دیا قمر الدین خان چاہتا تھا کہ کچھ سفارش کرے جس پر طہاسب خان نے کمر کمر کہا کہ کیوں گھبراتے ہو رفتہ رفتہ تمھاری بھی باری آتی ہو مجلس راے کے دل پر اس کان کٹنے کی بے عزتی کا ایسا صدمہ ہوا کہ اس نے ۱۲ محرم کو خودکشی کر لی۔

بہت سے شاہی مستعدی طہاسب کے حضور اس طرح ڈھنڈون اور لگدون سے پٹوائے گئے کہ ان غریب مظلوموں کے منہ اور نیز اکثر اعضا سے خون جاری ہو گیا۔ سینا رام اور جگن کشور کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ ہوا۔ جب فرست زر پیشکش کیا ہو گئی تو نادر شاہ نے نظام الملک۔ سر بلند خان۔ قمر الدین خان۔ عظیم اللہ خان مرتضیٰ خان برادر مراد خان کو کھیل زر کے واسطے مقرر کیا اور کہا امید ہے کہ دس روز کی مدت میں تم لوگ مستعدی سے تین کروڑ روپیہ جمع کر دو گے ان لوگوں نے روپیہ اور نام پانچ حصوں میں منقسم کئے اور ہر ایک نے دو دو سو سوار و لباش ساتھ لئے۔ کہ اگر کوئی زر مطلوبہ دینے میں ذرا بھی چون چڑا کرے تو گھونے اور لات سے خبر لی جائے۔

دسویں تاریخ ددپہر کے وقت سے تحصیل زر کا کام بڑی بے انتہائی سے شروع ہوا کیونکہ اکثروں سے جن کے پاس دس دس لاکھ روپیہ موجود تھے صرف پانچ ہزار مانگے گئے۔ اور بعض غریبوں سے جن کے پاس دس ہزار بھی نہ تھے بارہ ہزار طلب ہوئے اب اس میں ہتھوں کا قصور سمجھئے یا ان مسکینوں کی قسمتوں کا پھر بہت لوگ اس سچا برتاؤ اور بیداد سے جان بچتے ہوئے۔ ہتھوں میں اتنی مار پڑی کہ مر گئے جو اپنی بے غیرتی سے جانبر ہو کر سستے چھوٹے ان میں بھی کوئی ننگہ کوئی ٹولہ۔ غصہ کہ کوئی سختی کوئی بیداد اور کوئی تشدد ایسا نہ تھا جو اٹھ رہا ہو۔ یہ تحصیل اس روز تک جاری رہی جس دن نادر شاہ شہر کو چلا گیا۔ ہزار وقت لوگوں کے گلے دبا دبا کر چار کروڑ روپیہ جمع ہوا۔ اس میں سے تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ نادر شاہ کے خزانہ میں داخل ہوئے۔ باقی ستر لاکھ اُن امرا اور اُن سواروں کی زمیں میں

لے ہوئے جو تحصیل کے کاموں پر متعین تھے بہت کچھ نقصان قیمت کم آگئے ہیں ہوا  
 لہ پاسو کا گھوڑا پانچ تو امان کو اندازہ کیا گیا جس کے صرف سو روپیہ ہوتے ہیں  
 پاس روپیہ کا شمال ایک تو امان کو جس کے بیس ہی روپیہ ہوتے ہیں علیٰ ہذا تقیہ  
 بابا و شاہ نے خرید کیا وہ اس طرح من مانی قیمت لگا کر فرست حساب میں درج ہوا۔  
 قتل عام کے دن جب قدر تمام شہر میں بھڑ سالین تھیں ان پر قزلباشوں نے اپنا قبضہ  
 ہاتھ کچھ تو یہ باعث ہوا اور کچھ راستوں کے بند ہونے کے سبب سے گھبرائے  
 یہ کا دوسرے چاول ڈیڑھ سیر لگی آدھ سیر کھینے لگا۔ بیس دن تک یہی نرخ رہا۔  
 مار سر بلند خان اور عظیم الدخان نے اجازت حاصل کر کے غلہ لانے کے واسطے  
 آباد گاڈیان بھیجیں ان کے علاوہ اور بھی جتنی گاڈیان ملین سب بھی کتبہ بہت  
 فریب آدمی اور بٹے ساتھ گئے۔ اب تھوڑے دنوں کے بعد گھبرائے کا نرخ  
 سیر اور چاول اڑھائی سیر اور گھی پانچ سیر ملنے لگا ان ایام میں قزلباش سوار  
 آباد اور دیگر گرد و نواح میں دھاوے مار مار کر بیس بیس تیس تیس کوس  
 لوٹ لاتے تھے۔ جو کوئی روک کر تا تھا اس کی شامت آجاتی۔ جان سے  
 جاتا۔ یہ قزلباش اپنے گھوڑوں اور آدمیوں کو گھاس کی جگہ جو اور گھبرائے کا چور  
 تے تھے اور شہر والوں کو کسی نرخ پر چارہ بیسنہ آنا ہذا تکے مویشی بھی کون مر گئے۔  
 آخر ماہ محرم میں دانشمند خان جنگا بھائی ملا علی اکبر جو نادر شاہ کا بلاباشی تھا  
 ہ مذکور کی سفارش سے محمد شاہ کے دربار میں ہفت ہزاری کے منصب پر مقرر ہوئے  
 بر کے سرفراز ہوا۔ علاوہ ازین قدیم عہدہ خاں مانی کا بھی قائم رہا۔ لیکن نادر شاہ  
 چلے جانے کے کچھ دنوں بعد بیچ آکا خر کو بیار پڑ گیا۔ سوائے ایک دانشمند خان  
 اور کسی کے لیے محمد شاہ سے نادر نے سفارش نہیں کی۔

مفریوم چار شنبہ | نادر شاہ نے ہجے صبح کو کل امرائے محمد شاہی کو حاضری دربار کا  
 دیا محمد شاہ نے بالیس طہقین مرحمت فرمایا۔ نظام الملک۔ سر بلند خان  
 لدین۔ اور محمد خان بخش کی طہقین حسب ذیل تھیں۔ اطلس کی ایک قیمتی صدفی  
 وزی کام کی ایک شکاری شیر دانی۔ چار گز کمر ایک بیش قیمت منڈیل لکڑی  
 س کی ایک مٹلا تلو اور ایک چاقو مع میان مٹلا۔ باقی غلت غلت تھے بعضوں کا

پانچ پارچہ کا بعضوں کا چار بعضوں کا تین دو ایک تاک۔ ہر بجے صبح کو محمد شاہ تخت روان پر سوار ہو کر مع چند خاص امرا کے دیوان عام کی طرف روانہ ہوئے دیوان عام کے دروازے پر تمام امرا پیادہ یا ہو کر جلو میں چلے۔ محمد شاہ دیوان خاص میں پہنچ کر تخت روان سے آڑے اور ٹھہر کر در شاہ سے بے تکلیف ہوئے باہم ایک ہی جلسہ میں دونوں تاجداروں نے چاشت کھائی۔ خاص خاص امرا بھی شریک ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد محمد شاہ کے واسطے ذیل کی چیزیں حاضر کی گئیں۔ تاج مرصع۔ سر پہنچ مرصع۔ سیف مطلقا۔ کشاری مینا کار۔ ناو در شاہ نے اپنے ہاتھ سے محمد شاہ کے سر مبارک پر تاج شاہی رکھا اور مندر خواہی کے کلمات ادا کر کے سعادت چاہی پھر حسب ذیل صلاحین دیکر رخصت ہوا۔

سب سے پہلے کل امرا کی جاگیریں ضبط کر کے اور ان کے منصب اور مرتبہ کے لایق تنخواہیں مقرر کر کے کو ذاتی فوج رکھنے کی اجازت نہ دوں۔ تم خود ساٹھ ہزار سوار ہزار ۶۰ روپیہ سالانہ کے حساب سے نوکر رکھو اور ہر ایک سوار کے ساتھ دو ہزار سوار رہے۔ دس آدمیوں پر ایک رہ باشی۔ اور ہر وہ باشی پر ایک صدی دال اور ہر ایک صدی دال ایک وہ صدی دال یعنی سیم باشی مقرر کرو تم کو خود ہر ایک کی لیاقت۔ نام اور خاندان جاننا۔ اور کسی سپاہی یا سوار کو بیکار نہ کھنچا جائے جب کسی مہم کی ضرورت پڑے تو ایک کافی تعداد فوج کسی ایسے شخص کی ماتحتی میں جسکی ایانداری۔ بہادری اور چال چلن پر پورا بھروسہ ہو بھیجا جائے۔ اور جب وہ مہم اختتام کو پہنچے تو وہ فوراً مرسلہ افسر بلا لیا جاوے تاکہ اسکا کوئی خراب نتیجہ نہ پیدا ہو۔ اور خاص کر اس پر فروت کہ نہ قرض ساق نظام الملک سے بہت ہی خبردار رہنا کیونکہ اس کے اطوار سے مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ بڑا مکار اور خود غرض ہے۔ محمد شاہ نے نہایت عاجزی سے شکر یہ ادا کر کے کہا کہ اب میری سلطنت آپ کو ذات پر منحصر ہو لہذا مناسب ہو گا کہ آپ ہی عہدہ داروں کو منتخب فرما دیجئے۔ نادر نے جواب دیا کہ اپنا انتظام آپ خود ہی اپنا قائمہ سمجھ کر لیجئے۔ یہ اس لئے کہ میرے جانے کے بعد میرا انتخاب ٹھیک نہیں رہیگا لہذا آپ خود ہر شخص کے لئے مصلحت لیاقت کے موافق عہدہ تجویز کیجئے۔ اگر احیاناً ان میں سے کوئی سرتابی۔ شورش

رے تو میں پہلے ہی اطلاع پر ایک آدمی اور اگر اور زیادہ ضرورت سمجھو گا تو فوج  
مرکوبی کے واسطے روانہ کرونگا اور اگر نہایت ضرورت ہوئی تو قندھار سے چالیس  
ہر حصہ میں خود بھی تمھارے پاس پہنچ سکتا ہوں۔ ہر موقع پر مجھ کو اپنے پاس  
نہ سمجھنا اس کے بعد محمد شاہ دربار برخواست کر کے عیش محل میں رونق افروز ہوئے  
ت ہو کر اپنے اپنے گھروں میں آگئے۔

۱۔ نادر شاہ نے نظام الملک، سر بلند خان، اور نیز دیگر امرا کو بلوایا اور  
ان کی اطاعت کی تاکید کی اور چکی دی کہ اگر بغاوت یا سرتابی کرو گے تو سخت  
ہوگی بعد اسکے کوچ کیا۔ پھر یہ بھی افواہ طاری کہ نادر شاہ نے چند ارسل طمانین  
صف علی خان وغیرہ سے کہا کہ میں نے دو یا توین داناٹی سے کام نہ لیا ایک تو  
ہ کو نفویض سلطنت کیونکہ وہ اس عظیم الشان مرتبہ اور انتظام کے لائق نہیں جو  
غلام الملک کو امان دینا۔ اس واسطے کہ وہ بڑا سکار ہو جزو کچھ نہ کچھ فساد برپا کرے  
یہ حکم قضا اور نیز ان کی خوبی قسمت سے بین وعدہ کر چکا تھا انا کے خلاف نہیں کیا  
فریویم جمعہ ۱۱ نادر شاہ کا پیش خیمہ یا غشا لا مار کو روانہ ہوا گشتی فرمان جاری  
جب کوچ شروع ہو جائے تو فوج کا کوئی تنفس خواہ فریاش یا اور کوئی ہرگز  
زمین نہ ٹھہرے کسی قیدی مرو یا عورت کو کوئی اپنے ساتھ نہ لے جائے سوائے  
مون کے جو زر نقد سے خریدے گئے ہوں اور بیچنے والے کے تجربہ دہی دستخط اور  
ن کی گواہیاں اور بیچنے والے کی رضامندی لکھی ہو یا ان عورتوں کو جن سے  
شریعت متبوی عقد کیا گیا ہو اور وہ غلام اور وہ منکوحہ ہو یا ان بھی بغیر ان کی  
مدی کے ساتھ نہ لیجائی جائیں۔ اور عام منادی کی گئی کہ باشندگان دہلی  
کوئی شخص اپنے گھر میں ایسے آدمی کو جس کو بھاری فوج سے تعلق ہو نہ جمان  
ورنہ چھپائے جو شخص ان احکامات کی خلاف ورزی کرے اس کا مال ضبط ہوگا  
ہ جان سے مارا جائیگا۔ اس حکم کے نفاذ کے بعد جن لوگوں نے دہلی میں عقد  
خا اور اپنی بیویوں کو ناراض پایا یا فوراً طلاق دی۔ چند افسروں نے بیویوں  
ت ساجت کر کے ان کو اپنے ساتھ لے لیا تھا مگر جب نادر شاہ کو اس کی خبر پہنچی  
بھی واپس بھیج دیا۔

۷- صفر- یوم شنبہ | نادر شاہ باغ شالامار کو روانہ ہوا اور صبحی حکم دیا کہ آج تمام سپاہی شہر کو چھوڑ کر چلے آویں۔

۸- صفر یوم شنبہ | فوج کا حاذرہ ہوا چار سو سپاہی اور دیگر نوکر کم نکلے۔ شیدی فولاد کو تو ال دہلی کے پاس حکم بھیجا کہ گرفتار کر کے بھیج دو۔ چنانچہ ساٹھ آوجی جو اسے روانہ کئے تھے مقام سرہند میں پیش کیے گئے ان سب کے سر قلم کر دئیے۔ بعد ازاں کچھ آدمی اور بھی دستاب ہوئے مگر محمد شاہ کی سفارش سے رہا کیے گئے۔

نادر شاہ کو بچ و مقام کرنا ہوا لاہور پہونچا۔ اور راستہ میں تھکانیسرا اور خیر قریون کو لوٹ لیا اسکی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کچھ فوج غلہ اور دیگر ضروریات فراہم کرنے کے واسطے بھیجی گئی تھی۔ اسکو بد معاشران شہر و دیہات نے جو ایسے موقعوں کے منتظر رہا کرتے ہیں لوٹا اور قتل کیا تھا۔ چنانچہ لاہور پہونچنے سے پہلے نادر شاہ کے ایک ہزار سے زائد بچے۔ اونٹ۔ یا بوجہ دی گئے۔

کیتے ہیں کہ زمیندار کرنال کو جہان اس نے فتح حاصل کی تھی پانچ ہزار روپیہ ایک گانون بنام فتح آباد بسانے کی غرض سے دیے۔

دہلی سے کوچ کرنے سے کچھ دنوں پہلے اس نے کچھ حصہ اپنی فوج کا لاہور کو روانہ کیا۔ جب کہ کیا خان کو خبر ہوئی تو اسے ایک جلیبہ ترشیب دیا اور کل روسا را لاہور اور تاجرون دہلی کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ کہ ذکر کیا خان افسر فوج کے نام پیغام بھیجن اگر تمھارا ارادہ قتل کا ہو تو سر تسلیم خم ہو۔ ہم حاضر ہیں اگر شہر کو لوٹنا منظور ہو تو ہم شہر کو خالی کر دیتے ہیں

مال و اسباب موجود ہو اٹھائے جاؤ اگر زلف قدر کی ضرورت ہو تو صوبہ دار اور تمام باشندگان شہر ایک کر دو سے زائد نہیں جمع کر سکتے پس جو تمھارا ارادہ ہو اس سے اطلاع دو۔ لاہور بہت ہی مختصر شہر ہے اور جس ضبط اور استقلال کے ساتھ دہلی نے ایسی تمنا فوج کے فخر کا سامنا کیا ہے یہ شہر بیچارہ اسکی تاب نہیں رکھتا ہے۔ افسر نے یہ پیغام اپنے آقا کے پاس بھیج دیا حکم ہوا کہ ایک کر دو روپیہ لے لو اور ان کو موت سناؤ۔ روپیہ وصول کر کے فوج واپس بلالی گئی۔

۹- صفر یوم کیشنبہ | محمد شاہ عیش محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جلوہ فرما رہے نذرین گذرین۔

سفر یوم جمعہ - عہدۃ الملک کو ایک پالکی اور بخشی سوم کا عہدہ - اسحاق خان کو  
ان خالصہ عظیم المدخان کو دیوان صدارت - اختتام خان فرزند خان دوران کو  
اور وہ خاص عطا ہوا -

- ریح الاول - دانشمند خان کے انتقال پر بعد الدین خان اس کے عہدہ پر مامور ہوا -  
- ریح الاول - معاملات ملکی میں کوئی جدید انتظام اور معقول بندوبست نہوا -  
ت حیرت ہے کہ یہ بر باد ہی بھی جسکو صور اسرافیل یعنی قیامت کا نمونہ سمجھنا چاہئے  
ہوگون کو جو شراب سخت سے معور اور نشہ رعوت میں چور ہو رہے تھے نہ ہوشیار  
ملی ایک دوسرے کے دلون میں پرانا رنگ آلودہ کینہ حذر بغض پر پاش - رشک  
وت کا بازو گرم رہا - وہ عار میں جسکو تحوڑا نقصان پہونچا تھا پھر مرمت ہو کر آباد  
میں اور جو بالکل مہدم و سمار ہو گئی تھیں وہ اسی حالت میں پڑی رہیں وہاں سے  
لہذا در شاہ کے وحشیانہ تباہ و فحش کلمات کا ذکر بڑے ہی مذاق و طمانیت اور لطیفی  
سرت کے ساتھ ہوتا ہے اور خالی ذکر ہی نہیں بلکہ ہر ایک بات یاد کر کے تھقہ مڑاتے  
ن - دلچسپ بیان پیدا کی جا رہی ہیں - ایک دوسرے پر بخدا ہار نوک جھوک  
رہے ہیں - اپنے مصائب اور ہجرتوں کا کسی کو بھی خیال نہیں - بڑا لطف تو یہ ہے کہ  
ور کے چلے جانے سے رنجیدہ ہیں - وہاں سے ایسا چکنا چکھڑا نہیں دیکھا پیش والے  
مال میں جو تکدیر بلند خان نے بھی شرکت کی تھی اس پر لوگ سخت لعنت و ملامت  
رتے تھے - مگر وہ بالکل بے قصور تھا وہ کر ہی کیا سکتا تھا زبردست مارے اور رونے  
روے - اور یوں زبان خلق کو کس نے بند کیا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

قال ان الاله ذو و لدی قال ان الرسول قد کنا  
کہا تحقیق کر اللہ صاحب اولاد ہے کہا تحقیق کر رسول خدا در گری  
ما بھی اللہ و الرسول معاً من لسان الوری فکیف انا  
جبکہ نہ نجات پائی اللہ و رسول دونوں کی زبان خلق سے - پس - کیونکہ میں

### نقصان کا تخمینہ

ابتداءے جنگ کرنا ل سے شاہجہان آباد سے واپس ہونے تک بادشاہ لو



رہا ایک مالی نقصان اور قسم جو اہرات - خزانہ مال و اسباب - اور نیز زراعت  
 اندام مکانات کے علاوہ قریب قریب ایک ارب کے ہو - جہین سے ستر کروڑ کا  
 جو اہرات خزانہ اور مال و اسباب نادر شاہ کے تصرف میں آیا - اسکے دس کروڑ  
 افسروں اور سپاہیوں کی جیسوں اور خزیوں میں بھرا گیا - اخراجات فوج جب تک  
 کہ ہندوستان میں رہی اسکی بقایا - پیشگی - زراعت نام سب یہیں عنایت ہو -  
 نقصان اکثر وہی نقصان مزارع کی تعداد میں کروڑ کے قریب ہوئی ہو -  
 نادر جو کچھ ہندوستان سے لے گیا اس کی تفصیل ذیل میں درج ہو -

جو اہرات جو محمد شاہ اور امرا سے لئے - ۲۵ کروڑ

ظروف ہینا کار - قبضہ مرصع - اسلحہ بیش بہا - تخت طاؤسی اور نوعدہ دوسری  
 قسم کے تخت مرصع - ۴ کروڑ

اشرفی و زر نقد - ۲۵ کروڑ

سونہ اور چاندی جب کو گلو کر اپنے نام کے لئے بنوائے ۵ کروڑ

پارچہ جات اور امتہ بیش قیمت - ۲ کروڑ

اسباب خانہ داری اور دیگر اشیائے قیمتی - ۳۴ کروڑ

اسلحہ و توپ ایک کروڑ

میزان کل ۷۰ - ۷۰ کروڑ

لے یہ تخت طاؤسی جو جس کی خوبی اور صناعت کا تذکرہ آج تک تمام دنیا میں ہو رہا ہو

اس تخت کو شاہجہان نے لکھنؤ میں بنوایا تھا - اس کی طہاری میں حسب ذیل

روپیہ صرف ہوا تخت کا درمیانی حصہ جس پر شاہجہان تکیہ لگا کر جلوس فرماتے تھے

دس لاکھ روپیہ میں طیار ہوا اس کے وسط میں ایک لاکھ روپیہ کا ایک لعل آویزاں تھا

یہ بیش بہا جو ہر شاہ عباس بادشاہ ایران نے اپنے المچی و عمل بیگ کے ذریعہ سے

جنت مکانی جہانگیر بادشاہ کو ہدیہ بھیجا تھا جب شاہجہان نے دیکھن فتح کیا تو جہانگیر نے

خوش ہو کر اس فتح کے جلیقین اپنے غلام افضل خان کے ہاتھوں شاہجہان کو غیبت

کیا تھا اس لعل پر حضرت صاحبزادی امیر تیمور کو کان - مرزا شاہ رخ - اور مرزا انگریز

جیسے ناموران روزگار کے اسرار گرامی کندہ تھے - بعد اس کے زمانہ کے انقلاب سے

فیل	اسب	شتر
۵ ہزار زنجیر	۵ ہزار زنجیر	۵ ہزار زنجیر
اجرا	مصدقی	کارگیران غلات از قسم زرگوں و ہنگو و غیرہ
۵ صد نفر	۱۰ صد نفر	۵ صد نفر
سوار	ننگ تراش	سوار
۵ صد نفر	۱۰ صد نفر	۵ صد نفر
<p>نادر شاہ کی نظرون میں شہر شاہجہان آباد اور اسکا قلعہ کچھ ایسا معلوم کہ اسکا ایک نقشہ بنوا کر اپنے ساتھ لیکھا اور ان تمام کارگیران مرقومہ بالا کو بول تھو امین دیکر اس شرط سے اپنے ہمراہ لیا کہ تم سب کو مین برس تک قید عار میں رکھنا پڑیگا اس مدت کے بعد نگاہ بان رہے یا پلٹ آئے گا اختیار ہو۔ لاہور تک پہنچے ہو پتے بہت سے کاریگر جو بھاگ سکے پلٹ آئے۔</p> <p>نادر شاہ کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے اور وہاں سے لاہور پہنچنے تک کے نہ میں دو لاکھ آدمی رکھایا میں سے حسب ذیل ضایع ہوئے</p> <p>ہور سے کمر مال آئے تک سڑکوں اور گائون میں</p> <p>۸۔ ہزار</p> <p>۱۷۔ ہزار</p> <p>۱۴۔ ہزار</p> <p>۷۔ ہزار</p> <p>۱۔ کمر مال میں۔</p> <p>۲۔ کے بعد تین ہونے تک شہر ہون اور دیگر اطراف کیسپ میں۔</p> <p>۳۔ ہزار</p> <p>۷۔ ہزار</p> <p>۱۔ ہزار</p>		
<p>رفتہ شاہ عباس کے ہاتھ لگا آئے بھی ایک طرف اپنا نام نامی منقوش کرایا جب شاہجہان انکے والد میران جہانگیر نے عنایت کیا تو شاہجہان نے اپنا اور اپنے پر بزرگوں کا نام آسپہر کم کرایا اس محل کے علاوہ اور بھی جواہرات ساتھ لاکھ روپیہ کا قیمتی اس تخت پر چڑھے۔ چالیس لاکھ روپیہ کا سونا صرف ہوا تھا۔ اس حساب سے ایک لڑکے کو لاکھ کا تخمینہ ہوتا ہے۔ سرے مورخ ذکر کرتا ہے قمر کا اندازہ بتلاتے ہیں۔ ہاں اس زمانہ کے سکے اور زمانہ حال کے کے تفاوت سے غالباً وہ اندازہ ٹھیک ہوگا اسی زمانہ کے شاعر حاجی محمد قسی نے اس کے تیار ہونے کی یہ تاریخ لکھی تھی ۵ چوتھا بخش زبان پریدانے دل بکلفت اور نگ شہنشاہ عالمی رد و سر تار بجی مصرعہ یہ ہے۔ سرور ہمایون صاحبقران۔</p>		

قتل عام دہلی میں  
 قتل عام کے بعد روح المداکبر کی سراے اور اس اطراف و جوانب کے  
 دیہات میں ۳۰ کو س تک -  
 ۵۶ ہزار  
 واپسی کی حالت میں مقام تھانمیر اور دیگر قریبوں میں -  
 ۱۲ ہزار  
 اور جھون نے خودکشی کر لی - ڈوب مرے - اپنے تین اگ میں ڈال دیا -  
 یا قحط یا دیگر مصائب سے فوت ہوئے -  
 ۷ ہزار

کل میزان دولاکھ  
 لاہور پہونچکر ملک سندھ پر فوج بھیجی صوبہ منشا اور قلعہ امرگڑھ پر جو دیہاتے تاج کے  
 کنارے بہت مضبوط قلعہ بھاری توپوں رکھوں اور ہتھیار فوجوں سے مستحکم تھا وہاں  
 حاکم خدایار خان لٹی حکمران تھا فوج نے حملہ کیا - اور چار روز متواتر دھاواؤں سے  
 خدایار خان لٹی کو دستگیر کر کے حضور شاہ میں حاضر کیا - اس کو دو کروڑ روپیہ نقد لیکر  
 خلعت عطا کیا اور خان بہادر کی معرفت رخصت کیا گیا - اسکے بعد دریافت ہوا کہ قلعہ  
 میں راجہ غازی خان اور اسکا بیٹا امیل خان خود سر حاکم بن بیٹھا ہی دور قلعہ ہاتھ کو  
 توپوں اور فوج سے کچھ ایسا مستحکم کر لیا ہو کہ خان بہادر صوبہ ملتان کو محصور کی گئی  
 ایک جہ نہیں دیتا - اور اسی کے تحت بین دراکٹھ اور عثمان گڑھ بھی ہیں فوراً  
 نادر شاہ نے آپس بھی فوج روانہ کی جسے پانچ روز میں یلغار کر کے عثمان گڑھ کو  
 تاخت و تاراج کیا - راجہ غازی خان کا سر کاٹا اور اسکے بیٹے امیل خان کو زندہ گرفتار  
 کر کے نادر شاہ کے دربار میں حاضر کر دیا - امیل خان سے پچاس لاکھ روپیہ نذرانہ لیا  
 اسکا راج اسی کو بخش دیا اور خان بہادر کی معرفت خلعت و دیگر رخصت کیا - نادر شاہ  
 لاہور سے کوچ کر کے کابل پہونچا - خان بہادر کو قلعہ اٹک تک ہمراہ لایا ایک کروڑ  
 روپیہ نذرانہ لیا - اور فرزند خان کا خطاب عطا فرما کر رخصت کیا - یہ سارے  
 تین کروڑ روپیہ اس ستر کروڑ والی فرست سے علیحدہ ہوئے -

امیر اور اس حاکم توران پر چڑھائی

نادر نے کابل پہونچکر قلعہ قندھار کو بائیں ہاتھ چھوڑا اور دلایت توران

فُرخ پھر کر گڑھ غزنین میں خیمہ ڈالا وہاں سے شہر بلخ پر جو امیر ادریس  
 توران کا تخت گاہ تھا پہنچ گیا۔ امیر ادریس نے اپنی فوج کو اوزبکوں  
 راستہ کیا اور قریب پچاس ہزار سوار کی جمیعت ہم پہنچ کر نادر شاہ کے مقابلہ چھوڑ  
 باہ کے مقابلہ کے بعد صلح ہو گئی۔ اور امیر ادریس کی بہن کے ساتھ نادر شاہ  
 سے بیٹے ظفر الدین کا عقد ہوا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد اور جو اہرات پیش بہا  
 میں ملانا نے سلطنت توران سے کچھ توفز نہ کیا اور قوم قلات سے بیس ہزار  
 ایک راس اسپ ترکی اور دوسری قسم کے پچاس گھوڑے اور تورانی  
 بات مقرر شاہ کی خدمت میں روانہ کر کے ولایت ایران کی طرف سدھارا۔

روانی ترکستان | شیردل بادشاہ اتنے بڑے طول طویل سفر کے بعد بھی فراغت سے  
 نہ پایا۔ اچانک خبر پہنچی کہ نادر شاہ کا بڑا بھائی محمد براہیم خان صوبہ دار خراسان  
 لاکھ روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ترکستان گیا ہوا تھا جو دلی ترکستان سال  
 ایران کو پیشکش دیا کرتا تھا۔ ترکون نے امیر ابراہیم خان کو روپیہ نہ دیا بلکہ لٹے لٹائی  
 ادھ ہو گئے۔ اتفاقاً ایک شب کو ترکون نے سچون مارا۔ محمد براہیم خان نے مقابلہ  
 لڑھاگ کھڑا ہوا۔ اور اس کا تمام لشکر اور خزانہ چھوٹ گیا۔ محمد براہیم خان مارا گیا  
 ب کے اس کا سر کاٹ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ نادر شاہ یہ خبر سنتے ہی  
 بھجھو کا ہو گیا۔ اور شعلہ آتش کی طرح لپکا۔ بہت سے قصبات اور محلات کو لوٹ لیا  
 قریب پچاس ہزار کے لڑکے گرفتار کر کے غلام بنائے یا بیچ بیٹے تک لڑائی رہی  
 ان چھ بیٹے تک برف کثرت سے گرتی ہو۔ اس برف نے آتش فساد کی گرماگرمی پر  
 مڑا لکر مردان دلاور کی حرارتیں بجھا دیں۔ اب سب ٹھنڈے ہو کر بیٹھے رہے۔  
 نادر شاہ حیران آدھ ترکستان واسے عاجز و پشیمان مجبوراً صلح ہوئی۔ نادر شاہ نے  
 کو غنیمت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا حاکم ترکستان نے پانچ سو راس اسپ عراقی اور  
 نہ وجوہ بہت کچھ دیا۔ نادر شاہ یہ نادرانہ قبول کر کے اصفہان پلٹ آیا۔

## سلطان روم کی خدمت میں نامہ

نادر نے سلطان روم کی خدمت میں اس مضمون کا نامہ بھیجا کہ دو حاجیان

بیت اللہ شریف کو جو دور دراز ملکوں سے آتے ہیں خرابی راہ اور بد و مون کی رہنمائی کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہو اور بہت کچھ جان کا خطرہ رہتا ہو لہذا کچھ ایسا انتظام فرمائیے کہ جہاں بیت اللہ یحیٰف و یحیٰف اور آسانی و آسائش کے ساتھ اس دشوار گزار راستہ سے گزر سکیں۔ اور اسی ضمن میں اس امر کا بھی مشتمل ہو کہ خانہ کعبہ میں خفی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شافعی چار مصلحہ ہیں اور ہر چار مذہب کے امام ان صلوٰۃ اس سلیمان جاہ کے نام کا خطبہ پڑھتے ہیں۔ آئندہ سے اجازت دیجئے کہ مصلحائے شافعی جو ایران کی جانب واقع ہو اس دوشدار کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے مطالب بھی تحریر کئے اور تحائف و نفائیس ہندوستان ملیجی کو ویکر روانہ کیا۔ سلطان روم نے باوجود ان تمام تالیفات قلوب کے مطلق فریب نہ کیا اور محاربہ کے واسطے مستعد ہو گیا اور مصر سے بھی سامان جنگ ترتیب دیا گیا۔ پھر ہند اور پڑ پڑھائی کہ اور سوار سربس تاک محاربہ اور محاصرہ قائم رکھا لیکن محض بے سود ہوا کیونکہ عمارت قلعہ اس پنج پر قائم ہوئی تھی کہ تمام شہر کی آبادی اندرون قلعہ تھی۔ بہر حال ظاہر میں دیوار قلعہ کی بلندی دوسرے قلعہ کے مانند معمولی ہی تھی لیکن اس زمانہ کے انجینیروں نے کچھ طریقہ تدبیر سے قلعہ کی بنیاد ڈالی تھی کہ اس دیوار پر گولہ ہرگز نہ پڑتا تھا۔ اگر سر مو توپ کا منہ اونچا کیا جاتا تو گولہ اوپر سے نکل جاتا اور اگر ذرا بھی نیچے کو رخ ہوتا تو دھس میں جا گلتا۔ اور اگر دھاوا کر کے جانا چاہتے تو قلعہ کے گرد عمیق خندق پانی سے بھر دینا مارتی تھیں تفصیل تک رسائی محال تھی۔ ناچار سپہر محاصرہ اٹھا لیا۔

## نادر شاہ کی موت

نادر شاہ جیسا اولو العزم۔ شجاع۔ بلند بہمت مضبوط اور بہادر تھا ویسا ہی انتظام سلطنت میں خود راے۔ غیر مشورہ طلب۔ جاہل اور ظالم تھا۔ انتظامی حالت کا فیصلہ بالکل خود مختارانہ راے سے کرتا تھا۔ اسکی غور طبیعت اپنی رائے میں دوسرے کی شرکت پر گز گوار نہ کرتی تھی یہی وجہ تھی کہ اسکی سلطنت نے کبھی سعادت اور ہودی کی شکل نہ دیکھی۔ خلق خدا اس کے طرز حکمرانی سے نالمان رہی۔ اسکی جاہلانہ

روایوں نے کسی دل کو خوش نہیں رکھا۔ مزاج میں تشدد حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔  
موقع پر دیشیانہ اور جاہلانہ حکم برجی کے ساتھ جاری کر دیا کرتا جسکو مصلحت اندیش  
سے بالکل نکلنا ہوتا۔

جنگ ترکستان میں رضا قلی خان برادرزادہ شاہ اور طہماسپ کے بیٹے رستم علی خان  
تقی محمد خان کرد کے بیٹے کی کچھ خفیہ سازشیں پائی گئیں اس جرم کے باعث یہ دونوں  
ارما خود ہوئے اور ہر ایک کی ایک ایک آنکھ نکلوائی اور قتل کئے گئے اس  
نہ سے تمام دربار میں عام بری سیلی۔ علی قلی خان اپنے بھائی کے واقعہ طہماسپ خان  
کے بیٹے اور تقی محمد خان کرد اپنے فرزند کے قتل سے بد دل اور نادر شاہ کے  
ن دشمن ہو گئے۔ اور اس کے قتل کا موقع ڈھونڈنے لگے وہ قزلباشی اختیار جو نادر شاہ  
ہمقوم اور اس کے خیمہ کے چوکیدار تھے۔ ان سے علی قلی خان اور طہماسپ قلی خان  
وہ سرداروں نے سازش کر کے مناسب جلیلہ اور عنایت شاہانہ کا اسیدوار کیا۔  
انچہ وہی خیمہ کے سر نگہبان موقع پاتے ہی حوالی قومون میں کہ مشہد مقدس  
۱۲ منزل کے فاصلہ پر واقع ہوا ماہ جمادی الاول ۱۱۱۵ھ کو خیمے پر حملہ کر کے  
ن شتر میں ستاون آدمی گورعب و جلال نادری سے بھاگ کھڑے ہوئے باقی ماندہ  
ہ جوان داخل خیمہ ہوئے اولاً اس خواجہ سرا کو قتل کیا جو اندر داخل ہونے سے  
رضی اور مانع ہوا تھا بعدہ نادر شاہ پر جھپٹ پڑے ابتدا کو نادر شاہ نے غضب نادی  
ٹھایا کلمات محض گئے اور طیش ظاہر کیا بعدہ غجروا آگسار سے کام لیا۔ جب ان دونوں  
ان سے کچھ مطلب نہ نکلا خود بھی تلوار پیکر کر سیدھا ہو گیا بارہ قزلباشیوں کو جہان  
مارا اور خود بھی تیرتیر بیدریغ ہوا بجان میں نغز بالقدرت و البتار و قہر العباد  
سوت و الفتاح نادر واقعہ قتل سے پیشتر ہی شامی محلات اور جوار خانہ اور  
م کارخانہ جات اپنے بیٹے نغز الدردز کے ہمراہ کلاب کو بھیج چکا تھا لہذا وقت  
رتین اور جوارات وغیرہ دست برد سے محفوظ رہے شب کو یہ واقعہ گذرا  
و کو لوگ ڈرتے ڈرتے تحقیق احوال کی غرض سے خیمہ نادری میں پہنچے۔  
ایسا کہ لاشہ بے سر خاک پر پڑا ہوا ہے اور ایک پیر زال سر جانے بیٹھی ہوئی  
کہہ رہی ہے افسوس! ۱۵

سہرے شب ستر قتل تاراج داشت سحرگہ نہ تن سہر نہ سہر تاج داشت  
 زیک گردش چرخ نیلو فری نہ نادر بجای ماند دے نادری  
 بعد اس واقعہ کے جس طرح کہ شاہ متوفی نے اپنی فوج کو ایران و توران و ہندوستان  
 میں خزانہ لوٹنے کی تعلیم فرمائی تھی اس طرح اسکی فوج غارتگرے پہنچے ہوئے ہاتھوں  
 سے خود نادر کا خزانہ کارخانہ اور توپخانہ لوٹا اور سہر و سراسر قمر کا سر کاٹ کر  
 اسکے بچے علی قلی خان کے پاس لے گئے اور نہایت مسرت کے ساتھ مبارکباد دی  
 نودن کے بعد علی قلی خان نے اسکی لاش فوجوں سے اٹھوا کر مشہد مقدس میں  
 پہنچائی اور قتل کے واقعہ سے پندرہویں روز اس مقبرہ میں جس کو قبل  
 سے نادر شاہ نے اپنے واسطے ہزار کھاتھ و فن کر دیا ۵

شہنشاہ کو از مور و بلخ افزودن بدش لشکر گذر کن سوئے قزوین و نوران کاروان بینی  
 تن کی تاریخ اس غریب دیار و امصار اور مکر و یار و اغیار کی تاریخ اسی زمانہ کے کسی  
 شاعر نے یوں کہی ہوئی انرا و السمر مع الحید و الیدر۔ اگرچہ یہ تاریخی فقرہ زبان خلافت پر طاری  
 ہو لیکن لفظ پریر کہ فارسی جو اسف و لام خلافت کا حصہ ہو۔ نیز اس واقعہ کے علی قلی خان  
 نادر شاہ کا بھتیجا تھا سب قلی خان کی رفاقت اور اطاعت سے تحت ایران پر  
 رونق افزود ہوا۔ اور علی شاہ اپنا نام رکھا۔ اور کل جا بجا دوس کر درویش نقد  
 اور تحت طاووسی وغیرہ کو جو مقام کلاب میں تھا ضبط کر کے اپنے قبضہ میں لایا۔ اور تمام  
 اولاد و اخاد نادر شاہ کو مع نذر اللہ مرزا کے قتل کر کے اسکا نام و نشان صحرائی سے مٹا دیا  
 صرف ایک لڑکا رضا قلی خان جو شاہ سلطان حسین صفوی کا نواسہ تھا اس قیامت کا  
 وار و گیر سے جانبر ہا کابل اور قندھار میں احمد شاہ درانی جو نادر کا ایک فوجی ملازم  
 تھا تاج و تخت کا مالک بن بیٹھا۔ عبرت!! عبرت!! ۵  
 فسانہ بھیان ملک و دولت نادر نشان ماند دران ملک و جاہ انتظار  
 دہد تانہ در گوش عاقلان گوید ندائے فاعبر و امنہ یا اولے الالباب

## نادر شاہ کے ذاتی حالات اور کیفیت

ایک انگریزی مؤرخ نے حالات ذیل نادر شاہ کی بابت تحریر کئے ہیں ہم انکو

نذر ناظرین کرتے ہیں انکو اس زمانہ سے تعلق جو وقت نادر نے ہندوستان پر  
 پڑھائی کی تھی۔ وہو ہندو اس وقت نادر شاہ کی عمر ۵۰ سال کی ہو۔ قد باریک سے  
 زیادہ اعضا میں تناسب جسم کی رنگت سرخی مائل۔ قوی جنبہ مضبوط کیسا آدمی جو  
 روز روز کی محنت شاقہ اسے فریہ نہیں ہونے دیتی ورنہ وہ بہت جلد موٹا ہو جائے۔  
 آنکھیں اور بھوپن کالی اور بڑی بڑی ہیں۔ ایسا خوبصورت آدمی میری نظر سے نہیں  
 گذرنا موسم کی سختی اور دھوپ کی طیش سے اسکی صورت اور بھی مروان ہو گئی ہو گی  
 آواز ایسی کخت اور بلند ہو کہ وہ اکثر اپنی معمولی آوازیں للکار تے ہوئے اپنے  
 آدمیوں کو سو گز کے فاصلہ سے حکم دیتا ہو۔ شراب خواری درجہ اعتدال پر ہو  
 عورتوں کی جانب زیادہ تر رغبت ہو مگر ساتھ ہی اسکے فرائض میں غفلت نہیں کرتا  
 حرم سرا میں رہنے کے چند ہی گھنٹہ ہیں۔ گیارہ یا بارہ بجے رات سے پہلے وہ اپنے  
 استراحت کے کمرہ میں داخل نہیں ہوتا اور علی الصبح پانچ بجے برآمد ہوتا ہے  
 کھانا معمولی ہو اور خاصہ پلاؤ یا ساوہ کھانا کھاتا ہو۔ اگر امور ات طلی میں سے  
 مشغولیت کی ضرورت پڑتی ہو تو اسکو کھانے کی بھی پرواہ نہیں ہوتی صرف ایک  
 گھونٹ پانی اور ٹھکی بھر بھرنے پرے ہو اسکی جیب میں ہر وقت پڑے رہتے  
 ہیں اپنی بھوک دفع کر لیتا ہو۔ شہر میں ہو یا کیمپ کے ساتھ ہر حالت میں وہ دیارچی  
 میں موجود رہتا ہو اور اگر اتفاق سے موجود نہ ہو تو لوگ اسکو بلوا سکتے ہیں۔ ہر شخص  
 اور ہر درجہ کا آدمی اس سے بلا واسطہ غیر سہکلام ہو سکتا ہے۔ فوج کو وہ خود بھرتی  
 کرتا ہے۔ تنخواہ اور ودی اپنے ہاتھ سے بانٹتا ہو۔ افسروں کا سپاہیوں سے کسی طرح  
 نذرانہ لینا روا نہیں رکھتا ہو۔ مالک مقبوضہ کے ہر حصہ سے ماہواری حساب اسکے  
 پاس آتا ہو۔ اپنے جاسوسوں سے جو حصہ ملک میں متعین ہیں خط کتابت رکھتا ہو  
 اسکے علاوہ ہر صوبہ اور شہر میں ایک شخص ”سہکلام“ کے نام سے مقرر رہتا ہو جو وہاں  
 کے حاکم کے احوال کا نگران رہتا ہو اور ان کے کل احوال ایک رجسٹر پر جو اسکے  
 پاس رہتا ہو لکھتا جاتا ہو۔ ملکی امور جو ذرا بھی غور طلب ہیں اسی افسر کے سامنے  
 فیصل ہوتے ہیں۔ حاکم کی نگرانی کے علاوہ اس سہکلام کو یہ بھی اختیار ہو کہ جب  
 مناسب سمجھے حاکم کو بغیر اطلاع دیے یاد کھائے ہوئے علیحدہ اپنا روزنامہ بھیجے۔



اس کی تنخواہ یا اس کا انعام ان کاموں کے واسطے مقرر نہیں ہو بلکہ شاہ کی رائے  
 موقوف ہو اگر وہ قابل انعام اور لایق سزا ہو تو اسی کے موافق کارروائی ہوتی ہو  
 اس عجیب و غریب خبر داری سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ حاکم رعایا پر ظلم نہ کرے بلکہ بہت  
 بڑا یہ بھی قایدہ ہو کہ وہ شاہ کے خلاف بغادت یا سازش کا موقع نہیں پاسکتا۔  
 وہ بڑا فیاض ہو۔ خاص کر اپنے سپاہیوں پر۔ اور سمجھوں کہ جو اس کی خدمت میں  
 رہ کر عمدہ کام انجام دیتے ہیں مالا مال کر دیتا ہے مگر ساتھ ہی اس کے قواعد  
 کی پابندی میں پرے درجہ کا سخت مزاج اور تند خو ہے۔ بڑے جرموں کے لئے  
 سزائے موت ہو۔ اور چھوٹے چھوٹے جرائم میں کان کاٹے جاتے ہیں۔ مجرم چاہے  
 کتنے ہی بڑے رتبہ اور شان کا ہو بغیر سزا کے رہائی نہیں پاسکتا۔ جس وقت  
 روئے آمد مقدمہ کو جانچ کر وہ اپنی رائے قائم کر لیتا ہو تو اس وقت دخل و مقولات  
 کرنے والے سے سخت ناراض ہوتا ہو مگر قبل اس سے ان کو اپنی رائے کے  
 اظہار کا آزادانہ موقع دیا جاتا ہو۔

جب سفر یا میدان جنگ میں ہوتا ہو تو کھانے پینے سونے میں عام سپاہی  
 کی طرح قناعت کرتا ہو اور اپنے سب افسروں کو اسی سخت اور دشوار پابندی کا  
 عادی رکھتا ہو۔ گو کہ اس کا بدن ایسا سخت نہیں ہو تاہم اکثر اوتون کو برف گرمی ہو۔  
 سردی کی گرم بازاری اور ٹھنڈی ہواؤں کا زور ہو اور وہ کھلے میدان میں زمین  
 اپنے لبادہ میں لپٹا ہوا زین کا نگہ لگائے پڑا ہوا ہو۔ خاص کر جب کسی سخت مہم پر جاتا ہو  
 تو اکثر اپنے لشکر سے آگے بڑھ جاتا ہو اور اپنے دشمنوں پر اچانک جا پڑتا ہو کہ اس کا  
 سوچ جاتا ان کے سان گمان میں بھی نہ تھا۔ میدان جنگ کے سوا اور کسی مقام میں  
 اس کو خوشی حاصل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ جب وہ شہر میں پڑا رہتا ہو تو بیکاری کی  
 شکایت کرتا ہو۔ آدمہ گھنٹے میں کھانے سے فراغت کر کے اپنے کام پر مستعد ہو جاتا ہو  
 اور وہ نوکر جو اس کی خدمت کے لئے کھڑے رہتے ہیں دن میں تین یا چار بار بدے  
 جاتے ہیں دن میں کسی قسم کی عیش و عشرت میں مشغول نہیں ہوتا مگر غروب آفتاب کے  
 بعد اپنے دیوان خاص میں چلا جاتا ہو جہاں امورات سلطنت کے بارے میں سبکدوش  
 ہو کر تین چار بے تکلف دوستوں کے ساتھ دو شراب میں مصروف ہوتا ہے اور

بریا زیادہ سے زیادہ سوا سیر تک شراب پی جاتا ہو۔ اس خاص زندانہ جلسہ  
 معاملات ملکی کے تذکرہ کی بالکل اجازت نہیں ہوتی اور نہ دوسرے وقت اس  
 صحبت سے فائدہ اٹھا کر اپنے برابر والوں سے کسی کو زیادہ بے تکلفی کی  
 نہ دیکھائی ہو۔ ایک مرتبہ اس زندانہ جلسہ کے بعد صحبت اٹھانے والوں میں  
 یوں نے اس قاعدہ کی خلاف ورزی کر کے سرور بارگاہ نصیحت امیر باتین کین جگا  
 نے فوراً گلہ لکھوا دیا اور کہا ایسے بیوقوفوں کا زیادہ رہنا فضول ہے جو نادر شاہ اور  
 لی میں فرق اور امتیاز نہیں کر سکتے۔ ایسے جلسے میں شریک ہونے والوں کا اسپر کوئی  
 ن پڑنا مستحکم ہے مگر نادر کی مان زندہ تھی جس نے ایک مرتبہ جیٹا ہی قرات دار  
 غاسبت پیر نادر سے کہا مدد بادشاہ کو ربا کر دو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نادر شاہ  
 احسان کا تمھارے ساتھ پورا معاوضہ کر دیکھا یعنی تمکو تمھاری عمر کے لئے داغی  
 مالدار فرج بنا دیکھا۔ نادر نے پوچھا کہ سچ تمھارا یہی خیال ہے؟ اسکی مان نے  
 ہاں اسپر نادر نے مسکرا کر کہا اگر میں بھی کوئی بڑھی عورت ہوتا تو شاید میرا بھی  
 یہی خیال ہوتا اس کے بعد کما تم ملکی معاملات میں پڑ کر پریشان مت ہو۔  
 اولاً اسکی ایک شادی شاہ لہاسپ کی بھوپھی سے ہوئی جو شاہ سلطان میں منجھ  
 پوٹی میں تھی اس سے شاید ایک لڑکی پیدا ہوئی دیگر حرموں سے بھی اولاد میں  
 اور دو لڑکے اسکی منکوہ بیوی سے ہیں جو اسکی گناہی کی حالت میں پیدا ہوئے  
 بڑے بیٹے رضا قلی مرزا کی عمر ۲۰ سال کی ہو۔ لڑکین سے اسکی تعلیم فرج میں ہوئی  
 رفتہ جرنل کے عہدہ پر پہونچ کر فارس کا دایسر ہے اس زمانہ میں ہوا جب نادر شاہ  
 وستان کی مہم میں مصروف تھا دوسرے لڑکے نصر اللہ مرزا کی عمر تین بائیس برس  
 جو مشہور اوصوہ خراسان کا بڑا نام حاکم ہے ایک دوسرے شخص اسکی جگہ کام کرنے  
 ہدایت کے لئے مقرر ہو جس زمانہ میں ہوا انکا نشست تھا تو وہی محولی تنخواہ اس کے  
 رہ کہ ملتے تھے۔ باپ کی نظروں میں اور افسروں سے زیادہ اسکی وقعت نہ تھی بلکہ  
 سے میل جول رکھنے کی عام اجازت تھی نادر نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر او اسے  
 رخ نے اولاد کے اندازہ میں غلطی کی تو کم تیسرا لڑکا فتح اللہ مرزا اور بھی موجود تھا جسکی  
 دی بعد از دایسی ہندوستان میرا دیس حاکم توران کی بہن کے ساتھ ہوئی۔

فرض نمیشد کہ تم نے غفلت کی تو اس سختی سے تم کو بھی سزا دی گئی جیسی کہ اور دن کو ملتی ہو  
 آگے چلکر حسن کارگذاری پر اس نے اسکا رتیبہ نہیں بڑھایا بلکہ محبت پر ہی بھی زیادہ  
 کی۔ لوگوں کی رائے تھی یہ بڑا باپ کے قدم بقدم ہو گا۔ کیونکہ جب نادر شاہ  
 ہندوستان کی مہم میں سرگرم تھا تو اس نے بڑے بڑے کار نمایاں کیے۔  
توت حافظہ | نادر شاہ کی قوت حافظہ بھی کچھ کم تعجب انگیز نہیں۔ واقعات کو بہت ہی  
 یاد رکھتا ہے۔ خاص خاص سرداروں کے نام لیکر بیکار رکھتا ہے۔ اور بہت سے ملازمن  
 سمجھوتوں نے اسکی ماتحتی میں کام کیا ہو بخوبی پہچانتا ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ کب اور  
 کس واسطے اس نے کس کس کو انعام یا سزا دی ہو ایک یاد و سکرٹری کو وہ  
 ایک وقت میں بتاتا ہے اور لکھاتا جاتا ہے ایک ہی وقت میں کئی کئی کام کرنا  
 امور کی نسبت فیصلہ اور دیگر احکام جاری کرتا رہتا ہے مگر ٹبری ہی عجلت اور دہری سیکھ  
 جنگ میں بھی وہ ایسے ہی حیرت انگیز کام کرتا ہے۔ اس بات کا اندازہ اور  
 تخمینہ کہ جانبین کے پاس کس قدر فوج ہے جس جلدی کے ساتھ وہ کرپتا ہے لایق  
 تعریف ہے وہ اپنی فوج کو بہت جلد مدد پہنچاتا ہے۔ اگر کوئی افسر بہت ہی  
 مغلوب ہونے سے پیشتر پاپو جاتا ہے تو وہ فوراً برسرِ موقع سوار ہو کر آتا اور  
 اپنے تبر سے جو ہر وقت اس کے ہاتھ میں رہتا ہے اسکا سر کاٹ کر ڈال دیتا ہے کسی جنگ  
 محاصرہ یا خفیہ لطافت میں جو وہ اکثر فوجوں میں اپنی فوج کے ساتھ رہا ہے  
 دھم کیا کوئی چرکا بھی آسکے نہیں لگا۔ کو اسکی ران سواری کے گھوڑے اکثر  
 گویوں سے رچی ہو کر رہتے۔ اور خود اس کے زور بہترین گویوں سے سوار ہو جاتے۔  
 جب اس نے ایسے ایسے کار نمایاں اس وقت میں کئے ہیں جو وقت آ  
 پاس نہ آتی تھے۔ نہ روپیہ۔ نہ سامان۔ تو اب کیا پوچھنا ہے جو نہ کرے وہ تھوڑا  
 کیونکہ اب تو وہ بڑے خزانہ کا مالک ہے۔

تمام شد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ہستین - مولفہ بابو جوالا پرشاد		لکھنوی اس کتاب میں مضامین	
احب برن بی اے سیس جی	۸	نصیحت کو افسانہ کے پیرایہ میں لکھی	
باب مولفہ بابو جوالا پرشاد	۱۰	مصنف نے ظاہر فرمایا جو اور	
ہنسی مترجمہ بابو جوالا پرشاد	۸	رہبان خامکار اور اُن کے	
رائی فوجدار - ترجمہ کتاب		رفتے غدار دھکار کا نمونہ	
ن کو نگاش ڈی لا مان جلد		ناظرین کے پیشکش کیا جو ایک	
۱ و دوم - کجائی مترجمہ بندت		رہس کی بیوقوفیان اور صاحبین	
نانا صاحب	۵	کی دلبہ فسر بیان نہایت خوب	
دل زیب الفسانہ مصنفہ بابو		لکھی ہیں۔	۱۵
جی داس صاحب بھارگو	۵	جذبہ عشقی	۱۸
ایک نظر اور مترجمہ بندت دھرم نرائن	۵	جام سرشار - بالقصیر جس کا	
مانہ آزاد - کامل ہر ہمار جلد		پیلے نام فسانہ جدید تھا مصنفہ	
مصنفہ بندت رتن ناتھ صاحب		بندت رتن ناتھ صاحب در لکھنوی	
لکھنوی - تمام ہندوستانی		مشہور ناول جو۔	۵
دون میں ایک دلچسپ اور		غریب حسن - ترجمہ ناول فرسٹ	
شہور افسانہ جو۔	۵	از آرنلڈ صاحب مترجمہ جناب	
بہترین جلد میں بھی باہر فروخت ہوتا		خواجہ اکبر حسین صاحب مانگن	
ن دسج ہیں۔		رباست مہنگن بی۔	۵
۱۔ جلد اول۔	۵	السنٹ مالٹریوڈس۔	۵
۲۔ جلد دوم۔	۵	ولیس کی شہزادی۔	۱۲
۳۔ جلد سوم۔	۵	غریب الوطن۔	۵
۴۔ جلد چہارم۔	۵	اسرار آسیہ - مصنفہ مولوی	
سیر کو ہسار - کامل درود جلد		محمد حسن صاحب نگراوی۔	۵
زبندت رتن ناتھ صاحب در		ناول روزنامہ میرٹھ مترجمہ	

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۲ روپے	گنگا پتر ترجمہ لالہ سیتا رام صاحب بی۔ اے۔ مجلد۔ فولیس کی ایک شہزادی۔ یہ ناول بھی بڑا دلچسپ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے تصنیف کی وقت ہندوستانی مذاق کا خیال رکھا تھا۔	۱۲ روپے	منشی امروڑ صاحب جیسیت دہلوی۔ حصہ اول ایضاً حصہ دوم۔ خون ناقص۔ مترجمہ منشی خلیل الرحمن صاحب۔ اس میں علاوہ دیگر مفید مطالب ہونے کے سرغرسائی پولیس قابل ملاحظہ ہے۔
۱۲ روپے	عجب فرنگ۔ مسہلی یا افسانہ نادرا تحقیقت اس فسانہ ہر دلغوزی کو کتاب بروتر اسٹیجیو یا درنہ کرکس منشی مدیم انظر خوش تقریر جناب منشی رام تران صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ عجب دلچسپ قصہ اور عبارت ہر اگر اس کے عنوان کو بھی کوئی صاحب ملاحظہ فرمائیں پھر کیا ممکن کہ بغیر تمام کیے کتاب دل کو چین پڑے۔	۱۲ روپے	دولستان مترجمہ بالو راجی داس صاحب بھارگو اسکی ہر دلغوزی دیکھنے پر منحصر ہے۔ شہید حقا۔ ناول سیتا۔ در دو جلد۔ فسانہ لالہ شمس زور و قہم۔ کامل۔ الف لیلہ اردو مترجمہ بطر ناول مصنفہ بدت رتن ناتھ صاحب اس میں قصص لافون کی ترتیب سے نمبر وار درج ہیں جلد اول۔
۱۲ روپے	آف اصفہان مصنفہ کپتان سورب صاحب مشہور سیاح ممالک ایران مترجمہ منشی امروڑ صاحب جیسیت دہلوی ناول قہم۔ انگریزی ناول کا ترجمہ جنگ ہفت روزہ۔ مصنفہ سید ولایت حسین صاحب	۱۲ روپے	ایضاً جلد دوم۔ راز عشق۔ گناہ بے لذت۔ مترجمہ منشی خلیل الرحمن صاحب۔ نئے بکڑے۔ اردو شکسپیر یعنی اردو ترجمہ